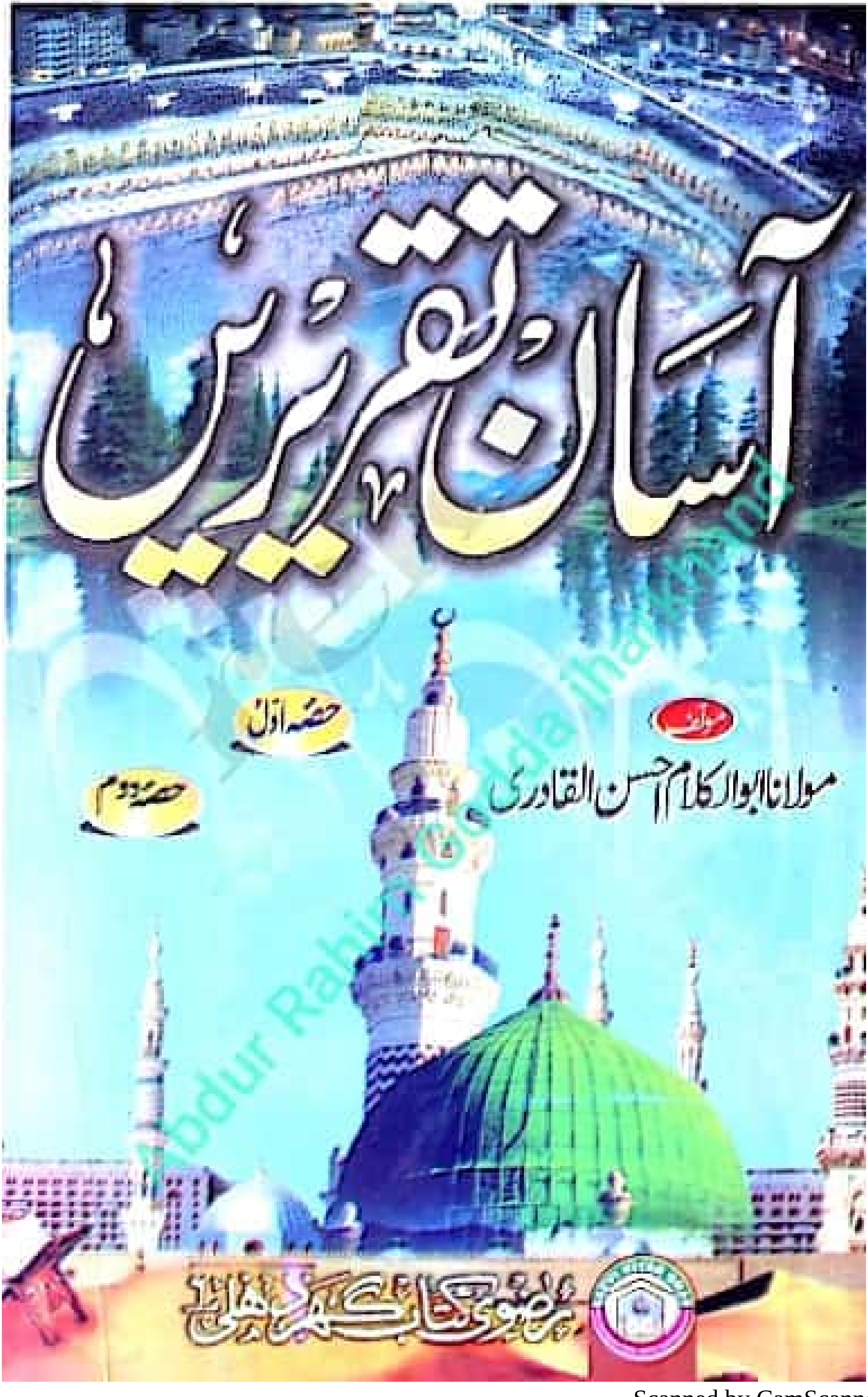

آسان تقریریں
حصہ اول
حصہ دوم
مؤلف
مولانا ابوالکلام احسن القادری
رضوی کتاب گھر دہلی

آسان تقریریں

حصہ اوّل و دوم کامل

مولانا محمد ابوالکلام احسن القادری

صدر المدرسین دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

رضوی کتاب گھر

۴۲۳، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

فہرست تقاریر

نمبر شمار	مضامین	عناوین	صفحہ
۱۔	انتساب		۳
۲۔	تاثرات	مولانا عبدالمبین نعمانی وجناب حلیم حاذق صاحب	۴

حصہ اول

نمبر شمار	مضامین	عناوین	صفحہ
۳۔	پہلی تقریر	محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ	۵
۴۔	دوسری تقریر	ذکر نور مصطفیٰ ﷺ	۱۵
۵۔	تیسری تقریر	علم غیب مصطفیٰ ﷺ	۲۳
۶۔	چوتھی تقریر	اتباع سنت مصطفیٰ ﷺ	۳۱
۷۔	پانچویں تقریر	رحمت سرکار دوعالم ﷺ	۳۸
۸۔	چھٹی تقریر	درود پاک مصطفیٰ ﷺ	۴۴

حصہ دوم

نمبر شمار	مضامین	عناوین	صفحہ
۹۔	ساتویں تقریر	کلمہ طیبہ	۵۱
۱۰۔	آٹھویں تقریر	نور نماز	۶۰
۱۱۔	نویں تقریر	فلسفۂ زکوٰۃ	۷۲
۱۲۔	دسویں تقریر	فضیلت روزہ	۸۳
۱۳۔	گیارہویں تقریر	حکمت حج	۹۳
۱۴۔	بارہویں تقریر	رسول اللہ ﷺ کے معجزات	۱۰۳
۱۵۔	لاکھوں سلام		۱۱۱
۱۶۔	سلام بوقت قیام (یانبی)		۱۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنی والدہ ماجدہ

فرمودن خاتون

مرحومہ ومغفورہ کے نام سے معنون کرتا ہوں۔ جنہوں نے ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۳ر مئی ۱۹۸۵ء جمعہ کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب و مخلصین ایصال ثواب فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں

محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی۔ ضیاء الاسلام ہوڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلى على رسوله الكريم

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ زیر نظر کتاب "بچوں کی آسان تقریریں" اول و دوم جسے مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کے ابتدائی طلبہ کے لیے عام فہم اور سلیس زبان میں میں نے ترتیب دی تھی کئی کتب خانوں کے زیر اہتمام متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر عوام و طلبہ میں بے حد مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

مقام مسرت ہے کہ اب کی بار محب گرامی جناب حافظ محمد قمرالدین صاحب رضوی شاندار کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ اپنے کتب خانہ "رضوی کتاب گھر" کے زیر اہتمام شائع کر رہے ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے قدیر جل شانہ میری اس تالیف کو قبول فرما کر عوام الناس کے لئے ذریعہ ہدایت اور سامان آخرت بنائے۔ آمین

خاکسار
محمد ابوالکلام احسن القادری
استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

تاثرات

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی قادری

صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

راقم نے محب گرامی مولانا محمد ابوالکلام احسن القادری صاحب کی تازہ تصنیف "آسان تقریریں" کا مطالعہ کیا مدارس اسلامیہ کے ابتدائی طلبہ کے لئے یہ کتاب یقیناً مفید و کار آمد ہے بچوں کی استعداد کا خیال کرتے ہوئے مولانا نے زبان بھی آسان اور عام فہم استعمال کی ہے، مدرسین کرام سے گزارش ہے کہ طلبہ کو اس کتاب سے تقریریں یاد کرائیں اور ان کو خطابت کا عادی بنائیں تاکہ آگے چل کر ان کے اندر تقریر کا ملکہ پیدا ہو اور بولنے میں جھجک نہ محسوس ہو پہلے طلبہ سے ہر جمعرات کو طلبہ ہی کے مجمع میں تقریر کرائی جائے، پھر جب اچھی طرح مشق ہو جائے تو ان کو میلاد شریف کی محفلوں میں بولنے کا موقع دیا جائے۔ اساتذہ تلفظ کی صحت کا خاص خیال رکھیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ یاد کرنے سے پہلے پڑھوا کر سن لیں ورنہ غلط یاد کر لینے کے بعد اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے۔

ہمارے کتب خانے میں ایسی کتاب کی کمی تھی، مولانا نے اس پر قلم اٹھا کر ایک قابل تحسین کارنامہ انجام دیا ہے۔

تاثرات شاعر خوش فکر جناب حلیم حاذق صاحب

برصغیر ہندو پاک اور بنگلہ دیش میں خطیب ملت حضرت مولانا ابوالکلام صاحب احسن القادری المصباحی کی ہمہ گیر شخصیت سے اب کون ناواقف و آشنا ہے۔

موصوف گرامی کی تقریباً درجنوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔

زیر نظر کتاب "آسان تقریریں" اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جس سے ان کی دینی خدمات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے انہوں نے عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے پیش نظر نئی نسل کے اذہان و افکار پر مذہبی رنگ چڑھانے اور ان کے قلب و روح کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی غرض سے تقریروں کا یہ سلسلہ جاری کیا ہے جو نہایت ہی سہل اور عام فہم زبان میں ہے تاکہ اس سے کم پڑھے لکھے حضرات بھی خاطر خواہ استفادہ کر سکیں۔

میں صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ خدائے تعالیٰ موصوف گرامی کو زیادہ سے زیادہ دین و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خیر اندیش
حلیم حاذق
۱۷ مارچ ۱۹۸۷ء

پہلی تقریر

محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

(کلام رضاؔ)

نعت شریف

ادب کے ساتھ جشن سرور عالم منائیں گے
رسول اللہ کی میلاد محفل سجائیں گے

بنا کر پاک گلدستے درودوں اور سلاموں کے
شہ کونین کے دربار میں ڈالی لگائیں گے

یقیں ہے حاضری ہوگی ہماری بھی مدینے میں
ہمیں بھی اک نہ اک دن سرور عالم بلائیں گے

چلے گا قافلہ جب طیبہ کو ان کے غلاموں کا
تو دوران سفر ہم نعت کے نغمے سنائیں گے

عدو جلتے ہیں تو جلتے رہیں اہل سنن لیکن
قیامت تک نبی کی عظمتوں کے گیت گائیں گے

مسلمانو! وہ ساعت کس قدر فرحت فزا ہوگی
تمہاری قبر میں جب شاہ دیں تشریف لائیں گے

جبین پاک پر باندھے ہوئے سہرا شفاعت کا
سر محشر شفیع المذنبیں تشریف لائیں گے

محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔ والہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا۔ صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شل فارس زلزلے ہوں بخد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جان کافر پہ قیامت کیجئے

برادران اسلام و معزز سامعین !

ابھی ابھی میں نے خطبہ کے بعد جس آیت مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے۔اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم تمامی حضرات اپنے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں بصد خلوص و عقیدت ہدیہ صلوٰۃ و سلام عرض کریں۔ پڑھیے بلند آواز سے:

اللھم صلی علٰے سیدنا و مولا نا محمد و بارك وسلم صلوا علیه صلاۃ و سلاما علیك یا رسول اللہ

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جہاں ذکر حبیب ہوتا ہے
خود خدا بھی قریب ہوتا ہے
ان کی محفل میں بیٹھنے والا
آدمی خوش نصیب ہوتا ہے

محترم حضرات :

آج میرے لیے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ آج کی اس نورانی و عرفانی بزم میلاد مصطفیٰ میں بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کرنے کا مجھے سنہرا موقع مل رہا ہے۔ میں اپنی چشم تصور سے دیکھ رہا ہوں کہ اس محفل پاک میں فیوض و برکات اور رحمت و انوار کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟...... ذکر ہے تو کس کا؟...... بات ہے تو کس کی؟...... بلا شک و شبہہ ذکر اس کا ہے جو نور حق ہے۔ بات اس کی ہے جو ظل رب ہے تذکرہ اس کا ہے۔ جو خدا کی عطاء سے مالک کائنات ہے اسی لیے تو اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب، ہے انہیں کا سب، ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

برادران اسلام!

جس جگہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب سرکار دوعالم نور مجسم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا ذکر جمیل ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ. یعنی اللہ والوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! ذرا غور توکیجئے جب صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے توجو تمام صالحین اور مرسلین کے پیشوا اور سردار ہیں اور جن کا ذکر خود خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ان کے تذکرہ کے وقت کس قدر رحمتوں کا نزول ہوتا ہوگا۔ اور ایسی مقدس محفلوں میں شرکت کرنے والوں کے مراتب کس درجہ بلند ہوں گے۔ بھلا اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ حضرت حامد لکھنوی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

جو یاد مصطفےٰ سے دل کو بسلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

پڑھئے بلند آواز سے درود شریف: اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔

حضرات گرامی!

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو کون نہیں جانتا ہے۔ آپ اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں اپنی چشم دید شہادت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا جو کہ معظمہ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو "مولد النبی" میں ہوئی۔ جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یک بیک کچھ انوار اس محفل پاک سے بلند ہوئے۔ غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار رحمت الٰہی اور ان فرشتوں کے تھے جو ایسی مقدس محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جس جا پہ پڑھی جاتی ہے نعت شہ ابرار
نازل ہوا کرتی ہے وہاں رحمت غفار
آتے ہیں ملک دیکھنے اس بزم کا دیدار
کرتے ہیں کھڑے ہو کے برابر یہی اذکار
صلوات کے پڑھنے کی سزاوار ہے محفل
جنت کے دلانے کی مددگار ہے محفل

محترم سامعین!

آج کل کچھ لوگ اکثر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جشن میلاد مصطفے سے کیا فائدہ؟۔ اس سلسلے میں ایک روایت مجھے یاد آرہی ہے جس کے راوی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے کہا کہ جب سے میں مرا ہوں طرح طرح کے عذابوں میں جکڑا رہتا ہوں۔ لیکن پیر کے دن عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور صرف اس لیے کہ جب حضور پر نور سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی ولادت کی خوش خبری میری لونڈی ثویبہ نے مجھے سنائی تھی میں نے اس خوشخبری

سنانے کے عوض خوش ہو کر اسے آزاد کر دیا۔

سبحان الله سبحان الله ! ابولہب جیسا کٹر دشمن رسول اور سزا ہوا کا فر اگر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی میں لونڈی آزاد کرے تو اس روز اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے، تو کیا ہم غلام مصطفےٰ اگر میلاد شریف کی محفل سجائیں۔ جشن میلاد منائیں۔ میلاد پڑھیں یا پڑھوائیں اور اس طرح فرح و سرور کا مظاہرہ کریں تو کیا ثواب سے محروم ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں، بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔

جو محفل میلاد محمد کو پڑھائے
اللہ سے مانگے جو مراد اپنی وہ پائے
محتاج کسی کا نہ ہو کچھ دکھ نہ اٹھائے
مرجائے تو جنت میں بڑے شوق سے جائے
صلوات کے پڑھنے کی سزاوار ہے محفل
جنت کے دلانے کی مددگار ہے محفل

پڑھئے درود پاک بلند آواز سے۔ اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم صلوا علیه صلوۃ وسلام علیك یا رسول الله.

محترم حاضرین !

اس سلسلے میں ایک اور واقعہ سماعت فرماتے ہوئے چلئے۔ جسے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے اپنی مشہور تصنیف جمع الجوامع میں میلاد شریف کے فیضان کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں عبد الجبار نامی ایک بڑا ہی عاشق رسول سوداگر رہا کرتا تھا۔ رسول اللہ کی عقیدت و محبت میں ہر سال خوب اہتمام سے محفل میلاد پاک منعقد کیا کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی بھی رہا کرتا تھا

ایک بار میلاد شریف کے دن یہودی کی بیوی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج سوداگر کے گھر میں کیسی خوشی ہے۔ یہودی نے بتایا کہ جشن میلاد النبی ہے۔ عورت میلاد پاک کے تصور میں سو گئی خواب میں دیکھتی ہے کہ سوداگر کا مکان نور سے معمور ہے۔ پھر یکا یک کیا دیکھتی ہے کہ ایک سواری نہایت شان و شوکت کے ساتھ آئی۔ اس شان و شوکت سے کہ فرشتوں کی فوج اور اصحاب کا لشکر بھی موجود اور سب کی زبان پر صلی علی محمد صلی علی نبینا صل علی شفیعنا صل علی محمد کا ترانہ جس وقت صاحب سواری رونق افروز ہوئے۔ سوداگر کے ظلمت کدہ کا مقدر جاگ اٹھا اور تمام گھر آفتاب کے مثل روشن ہو گیا۔ یہودی کی بیوی کہتی ہے کہ میلاد پاک کے ختم ہونے کے بعد وہ بزرگ میرے مکان کی طرف سے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہیوں سے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو ایک شخص نے جواب دیا۔

شمس الضحیٰ یہی تو ہیں
بدر الدجے یہی تو ہیں
سید کل یہی تو ہیں
خضر سبل یہی تو ہیں
جن کو پکارتی ہے خلق
صبح و مسا یہی تو ہیں
شافع ہیں روز حشر کے
خیر الوریٰ یہی تو ہیں

حضرات گرامی!

جس وقت یہودی کی بیوی نے سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا مبارک نام سنا تو فرط مسرت اور عقیدت و محبت

سے بے قرار ہو گئی اور نہایت ہی ادب و احترام سے سر جھکا کر سلام عرض کیا اور رو رو کر کہا۔ اے رسول گرامی وقار! آپ رحمۃ للعلمین ہیں میں غیر مذہب ہوں۔ خدارا مجھے مشرف باسلام فرما کر اپنے دامن رحمت میں جگہ دیجئے۔ پس سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس یہودیہ کو کلمہ پڑھا کر دولت ایمان سے سرفراز فرمایا۔ عورت خواب سے بیدار ہوئی تو خواب سے پوری طرح متاثر تھی۔ حضور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا اس کی نظر میں گردش کر رہا تھا۔ اور اس کا دل عشق و محبت کی نورانیت سے معمور تھا۔ اس نے محفل میلاد پاک کی تیار شروع کر دی۔ تیاریوں کو دیکھ کر یہودی نے دریافت کیا تو اس عورت نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ یہودی نے کہا۔ اے بی بی تو سچ کہتی ہے رات کو میں نے بھی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ تجھے کلمۂ طیب پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی شرف قدم بوسی حاصل کیا اور کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر خود کو حلقۂ غلامی میں داخل کر لیا ہے۔

بس پھر کیا تھا۔ دونوں میاں بیوی نے رحمت خداوندی کے نزول کے حصول پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور کچھ اس طرح اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

محترم سامعین!

آپ نے دیکھا کہ محفل میلاد مصطفیٰ سے کتنا فائدہ ہوا۔ اس لیے صرف میری ہی نہیں بلکہ آپ لوگوں کی بھی یہ دعا ہونی چاہیے کہ خداوند قدوس ہم تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے کہ ہم لوگ اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار

مدینہ ﷺ کی محفل میلاد شریف منعقد کریں۔ اپنی حیثیت وطاقت کے مطابق آمد مصطفےٰ کی خوشی میں جھنڈیاں لگائیں۔ محلوں اور گلیوں کو سجائیں۔ اسٹیج بچھائیں اور اس کے ذریعہ خدا کی رضا اور مصطفےٰ کی مرضی حاصل کریں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؂

خدا کی ہے رضا بیشک رضا جو مصطفیٰ کی ہے
کہ جو مرضی محمد کی وہی مرضی خدا کی ہے

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

برادران اسلام!

اب میں اپنی تقریر اس شعر کے ساتھ ختم کر رہا ہوں ؂

عید میلاد النبی پر خوب خوشیاں کیجئے
رحمت و بخشش کے دن بخشش کا ساماں کیجئے
جن کے صدقے میں ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا
ان کے نام پاک پر صدقے دل و جاں کیجئے
ان کی آمد حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہے
مانئے احسان حق اور شکر احساں کیجئے

وما علینا الا البلاغ

دوسری تقریر

ذکر نور مصطفیٰ ﷺ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

(کلام رضا)

ترانۂ نور

نور کی محفل ہے یہ سنئے قصیدہ نور کا
نور کی محفل میں ذکر خیر ہوگا نور کا
گا رہی ہیں خلد میں حوریں بھی گانا نور کا
ہے فرشتوں کی زباں پر بھی ترانہ نور کا
فرش سے تا عرش اعظم ہے اجالا نور کا
مرحبا صلی علی کیا رنگ نکھرا نور کا
رخ پہ غازہ نور کا زلفوں میں شانہ نور کا
بن سنور کر عرش پر جائے گا دولہا نور کا
ہر کلی ہر پھول ہر پتہ ہے اس کا نور کا
مصطفے کے باغ میں کیا نور پھیلا نور کا

ذکر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد لله رب العٰلمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين واله و صحبه اجمعين . اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم . قد جائكم من الله نور وكتاب مبين

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

سب سے پہلے گنبد خضرا میں آرام فرمانے والے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے۔ پڑھئے بلند آواز سے اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک و صلوا علیہ صلاۃ و سلاما دائما علیك یارسول الله

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان "نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ میں نے ابھی ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اس میں رب کائنات

ارشاد فرمارہا ہے۔

"تحقیق کہ آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک
نور اور روشن کتاب۔"

یعنی اس آیت مبارکہ میں خدائے تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ نور سے ذکر فرمایا۔ یہ وہ نور ہے جو آفتاب و ماہتاب کے نور سے بھی کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہے۔ کیوں کہ آفتاب کا نور ایک حد کے بعد گھٹنے لگتا ہے۔ مگر نور محمدی ہر آن دن دونا رات چوگونا ترقی پاتا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل خود دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ یعنی (اے محبوب) آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے یعنی دن بہ دن تمہارا نور مدارترقی پر ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

میرے دینی بھائیو! اور بہنو! میرے آقا و مولیٰ حضور نبی اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نور ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا۔ چنانچہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اول ما خلق اللہ نوری (مواہب لدینہ) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! خدائے تعالیٰ جل شانہ نے سب سے پہلے کیا پیدا فرمایا؟ یہ سن کر اللہ کے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم۔ نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ آسمان تھا نہ کوئی فرشتہ، نہ زمین تھی نہ چاند و سورج۔ نہ کوئی جن تھا نہ انسان، نہ مٹی تھی نہ پانی۔ نہ آگ تھی اور نہ ہوا۔ غرضیکہ کائنات کی کسی چیز کا وجود نہ تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حضرات گرامی! حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک ہر چیز سے پہلے پیدا کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا۔ اے جبرئیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ میری عمر کتنی ہے۔ ہاں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ:

چوتھے حجاب میں ایک تارا ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اسے میں نے بہتر ہزار دفعہ دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب دیا۔ وعزۃ ربی انا ذالك الكوكب مجھے میرے رب کی عزت کی قسم میں ہی وہ تارا ہوں۔

(روح البیان شریف)

حضرت جبرئیل نے سوچا کہ آج میں بڑی لمبی عمر بیان کر رہا ہوں۔ مگر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ جواب سن کر انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ سرکار تو مجھ سے بھی پہلے کے ہیں۔ علامہ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسیں وہی طٰہٰ
وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

میرے بھائیو! اور بزرگو! ہمارا یہ ایمان وایقان ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نورٌ من نورٍ ہیں۔ انھیں اپنی طرح سمجھنا یا اپنی طرح کہنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ حضور ایسے نور ہیں کہ اسی نور سے سب کچھ بنا اور اسی نور کے واسطے سب کچھ بنا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

وہی نور حق، وہی ظل رب، ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

پھر ایک مرتبہ ذرا بلند آواز سے درود پاک پڑھ لیجئے۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك و صلوا علیه صلاة و سلاما دائما علیك یارسول الله

میرے بزرگو! نور کہتے ہی اسے ہیں جو خود روشن ہو، اور دوسروں کو بھی روشن کر دے۔ حضور نور بن کر آرہے ہیں۔ تو عالم یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا رہا ہے۔

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روشن رات میں میں ایک نظر سرکار کے رخ زیبا کو دیکھتا اور ایک نظر چودھویں رات کے چاند کو دیکھتا۔ فاذا ھو احسن عندی من القمر تو حضور کا چہرۂ انور مجھے چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین وجمیل نظر آتا تھا۔

سبحان الله سبحان الله! سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخ زیبا کے سامنے چاند کی چاندنی ماند ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کیا انصاف ہے
چاند میں تو داغ ہے اور ان کا چہرہ صاف ہے

میرے بھائیو! اور بزرگو! حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نہ صرف یہ کہ نور ہیں بلکہ نور بخش بھی ہیں۔ یہ آفتاب و ماہتاب اور کہکشاں سب کے سب حضور ہی کے نور سے چمک رہے ہیں۔ اے میرے آقا! آپ مخزن نور ہیں۔ آپ سراپا نور ہیں۔ آپ نور علیٰ نور ہیں۔ اے نور بخش آقا! ہم گنہگاروں کی طرف بھی نگاہِ نور ہو!

اسی لیے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

میرے دینی بھائیو! اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی شانِ نور بخش کی صرف ایک حدیث سماعت فرمائیے۔ اس کے بعد میں آپ سے رخصت ہو جاؤں گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دو صحابہ کرام رات کے وقت حاضر ہوئے اور اپنی کسی حاجت کے لیے عرض کی اور باتیں ہونے لگیں۔ رات زیادہ گزر گئی اور دونوں صحابیوں کو اپنے اپنے گھر جانا تھا۔ چونکہ رات بے حد اندھیری تھی اور روشنی کا کوئی انتظام بھی نہیں تھا مگر جب وہ بارگاہِ نور سے گھر جانے کو اٹھے تو دونوں میں سے ایک صحابی کی لاٹھی چمکنے لگی اور راستہ دکھائی دینے لگا۔ دونوں صحابی اس ایک لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگے اور جب ایک صحابی کا راستہ بدلا یعنی وہ دوسری طرف جانے لگے تو ان کی لاٹھی بھی چمکنے لگی اور دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہونچ گئے۔

(مشکوٰۃ شریف)

دیکھا آپ نے یہ ہے بارگاہِ نور کا فیضِ نور، کہ غلاموں کی لاٹھیوں کو بھی چمکا

دیا۔ پھر جو لوگ ہمارے حضور کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ اپنی بد بختی پہ ماتم کریں۔ کہ اس سیلاب نور سے لاٹھیاں تک فیضیاب ہو گئیں۔ مگر ان کے دل سیاہ کے سیاہ ہی رہے۔ اسی لیے تو میں اکثر و بیشتر کہہ دیا کرتا ہوں کہ جس کو انکار نور ہے وہ یقیناً صراط مستقیم سے دور ہے کیوں کہ بغیر روشنی کے منزل تک رسائی ناممکن ہے۔

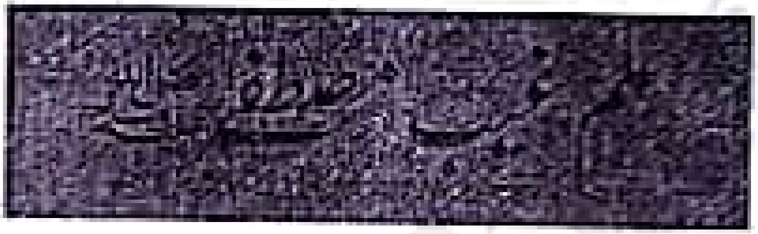
محترم حضرات! خدائے تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں نوری نور عطا فرمایا۔ ہمارا خدا نور، ہمارا قرآن نور، ہمارا اسلام نور اور ہمارا رسول بھی نور۔ اور ہم مسلمان چونکہ اپنے خدا کو اپنے قرآن کو اپنے مذہب کو اور اپنے رسول کو نور مانتے ہیں اس لیے ہم بھی نوری ہیں اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم مسلمان نوری ہیں، ناری نہیں ناری تو وہ ہے جو خدا، قرآن، اسلام، اور حضور کو نور نہ مانے۔

میرے بزرگو! اور دوستو! آپ کو صد بار مبارک باد ہو کہ آپ نور کو نور مان کر ایسے نوری بن گئے کہ اب نار آپ سے ڈرنے لگی۔ اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں اس دعاء کے ساتھ اپنی گفتگو کو ختم کر رہا ہوں کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ہم سارے مسلمانوں کو اپنے نور میں جگہ عنایت فرمائے اور ناریوں سے محفوظ رکھے۔

آمین یارب العلمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تیسری تقریر



الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على رسوله الكريم الامين و علىٰ آله الطيبين الطاهرين واصحابه المهديين الهادين۔ اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما صدق الله مولانا العظيم و صدق رسوله النبي الكريم و نحن علىٰ ذالك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

☆☆

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

برادران ملت وعزیزان گرامی! آج کی اس بزم نور و نکہت میں کچھ عرض کرنے سے پہلے بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ تمامی حضرات مل کر بانداز نیازمندانہ اپنے آقا و مولیٰ ساقی حوض کوثر، شفیع روز محشر، ہم غلاموں کے سرور و یاور حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے۔ پڑھئے بہ آواز بلند۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیه

صلاة وسلاما علیك یارسول الله

محترم حضرات ! آج چونکہ میری تقریر کا عنوان علم غیب مصطفیٰ ہے۔اس لیے آپ حضرات نہایت ہی اطمینان وسکون کے ساتھ تشریف رکھیں اور جو کچھ میں عرض کروں میرے کلمات کو بغور سماعت فرمائیں۔ خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے (اے محبوب) اور سکھادیا آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔اور یہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

حضرت کا علم علم لدنی تھا اے امیرؔ
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

حضرات گرامی !ہم اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہمیشہ سے رہا ہے اور اب بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم ذاتی،ابدی قدیم اور غیر محدود ہے اور نبی آخر الزماں خاتم پیغمبراں کا علم غیب عطائی،عارضی،حادث اور محدود ہے۔ اتنا واضح فرق ہوتے ہوئے بھی تعجب ہے کہ کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ مختلف فیہ بنادیا ہے کہ حضور نبی محترم شاہ خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں۔ حالانکہ نبی کہتے ہی اسے ہیں جو غیب کی خبریں دیتا ہو۔تاریخ میں نبی کو نبی کہنے سے تو انکار کیا گیا ہے مگر اس سے کہ نبی کا غیب داں ہونا ضروری ہے کسی نے انکار نہیں کیا۔

چنانچہ ابوجہل کا بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہو کر یہ کہنا کہ اگر آپ نبی ہیں تو بتایئے میری مٹھی میں کیا ہے؟اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس وقت کے کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جو نبی ہوگا وہ لازماً غیب داں بھی ہوگا۔ذرا بلند آواز سے بارگاہ رسالت میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ نچھاور کیجئے پھر میں آگے بڑھوں۔پڑھئے

درود شریف اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلاة وسلاما دائما علیك یارسول الله

برادران ملت! یہ امر حقیقت ہے کہ حضور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں بے شمار آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ موجود ہیں۔ مگر میں ابھی آپ کے سامنے عہد رسالت کے وہ واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں جو نبی غیب داں کی غیب دانی سے متعلق ہیں، تاکہ یہ بات اچھی طرح ظاہر ہو جائے کہ زمانۂ رسالت کے کافر و مشرک تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کے جلوے دیکھ کر ایمان لے آئے مگر افسوس صد افسوس کہ آج ایمان کا دعویٰ کرنے والے صبح و شام روزہ نماز کی تبلیغ کرنے والے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے نبی محترم کی غیب دانی کا انکار کر رہے ہیں۔

برادران اسلام! تاریخ کا وہ باب نگاہوں کے سامنے لایئے کہ جنگ بدر میں جو کافر گرفتار ہوئے وہ سارے کے سارے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کرام سے مشورہ فرما رہے ہیں۔ اے لوگو ان گرفتار شدگان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا یارسول اللہ! ہم لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ کسی نے یہ کہا کہ جو جس کا رشتہ دار ہو وہی قتل کرے۔ مگر رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ لوگو امیری تجویز یہ ہے کہ فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ لہٰذا کافر فدیہ دے کر رہا ہوتے رہے۔ ان گرفتار شدگان میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب عباس بھی تھے۔

حضرت عباس نے جنگ بدر میں آتے وقت اپنی بیوی ام الفضل کو اندر بلا کر کہا کہ یہ اشرفیوں کی ایک تھیلی ہے۔ اسے سنبھال کر رکھنا، کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا اگر میں سلامت آ گیا تو بہت اچھا ورنہ اتنی اشرفیاں فلاں کو اتنی فلاں کو

دے دینا۔

جب حضرت عباس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فدیہ کا مطالبہ کیا کہ آپ فدیہ دے کر رہائی حاصل کیجئے۔

یہ سن کر حضرت عباس نے کہا میں غریب آدمی ہوں میرے پاس کوئی مال ہی نہیں ہے میں کہاں سے فدیہ ادا کروں۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان! آپ کا وہ مال کہاں ہے؟ جنگ بدر میں روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی ام الفضل کو جو دیا تھا اور کہا تھا کہ اسے سنبھال کر رکھنا۔

یہ سن کر حضرت عباس پہ رعشہ ہوا طاری
کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبرداری

حضرت عباس نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں کیوں کہ یہ راز تو میری بیوی اور میرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ جو غیب کی باتیں جانتا ہو اور مدینہ میں بیٹھ کر مکے کے حالات کا علم رکھتا ہو وہ کبھی بھی جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت عباس نے فدیہ دے کر رہائی حاصل کر لی اور اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ ص ۹۷ ،زرقانی جلد اص ۴۴۷)

سبحان اللہ سبحان اللہ! برادران اسلام دیکھا آپ نے۔ حضرت عباس اب تک دولت ایمان سے محروم تھے۔ مگر جب انہوں نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب دیکھ لیا تو فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

اس لیے میں نے آپ سے کہا تھا کوئی علم غیب دیکھ کر دولت ایمان سے مالا مال ہوتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر کے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ پڑھئے درود شریف اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم و صلوا علیہ صلاۃ وسلاما دائما علیک یارسول اللہ۔

برادران اسلام! شرح قصیدہ بردہ میں مذکور ہے کہ ابو جہل نے حبیب یمنی کو خبر بھیجی کہ مکے میں محمد بن عبداللہ ایک نیا دین لے کر آیا ہے جس نے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا ہے۔ اس دین کی اشاعت بڑی تیزی سے ہو رہی ہے۔ لہٰذا خبر پاتے ہی تم جلد مکہ پہنچ جاؤ تاکہ لوگوں کو اسلام سے روک سکو۔ ورنہ پھر ہمارے دین کی خیر نہیں ہے۔ مکے والوں پر تیرے بے شمار احسانات ہیں۔ لوگ تیری بات مان لیں گے۔ وہ خبر پا کر جلد ہی مکہ پہنچ گیا۔ ابو جہل نے اس کی بڑی خاطر تواضع کی اور یہاں کا سارا ماجرا بیان کیا۔ حبیب یمنی نے کہا کہ فیصلہ تو دونوں فریق کی بات سن کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ میں نے تیری سن لی اب ذرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بھی سن لوں۔ دیکھ تو لوں وہ کیسے ہیں اور کہتے کیا ہیں؟ ابو جہل گھبرا تو گیا مگر کچھ کہہ نہ سکا۔ حبیب یمنی نے بارگاہ نبوی میں پیغام بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں اور ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ حضور کے تشریف لاتے ہی مجلس پر سناٹا چھا گیا۔ سب لوگ مرعوب ہو گئے۔ کسی میں لب کشائی کی ہمت نہ رہی۔ صحیح فرمایا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے!
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

آخر کار کچھ دیر بعد خود ہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو تم نے کیوں بلایا ہے؟ یہ سن کر حبیب یمنی گھبرا کر بولا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں؟ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کا معجزہ کیا ہے؟ اللہ کے پیارے

محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تو چاہے، عرض کرنے لگا جو میں چاہوں، تو پھر میں دو چیزیں چاہتا ہوں ایک تو اس وقت چاند اپنی پوری روشنی پر ہے۔ اسے آپ دو ٹکڑے کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا اور پورا چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ پھر اشارہ فرمایا تو دونوں ٹکڑے آپس میں مل کر یکساں ہو گئے۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

حبیب کردگار، دونوں عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبیب یعنی ابوجل دوسری بات کیا چاہتا ہے؟ عرض کرنے لگا حضور آپ خود ہی بتائیں کہ میں دوسری بات کیا چاہتا ہوں؟ فرمایا! سن! تیری ایک بے دست وپا لڑکی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں، نہ آنکھ نہ کان، وہ تجھ پر بوجھ بنی ہوئی ہے۔ تو چاہتا ہے کہ اسے شفا ہو جائے۔ جا میں نے اسے وہاں شفا بخش دی یہ سن کر حبیب یعنی بے اختیار ہو گیا اور کانپتی ہوئی آواز میں چیخا، اے ابوجہل سن لے! اے امیہ سن لے اور اے مکے کے در و دیوار سن لو اور گواہ ہو جاؤ میں صدق دل سے پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب سے میں اسلام کا سچا مبلغ ہوں یہ کہہ کر وہ اپنے گھر خوشی خوشی روانہ ہو گیا۔

جب گھر پہونچا تو رات کا وقت تھا دروازہ پر دستک دی۔ وہی بے دست وپا لڑکی دروازہ کھولنے کے لیے آئی باپ کو دیکھ کر پڑھنے لگی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حبیب حیرت زدہ ہو کر بولا۔ بیٹی یہ کلمہ تجھے کہاں سے ملا؟ اور تو کیسے اچھی ہو گئی؟ جواب ملا میں ایک رات سو رہی تھی مگر قسمت بیدار تھی میں نے دیکھا کہ کوئی چاند سے چہرے والا سیاہ زلفوں والا خواب میں تشریف لایا اور فرمایا کہ بیٹی ہم تیرے باپ کو مکے میں کلمہ پڑھا رہے ہیں تو یہاں مسلمان ہو جا اور پڑھ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ

چنانچہ جیسے ہی یہ کلمہ میں نے پڑھا صحت جسمانی و روحانی دونوں نصیب ہو گئی۔

برادران اسلام! یہ ہے ہمارے آقا و مولیٰ حضور غیب داں کی غیب دانی کا جلوہ۔ کہ مکہ میں رہ کر یمن میں حبیب یمنی کی اپاہج و معذور لڑکی کو دیکھ رہے ہیں اور اختیار و تصرف کا یہ عالم کہ سیکڑوں میل کی دوری سے اسے شفا کی دولت بھی بخش رہے ہیں۔ نبی مکرم کی یہی وہ غیب دانی تھی جس کو حبیب یمنی نے دیکھتے ہی اپنی جبین عقیدت کو مصطفیٰ جان رحمت کے قدم ناز پر خم کر دیا۔ اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ہائے رے زمانے کا انقلاب! کہ کل نبی کی جس غیب دانی سے کفر و شرک کا جنازہ نکلتا تھا آج کچھ کوتاہ نظروں نے اسی فضیلت کے اعتراف کا نام کفر و شرک رکھ دیا ہے۔ برادران اسلام! اس طرح کے واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں مگر ابھی وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام واقعات بیان کئے جا سکیں۔ اس لئے میں اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک سنا کر رخصت ہو جاؤں گا۔ مگر اس سے پہلے ایک بار ہم تمامی حضرات مل کر اپنے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔ پڑھئے بلند آواز سے اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلاۃ وسلاما دائما علیک یارسول اللہ

حضرات گرامی! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا و الی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۳۴)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو اٹھا کر اس طرح پیش کر دیا کہ

میں تمام دنیا کو اور اس میں قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے ان سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت کا کیا کہنا۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شش جہت، سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

برادران ملت! نگاہ نبوت سے کیا پوشیدہ ہے میرے آقا و مولیٰ نے مسجد نبوی کی محراب میں کھڑے ہو کر جنت و دوزخ کو دیکھ لیا ہے اور مجھے کہہ لینے دیجئے کہ جنت و دوزخ کی بھی کیا حقیقت ہے۔ ان آنکھوں نے فرش و عرش کو دیکھ لیا۔ ساری خدائی کو دیکھ لیا۔ بلکہ کہہ لینے دیجئے کہ خود خدا کو دیکھ لیا تو جس نگاہ نبوت سے خدا نہ چھپا تو خدائی کیسے چھپ سکتی ہے اسی لیے تو امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

چوتھی تقریر

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد و علیٰ آله و صحبه اجمعین۔ اما بعد ! فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ۔ بسم الله الرحمن الرحیم لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

حضرات گرامی ! آج کی اس محفل ذکر مصطفیٰ میں، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اتباع سنت مصطفیٰ کے سلسلے میں کچھ لب کشائی کروں۔ مجھے امید ہے کہ آپ تمامی حضرات نہایت ہی اطمینان و سکون کے ساتھ سماعت فرمائیں گے۔ مگر آغاز سخن سے پہلے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ تمامی حضرات بصد خلوص و عقیدت اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں۔ پڑھئے ۔ آواز بلند اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلاة وسلاما دائما علیك یارسول الله

ارشاد ربانی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (اے لوگو) تمہارے لئے رسول کائنات کی مقدس زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ یعنی اگر تم کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو مصطفیٰ جان رحمت کی اتباع اور پیروی کرو، ان کے غلام یا وفا بن جاؤ۔ کیوں کہ بغیر ان کی غلامی اور پیروی کے نہ تمہیں سروری مل سکتی ہے اور نہ پیشوائی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ان کے جو ہم غلام تھے، خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھر آئی کی وقار کی

برادران ملت آج وہ کونسا درد رکھنے والا دل ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ان کی موجودہ ذلت و خواری اور رسوائی و بیزاری پر نہ دکھتا اور کراہتا ہو۔ اور وہ کون سی آنکھ ہے جو ان کی غربت و مفلسی، بے روزگاری اور کسمپرسی پر آنسو نہ بہاتی ہو۔ تاج و تخت ان سے چھن گیا۔ دولت و ثروت سے یہ محروم ہوئے۔ عزت و وقار ان کا ختم ہوا۔ وہ کونسی مصیبتیں ہیں جنکا شکار مسلمان نہ بن رہے ہوں۔ وہ کونسی اذیتیں اور صعوبتیں ہیں جن منزلوں سے مسلمان نہ گزر رہے ہوں۔ ان حالات کو دیکھ کر یقیناً درد مند مسلمانوں کا کلیجہ منہ کو آتا ہے، مگر میرے بھائی، صرف گریہ وزاری کرنے، ماتم کناں ہونے آہ اور واویلا کرنے سے مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے علاج پر مسلمان خود غور کریں کہ آخر ہماری اصل بیماری کیا ہے؟ اور اس بیماری کے اسباب و علل کیا کیا ہیں یہ بیماری ہمارے معاشرے میں کیوں پیدا ہوئی۔ کہاں سے اور کیسے پیدا ہوئی۔ اس کا علاج کیا ہے؟ میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان امور پر غور و خوض کر لیا جائے تو علاج بہت آسان ہو جائے گا اس سے قبل بہت سے ارباب علم و دانش اور لیڈران قوم و ملت نے بہت غور و فکر کیا اور طرح طرح کی تدبیریں سوچیں۔ قسم قسم کے علاج عمل میں لائے مگر

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کسی نے سوچا کہ اس کا علاج صرف دولت ہے۔ مال کماؤ ترقی پا جاؤ گے کسی نے کہا اس کا علاج صرف عزت ہے۔ کونسل کے ممبر بن جاؤ آرام مل جائے گا۔ کسی نے کہا حکومت کی کرسی مل جائے تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ مگر یقین جانئے کہ مرض بڑھنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس نادان انسان کی مثال تو اس نادان ماں کی سی ہے جس کا بچہ درد شکم کی شدت سے کراہ رہا ہو اور وہ اسے خاموش کرنے کے لئے اس کے منہ میں دودھ دیتی ہو۔ حالانکہ دودھ پی کر بچہ بجائے خاموش ہونے

کے اور چلانے لگتا ہے یہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ بچہ کو مسہل دے کر اس کا معدہ صاف کیا جائے۔ اسی طرح میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کسی لیڈر معالج نے نہ تو اصل مرض پہچانا اور نہ صحیح علاج کیا۔ اور جس اللہ کے بندے نے مسلمانوں کو اس کا صحیح علاج بتایا تو مسلم قوم نے اس کا مذاق اڑایا، تالیاں بجائیں، اس پر آوازے کسے۔ زبان طعن دراز کی غرض کہ صحیح طبیبوں کی آواز پر کان نہ دھرا۔

ایک بوڑھا کسی حکیم کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا حکیم صاحب! میری نگاہ موٹی ہو گئی ہے، حکیم صاحب نے کہا بڑھاپے کی وجہ سے بوڑھا بولا۔ کمر میں درد بھی ہوتا ہے۔ حکیم صاحب نے جواب دیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے۔ بوڑھا بولا۔ چلنے میں سانس بھی پھول جاتا ہے حکیم نے جواب دیا، بڑھاپے کی وجہ سے۔ بوڑھے نے کہا حافظہ خراب ہو گیا ہے کوئی بات یاد نہیں رہتی۔ حکیم نے جواب دیا۔ یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے۔ بوڑھے کو غصہ آ گیا اور تڑپ کر بولا۔ اے بیوقوف حکیم تو نے ساری حکمت میں بوڑھاپے کے سوا کچھ نہیں پڑھا، حکیم صاحب نے بڑی سنجیدگی اور متانت سے جواب دیا کہ بوڑھے میاں آپ کو جو مجھ بے قصور پر بلا وجہ غصہ آ گیا وہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے۔

مسلمانو! بعینہٖ آج ہمارا بھی یہی حال ہے۔ ہماری بادشاہت گئی۔ عزت گئی، دولت و ثروت گئی۔ وقار گیا۔ عظمت گئی صرف ایک وجہ سے اور وہ یہ ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں دامن مصطفیٰ نہ رہا۔ آج ہم نے شریعت مصطفیٰ کی پیروی چھوڑ دی۔ آج ہم نے نقش قدم مصطفیٰ پر چلنا چھوڑ دیا۔ ہماری زندگی اسلامی نہ رہی ہمیں خدا کا خوف، نبی کی شرم، آخرت کا ڈر، موت کی یاد، قبر کی منزل اور حشر کا منظر یاد نہ رہا۔ اسی لیے تو آقائے نعمت مخزن برکت۔ مجدد دین وملت، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولیٰ عنہ نے فرمایا۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مسلمانو! آج کونسی برائی ہم میں نہیں، ہزاروں خلاف شرع رسمیں ہمارے اندر موجود، چوری ہمارے اندر، ڈاکہ زنی ہمارے اندر، رشوت خوری ہمارے اندر، سینمابینی ہمارے اندر، شراب خوری ہمارے اندر، قمار بازی ہمارے اندر، دغابازی، مکاری اور عیاری ہمارے اندر۔ مسجدیں ہماری ویران اور سینما گھر ہم سے آباد۔ تماشے ہم سے آباد۔ شراب خانے ہم سے آباد۔ مسلمانو! تم ہی فیصلہ کر کے بتاؤ کہ وہ کون سی برائی ہے جو آج ہم میں موجود نہیں۔ پھر ہم کس طرح عزت پاسکتے ہیں پھر ہم کس طرح کامیاب وکامراں ہو سکتے ہیں۔ پھر ہم کس طرح فائزالمرام ہو سکتے ہیں۔ پھر ہم کس طرح تقرب الی اللہ کی منزل بلند پر فائز ہو سکتے ہیں۔ پھر ہم کس طرح سربلند و سرفراز ہو سکتے ہیں؟

میرے بزرگو اور بھائیو! یہ امر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے کہ ہم مسلمان جب تک اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کی اتباع اور پیروی نہ کریں گے ہرگز ہرگز ہم فلاح دارین سے سرخرو اور سرفراز نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہمیں لازم اور ضروری ہے کہ اپنے اقوال و افعال، اپنی عبادت وریاضت اپنی کمائی اور تجارت اپنی خوراک وپوشاک، اپنی شادی وغمی، اپنی موت وحیات غرض ہر ہر بات میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھیں۔

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

خدائے وحدہ لاشریک لہ کا ارشاد گرامی ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لوگو! تمہارے لیے رسول کائنات کی مقدس زندگی میں بہترین نمونہ

ہے۔

برادران اسلام! آج دنیا میں جس طرف دیکھئے انسانوں میں ایک بے چینی کی لہر ہے۔ بدامنی کا دور دورہ ہے، کسمپرسی کا عالم ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آج دنیا نے اپنے ہادی برحق، رہبر اعظم فاتح عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا اس لئے میں پوری ذمہ داری کے ساتھ عرض کررہا ہوں کہ اگر آج دنیا آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلنا اور آپ کی مقدس تعلیم پر عمل کرنا شروع کردے تو یقیناً انسانوں کی بے چینی و بیقراری دور ہو جائے گی۔ اور پوری دنیا امن و سکون کی جنت بن جائے گی۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ البتہ تحقیق کہ رسول کائنات کی مقدس زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

برادران اسلام! یہ کون نہیں جانتا ہے کہ خورشید رسالت کی جلوہ گری سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی۔ صحرائے عرب میں ہر طرف جہالت کی گھنگھور تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں۔ انسانوں نے آدمیت کا پیراہن اتار کر وحشی درندوں کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ عرب کا توانا، ناتواں کا بچہ مروڑ نافخر محسوس کررہا تھا۔ زناکاری عام ہوگئی تھی۔ شراب نوشی داخل تہذیب تھی۔ انسان انسان کا دشمن، قبیلے قبیلے کا دشمن۔ باپ اولاد کا دشمن، کبر و تکبر، نخوت و غرور حسد و کینہ کا ہر طرف دور دورہ تھا۔ بیواؤں پر مظالم توڑے جارہے تھے۔ یتیموں پر ناجائز حملہ کیا جارہا تھا، انہیں بے گھر و بے در کیا جارہا تھا ایسے تاریک ماحول میں کوئی ان کی فریاد سننے والا نہیں۔ کوئی عدل گستر کوئی فریاد رس نہیں۔ عورتوں کا حال تو اور ناگفتہ بہ تھا۔ وہ صنف نازک بازار کا سودا سمجھی جاتی تھیں۔ معاشرے میں کوئی ان کا مقام نہیں تھا۔ بچیاں

زندہ درگور کر دی جاتی تھیں۔ ظالموں کا سینہ شاید پتھروں سے زیادہ سخت اور چٹان سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ عرب کا وہ بھیانک ماحول نگاہوں کے سامنے لائیے۔

واللہ! واقعہ سننے سے دل کانپ جاتا ہے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب ایک باپ اپنی چھوٹی بچی کو گود میں لے کر مقتل اور مدفن کی طرف بڑھتا ہے۔ وہ نوزائیدہ ننھی سی بچی اپنے باپ کی گود میں کھیلتی مچلتی اور ہمکتی ہے وہ پیار چاہتی ہے، اس کے ہونٹ پیار کے پیاسے ہیں۔ اس کے رخسار پیار کے متمنی ہیں۔ اس کا سینہ پیار سے بھینچے جانے کے لیے دھڑکتا ہے۔ وہ باپ کا انگوٹھا مخزن شیر سمجھ کر چوسنا چاہتی ہے۔ وہ تو باپ کی گود میں ہے اسے تو انتظار ہے باپ کی الفت و محبت کا۔ شفقت اور پیار کا، اس ننھی بچی کو کیا معلوم کہ باپ کی گود پیار و محبت کے لئے نہیں۔ تھپکیاں، اور لوریاں سنانے کے لیے نہیں۔ بلکہ اسے زندہ درگور کرنے کے لیے ہے۔ ننھی منی صورت والی گڑیا ایک دن زندہ دفن ہونے جا رہی ہے۔ اپنے آپ کو باپ کی گود سے زمین کی گود میں پا کر اس کا ننھا سا احساس جاگ اٹھتا ہے۔ اوپر سے مٹی گرتی ہیں وہ رونے لگتی ہے، چلانے اور بلبلانے لگتی ہے۔ زبان حال و قال سے فریاد کرتی ہے۔ ارے ابا! میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے تو مجھے مٹیوں تلے کیوں دفن کر رہا ہے۔ ارے ظالم! دیکھ تو سہی تیری صورت سے میں کس قدر ملتی جلتی ہوں۔ کتنی معصوم کتنی بھولی اور کتنی پیاری لگتی ہوں۔ آ، مجھے گود لے لے، مجھ کو پیار کر، مجھ کو بوسہ دے۔ ماں او ماں! کہاں ہے تو؟ مجھے تیری شفیق گود چاہیے۔ میرا منہ تیری چھاتیوں کے لیے کھلا ہے ارے ظالم! یہ مٹی...... خدایا تو ہی دیکھ! کیا تو نے اسی لیے پیدا کیا ہے۔ کیا تو نے اسی لیے بنایا ہے۔ تو ہی انصاف کر۔ اس میں میرا کیا قصور ہے! پروردگار تو دیکھ رہا ہے پھر انصاف کیوں نہیں کرتا۔ کیوں نہیں آسمان پھٹ جاتا ہے۔ کیوں نہیں زمین شق ہو جاتی ہے؟ روئے زمین کا تختہ کیوں نہیں الٹ جاتا ہے۔ کیوں نظام کائنات درہم برہم نہیں ہو جاتا؟

اُف! یہ ظلم و ستم یہ استبداد...... اور آخری چیخ کے ساتھ اس کی آواز، اس کی فریاد، اس کا نالہ اس کا شیون ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور کائنات خون کے آنسوؤں میں شرابور ہو جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ادا سے جلوہ بار ہوئے کہ آپ کی ضیاپاش کرنوں سے عالم کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔ زمین کا گوشہ گوشہ منور و مجلیٰ ہو گیا۔ کفر و شرک کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ الحاد و بے دینی کا پردہ چاک ہو گیا۔ مدہوش غفلت چونک اٹھے جن کا دل بالکل سخت اور پتھر تھا ان کے دل اسوۂ رسول کی برکت سے رحم و کرم اور الفت و شفقت کا موجزن سمندر نظر آنے لگا۔ جو لوگ اپنی عورتوں کو بہ نظر حقارت دیکھتے اور بپائے حقارت ٹھکراتے تھے۔ وہ لوگ اپنی عورتوں کو بہ نظر عزت و عظمت دیکھنے لگے جو لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنا باعث فخر سمجھتے تھے وہی اب اپنی بچیوں کے ساتھ پیار و ہمدردی کو عبادت سمجھنے لگے۔

برادران اسلام! ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ وسلم نے اپنی تعلیمات حقہ اور اسوہ حسنہ کے ذریعہ کمزوروں کی جو حمایت، ضعیفوں کی دستگیری مظلوموں کی دادرسی، محتاجوں کی حاجت براری، مصیبت زدوں کی مشکل کشائی فرمائی ہے اس کی نظیر نہ تو دنیا میں ملتی ہے اور نہ اس کی مثال زمانہ پیش کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہم اگر چاہتے ہیں کہ کامیاب و کامراں ہوں تو زندگی کے ہر موڑ اور بندگی کے ہر زاویہ پر اسوۂ رسول کی اتباع اور پیروی کریں۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

پانچویں تقریر

ابر رحمت سرکار دو عالم ﷺ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا!
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

رحمت سرکار دو عالم ﷺ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آله و صحبه اجمعین اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ صدق الله و مولانا العظیم و صدق رسوله النبی الکریم و نحن علی ذالك لمن الشاهدین و الشاکرین والحمد لله رب العالمین۔

روشن کیا باغ طیبہ کی تجلی ہے
تصدق جس پہ جنت کی گلی ہے
بچھا ہے سبزۂ گلزار قدرت
مدینے کی زمیں سب مخملی ہے

برادران اسلام! ابھی ابھی میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس کا ترجمہ بیان کرنے سے قبل میں بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ سبھی لوگ مل کر محبوب کردگار شفیع روز شمار، انیس بے کساں، چارہ ساز دردمنداں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین، بیکسوں کے کس، بے بسوں کے بس احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں صلاۃ و سلام کا بیش بہا ہدیہ نچھاور کریں۔ پڑھئے بہ آواز بلند۔ اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلاة و سلاما دائما علیك یارسول الله

حضرات گرامی! خلاق دو عالم کا ارشاد ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

میرے آقا حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عالم ہر جہاں کے لیے رحمت ہیں، وہ صرف انسانوں ہی کے لیے رحمت نہیں بلکہ وہ حیوانوں کے لیے رحمت ہیں۔ نباتات، جمادات، کے لیے رحمت ہیں۔ فرشتوں کے لیے رحمت ہیں جنوں کے لیے رحمت ہیں۔ مسلمانوں کے لیے رحمت ہیں، ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

(اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وہ اپنوں کے لیے رحمت دوسروں کے لیے رحمت دوستوں کے لیے رحمت فرشتوں کے لیے رحمت، عورتوں کے لیے رحمت مردوں کے لیے رحمت، بچوں کے لیے رحمت، جوانوں کے لیے رحمت، بوڑھوں کے لیے رحمت، یتیموں کے لیے رحمت، مظلوموں کے لیے رحمت، بیواؤں کے لیے رحمت، زندہ درگور ہونے والی بچیوں کے لیے رحمت بے کسوں کے لیے رحمت، بے بسوں کے لیے رحمت، پھر انسان کے ہر طبقے کے لیے رحمت، گوروں کے لیے رحمت، کالوں کے لیے رحمت، سرمایہ داروں کے لیے رحمت، مزدوروں کے لیے رحمت، مشرق والوں کے لیے رحمت، مغرب والوں کے لیے رحمت، سب کے لیے رحمت وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے لیے رب العالمین فرمایا ہے اور اپنے محبوب کے لیے رحمۃ للعالمین فرمایا۔ گویا جس ذرے جس پتے اور جس قطرے کا خدا رب ہے ہر اس پتے، ذرے اور قطرے کے لیے حضور رحمت ہیں۔ گویا جہاں خدا کی ربوبیت ہے وہیں حضور کی رحمت ہے۔ خدا جس چیز کا رب ہے مصطفیٰ جان رحمت اس چیز کے لیے رحمت ہیں۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (اے محبوب) ہم

نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ میرے آقا صرف اپنے غلاموں ہی کے لیے رحمت نہیں۔ اپنے دشمنوں کے لیے بھی رحمت ہیں، صرف مسلمانوں ہی کے لیے رحمت نہیں۔ کافروں کے لیے بھی رحمت ہیں۔ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ کافروں نے آپ کو بے حد تکلیفیں دیں۔ ایذائیں پہنچائیں۔ مگر مصطفیٰ جان رحمت نے کبھی بھی ان کے لیے بددعا نہ فرمائی۔ بلکہ ہمیشہ ان کی ہدایت کے لیے دعا فرماتے رہے یہاں پر غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ مصطفیٰ جان رحمت جب اپنے دشمنوں پر اس طرح رحم و کرم کی بارش برسا سکتے ہیں تو پھر اپنے غلاموں پر کس قدر شفقت و رحمت فرماتے ہوں گے۔ پڑھئے درود پاک اللھم صلی علیٰ سیدنا و مولانا محمد وبارك و سلم صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

برادران ملت ! ہماری زندگی! ہماری بندگی ہماری تجارت ہماری زراعت، ہماری نجات، ہماری مغفرت، سب کے سب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صدقہ و طفیل میں ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہمیں جو کچھ ملا ہے اور جو کچھ ملے گا۔ حضور ہی کے صدقہ میں ملا ہے اور انھیں کے صدقہ میں ملے گا اور اسی خزانۂ رحمت سے ملا ہے جس خزانۂ رحمت میں کوئی کمی نہیں ہے ۔

کس بات کی کمی ہے آقا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں اور ہمیں اللہ کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ اس بارگاہ رحمت سے ہمیں سب کچھ ملا اور سب کچھ ملتا ہے اور سب کچھ ملے گا۔ اسی لیے تو امام اہلسنت آقائے نعمت، مجدد دین وملت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

حضرات گرامی! ہمارے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت مجسم ہیں اور آپ کی تعلیم بھی تعلیم رحمت ہے۔ آج کل ہر جگہ جنگ وجدال قتل و قتال عام ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم رحمت اور ارشاد پاک پر عمل کیا جائے تو یہ ساری برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ آقا نے فرمایا تھا۔ اے لوگو! اپنے درمیان سلام کی رسم عام کرو۔ میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد اگر اپنا لیا جائے تو معاشرے کی ساری خرابی دور ہو جائیں گی۔ کتنی اچھی تعلیم ہے یعنی مسلمان آپس میں ملیں تو ایک کہے السلام علیکم اور دوسرا جواب دے وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ جملہ تو مختصر سا ہے مگر اس میں امن و سلامتی کا بہت بڑا درس موجود ہے۔ یعنی سلام کرنے والا اپنے بھائی کی عافیت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دین و دنیا کو سلامت رکھے۔ میں تیری جان، تیری آبرو اور تیرے مال کی حرمت تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں دوسرا بھائی بھی کہتا ہے میں بھی تیری جان و مال کی خیر چاہتا ہوں، گویا السلام علیکم اور وعلیکم السلام دو مسلمان بھائیوں میں امن و امان کے ساتھ رہنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔ اور اس معاہدہ کے بعد دونوں ہاتھ ملا کر یعنی مصافحہ کر کے اس معاہدے کو پکا کرتے ہیں۔ گویا عمر بھر امن و امان صحت و سلامتی اور خیر و عافیت کے ساتھ رہنے کی فضا پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک تعلیم کا۔ اگر اسی پر صحیح معنوں میں عمل شروع ہو جائے تو میں پورے یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ روزمرہ کی جنگ و جدال اور قتل و خونریزی سے نجات مل جائے گی۔ اور ہر طرف امن و سکون کی فضا قائم ہو جائے گی۔ مگر افسوس کہ ہم نے رحمت عالم کی تعلیم کو بھلا دیا ہے اور فیشن

کی رو میں جھک کر سلام کرنے کا انداز ہی بدل ڈالا ہے۔

برادران اسلام! وقت کی کمی کے پیش نظر اپنی گفتگو کو ختم کر رہا ہوں۔ پھر زندگی نے ساتھ دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں تفصیلی گفتگو ہوگی۔ ابھی میں صرف اتنا عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو اپنایا جائے کیوں کہ اسی میں امن و عافیت اور سکون و راحت ہے۔

دونوں عالم میں تجھے مطلوب گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بھائیو! آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کر دین و دنیا کی فلاح کے مستحق بن جاؤ۔ پروردگار عالم ہم تمام مسلمانوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم سبھی لوگ رحمت عالم کی تعلیم رحمت سے مستفیض ہو سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

چھٹی تقریر

درود پاک مصطفےٰ ﷺ

ساقی کوثر

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور، خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نور مجسم، نیر اعظم، سرور مونس آدم
نوح کے ہمدم، خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
فخر جہاں ہیں، عرش مکاں ہیں، شاہ شہاں ہیں سیف جہاں ہیں
مالک جنت، ساقی کوثر، صلی اللہ علیہ وسلم
سرو چراغاں نور خراماں، نیر تاباں، روئے درخشاں
سنبل پیچاں، زلف معنبر صلی اللہ علیہ وسلم
چشمہ جاری، خامہ باری، گرد سواری، باد بہاری
آئینہ داری، فخر سکندر صلی اللہ علیہ وسلم
مہر سے مملو ریشہ ریشہ، نعت امیر ہے اپنا پیشہ
ورد ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

درود پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلىٰ آله و صحبه اجمعين ، اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

ان الله و ملئكته يصلون على النبى يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً صدق الله مولانا العلى العظيم و صدق رسوله النبى الكريم و نحن على ذالك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين

حضرات گرامی! میں درجہ عربی و فارسی کا ایک چھوٹا سا طالب علم ہوں، میرے لئے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور نیک بختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ مجھ ناچیز سے فرمائش کی گئی ہے کہ میں اس بزم ذکر رسول میں درود وسلام کے دینی اور دنیوی فوائد سے متعلق واقعات واحکامات عرض کروں۔

برادران اسلام! آپ تمامی حضرات سے پر خلوص گزارش ہے کہ آپ ہماری باتوں کو نہایت ہی غور سے سماعت فرمائیں اور ساتھ ہی ساتھ ہماری حوصلہ افزائی بھی کریں۔ آیئے کچھ عرض کرنے سے پہلے بارگاہ رسالت میں ھدیہ درود و سلام عرض کرلیں، پڑھئے با آواز بلند درود شریف:

اللهم صلى على سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا عليه صلوة وسلاماً عليك يا رسول الله

حضرات گرامی! عنوان مذکورہ پر کچھ لب کشائی سے قبل درود شریف سے

متعلق ایک نظم سماعت فرمائیے اور میرے ساتھ آپ لوگ بھی پڑھئے

کیوں نہ پڑھیں صبح و مسا صل علی محمد
پڑھتا ہے جبکہ خود خدا صلی علی محمد
جس نے بھی دل سے پڑھ لیا صل علی محمد
ہو گیا بس وہ باخدا صلی علی محمد
مظہر شان کبریا، چشم و چراغ انبیاء
آئینہ خدا نما صلی علی محمد
ابر کرم ہیں مصطفےٰ، بحر سخا ہیں مصطفےٰ
کیوں نہ ہوں وہ جہاں فدا صلی علی محمد
دل میں ہوا وہ جلوہ گر، کعبہ ہوا خدا کا گھر
چمکا جو نور مصطفےٰ صلی علی محمد
نام نبی جو آگیا، ایسا مزا مجھے ملا!!
مل گیا لب سے لب میرا صلی علی محمد
پائی حیات جاوداں، غم سے ملی اسے اماں
پڑھتا ہوا جو مر گیا صلی علی محمد

حضرات گرامی! خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا سیدھا اور سادہ ترجمہ یہ ہے کہ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام خوب بھیجو۔

محترم حضرات! اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا صرف ایماندار بندوں کا حق ہے اس لیے ایماندار بندوں سے گزارش ہے کہ ایک مرتبہ عقیدت و محبت کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ حضور شافع یوم النشور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں تحفہ صلوٰۃ وسلام عرض کریں، پڑھئے آواز بلند درود شریف: اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام! آیت مذکورہ میں ایماندار بندوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نبی پر درود و سلام بھیجو، اور خدا کے حکم پر عمل کرنا عبادت ہے لہذا درود و سلام پڑھنا عبادت ہے۔

حضرت مولانا شاہ نقی علی بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" میں تحریر فرمایا ہے کہ درود و سلام کا ثواب عبادت بدنیہ مالیہ اور قولیہ سے اعلیٰ ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین شخص عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تین شخص کون ہیں؟ فرمایا جو میرے غمگین امتی کا غم دور کرے اور جو میری سنت کو زندہ کرے اور جو مجھ پر بہت درود بھیجے (سرور القلوب)

حضرات گرامی! شفا شریف میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہا تھا، ایک مقام پر پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوا ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ ایک آواز آئی، بڑی پیاری آواز تھی، الفاظ یہ تھے:

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

شیر خدا فرماتے ہیں کہ میں نے چاروں طرف دیکھا آواز تھی مگر آواز دینے والا نظر نہیں آرہا تھا دوبارہ پھر وہی آواز آئی مگر مجھے کوئی دکھائی نہیں دیا، تب میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان پہاڑوں میں آپ کا کون عاشق ہے جو اس طرح جذبہ عقیدت و محبت سے درود پڑھ رہا ہے، حضور نے فرمایا کہ تجھے وہ پہاڑ نظر آرہا ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس کے اوپر ایک چوٹی نظر آتی ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس کے اوپر ایک پتھر موجود ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو حضور نے فرمایا وہی پتھر مجھ پر درود و سلام پڑھ رہا ہے (شفاء شریف)

سبحان اللہ! پتھر ہو کر بارگاہ رسالت میں باندتہ والہانہ ہدیہ صلوٰۃ و سلام

عرض کرے اور ہم بشر بلکہ اشرف المخلوقات ہو کر اتنی بڑی نعمت سے محروم رہیں،

پڑھئے بلند آواز سے درود شریف:

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلوة وسلاماً علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! مولائے روم نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ ایک بار حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے؟ تو اس نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ہم چمن میں جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستے ہیں، پھر اسے اپنے چھتوں میں اگل دیتے ہیں، بس وہی شہد ہے، آقا نے فرمایا کہ پھولوں کے رس پھیکے ہوتے ہیں اور شہد میٹھا ہے بتاؤ کہ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ تو مکھی نے عرض کیا۔

گفت ماخوانیم بر احمد درود

می شود شریں و تلخی را ربود

(مثنوی مولانا روم)

یا رسول اللہ! چمن سے اپنے گھر تک آپ پر درود شریف پڑھتے ہوئے آتے ہیں، اے میرے آقا! شہد کی یہ لذت اور مٹھاس آپ پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے ہے۔۔۔۔ سبحان اللہ! ہم مسلمانوں کو شہد کی مکھی سے درس عبرت حاصل کرنا چاہئے اور یقین کامل رکھنا چاہئے کہ اگر ہم بخلوص عقیدت و محبت اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں درود و سلام عرض کریں تو یقیناً ہماری عبادت میں بھی مقبولیت کی مٹھاس و شیرینی پیدا ہو جائے گی۔

پڑھئے درود پاک: اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلوة وسلاماً علیك یا رسول الله

برادران اسلام! نزہۃ المجالس میں مذکور ہے کہ ایک شخص ظالم بادشاہ کے خوف سے جنگل کی جانب بھاگا اور وہاں ایک گوشہ میں بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ درود

شریف پڑھا پھر خداوند قدوس سے بکمال خشوع دعا کی کہ مالکا، خداوندا! میں تیرے پیارے حبیب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس ظالم بادشاہ کے شر سے نجات عطا فرما، خدا کی شان دیکھئے کہ ابھی وہ دعاء سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک آواز آئی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ تمام وسیلوں سے اعلیٰ وسیلہ ہے، ہم نے تیری دعاء قبول کی، اور تیرے دشمن کو ہلاک کردیا...... یہ مژدۂ جانفزا سن کر وہ شخص شہر میں واپس آیا، تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم بادشاہ مر چکا ہے اور اہل دنیا اس کے ظلم سے نجات پاگئے۔ (نزھۃ المجالس)

برادران اسلام! اس واقعہ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ درود شریف کی برکت سے جابر و ظالم انسان کے ظلم و جبر سے نجات مل جایا کرتی ہے۔

پروردگار عالم ہم سبھوں کو اپنے پیارے حبیب تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں بکثرت درود و سلام عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ حضرات آمین کہئے۔

برادران ملت! وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے اس لیے صرف ایک واقعہ اور سن لیجئے۔

رونق المجالس میں مذکور ہے کہ بلخ کا ایک تاجر تھا جو بہت ہی مالدار تھا، اس کے دو لڑکے تھے، جب تاجر کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں لڑکوں میں مال تقسیم ہونے لگا، اس تاجر کے پاس دنیا کی دولت کے علاوہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے، دونوں لڑکوں نے ان میں سے ایک ایک بال مبارک لے لیا اور ایک بال مبارک بچ گیا تو بڑے لڑکے نے کہا کہ اس میں دو حصے ہونے چاہئیں، مگر چھوٹا لڑکا اس تقسیم پر راضی نہ ہوا، اور اس نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز یہ گوارہ نہیں کروں گا، کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس بال دو ٹکڑے کئے جائیں، یہ سن کر بڑے لڑکے نے کہا کہ اگر تم کو موئے مبارک سے اتنی ہی عقیدت و محبت ہے تو تم اپنے حصے کی ساری دولت مجھے دے دو اور میں رسول اللہ کے تینوں موئے مبارک تمہارے حوالے کر دیتا ہوں، چھوٹے لڑکے نے بخوشی منظور کر لیا، اور اپنا سارا

مال اپنے بڑے بھائی کو دے کر رسول اللہ کے تینوں موئے مبارک کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اب اس کا یہ معمول ہو گیا کہ روزانہ موئے مبارک کی زیارت کرتا اور بکثرت درود شریف پڑھتا، خداوند قدوس کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ بڑے لڑکے کا مال روز بروز گھٹنے لگا، یہاں تک کہ بہت کم ہو گیا، اور چھوٹے لڑکے کے مال میں موئے مبارک اور درود پاک کی برکت سے اضافہ ہونے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد چھوٹا لڑکا انتقال کر گیا، اس زمانہ کے بزرگ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بزرگ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو خدائے تعالیٰ سے حاجت ہو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر حاضر ہو کر حصول مقصد کے لیے خدائے تعالیٰ سے دعا کرے...... اس واقعہ کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہو گئی، اب حال یہ ہو گیا کہ کوئی سردار اور امیر اس مقام پر سوار ہو کر نہیں گزرتا بلکہ بوجہ نہایت ادب پیدل چلتا (رونق المجالس)

حضرات گرامی! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ تاجر کے لڑکے کو جو یہ عظیم مرتبہ ملا وہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت اور درود پاک کی برکت کی وجہ سے ملا، اور ساتھ ہی ساتھ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہونا، ان کو ایصال ثواب کرنا، صاحب قبر کے وسیلہ سے خدائے تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرنا بالکل جائز اور درست ہے۔ ہاں البتہ! صاحب مزار کو خدا سمجھ کر اپنی حاجت طلب کرنا بالکل حرام اور گناہ عظیم ہے۔

الحمد للہ، ہم اہل سنت صاحب مزار کو اللہ نہیں بلکہ اہل اللہ سمجھتے ہیں، اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

خدائے تعالیٰ ہم سبھوں کو اہل اللہ کی تعظیم و توقیر کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العلمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ساتویں تقریر

کلمۂ طیبہ

گرے پڑے ہیں جو اوندھے بتان دیر و حرم
یہ کس نے دی ہے اذاں لا الٰہ الا اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ہے کس کے لب پہ نواں لا الٰہ الا اللہ
لرز رہا ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

زمیں ہو کہ زماں لا الٰہ الا اللہ
مکین ہو کہ مکاں لا الٰہ الا اللہ

یہ نظم و حسن جہاں دیکھتی ہیں جب آنکھیں
پکارتی ہے زباں لا الٰہ الا اللہ

وہی زبان پہ ظاہر بیان میں ظاہر
وہی ہے دل میں نہاں لا الٰہ الا اللہ

وہ گم نہیں کہ اسے ڈھونڈنے کہیں جاؤں
ہے شش جہت سے عیاں لا الٰہ الا اللہ

مصیبتوں میں یہی مومنوں کی ڈھارس ہے
وہ پیر ہو کہ جواں لا الٰہ الا اللہ

دوائے درد محبت جمال جان جہاں
علاج قلب تپاں لا الٰہ الا اللہ

یہی حقیقت کبریٰ امانت عظمےٰ
کہ اندرون جہاں لا الٰہ الا اللہ

گرے پڑے ہیں جو اوندھے بتان دیر و حرم
یہ کس نے دی ہے اذاں لا الٰہ الا اللہ

یہ کیسی بحث کہ ہے کون حاکم اعلےٰ
یہ کیا چنیں و چناں لا الٰہ الا اللہ

کلمۂ طیبہ

الحمدلله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ اله الطیبین واصحابه الطاهرین. امابعد.فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم
بسم الله الرحمٰن الرحیم
امنو بالله ورسوله. صدق الله مولانا العلی العظیم وصدق رسوله النبی الکریم ونحن علی ذالك لمن الشاهدین والشاکرین والحمد لله رب العالمین

محمد کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر مال و جاں اولاد سے پیارا

حضرات گرامی! آج کی اس بزم رحمت و نور میں کلمہ طیبہ سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر قبل اس سے کہ میں کچھ بیان کروں، مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ حضور سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں صلاۃ والسلام کا نذرانہ عقیدت عرض کریں، پڑھئے باآواز بلند درود شریف۔
اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا

علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یا رسول اللہ

حضرات محترم! احادیث شریف کے اندر صلاۃ وسلام کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ حضور محبوب داور، ساقی حوض کوثر شافع روز محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا، اور اس کی دس خطائیں بخش دے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کی موت کے بعد تمام مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے استغفار کریں۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف بھیجا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں دعائیں کثرت سے مانگتا ہوں تو اس میں سے حضور پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں آقا نے فرمایا جو تم چاہو۔ میں عرض کی چوتھائی؟ فرمایا جو تم چاہو مگر اس میں اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بھلائی ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی؟ فرمایا جو تم چاہو، مگر اس میں اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے، تو میں نے عرض کی تو کل وقت درود ہی کے لیے مقرر کرلوں؟ فرمایا ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

میرے دینی بھائیو! مذکورہ احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ درود شریف مغفرت کا ذریعہ اور سعادت دارین کا وسیلہ ہے جو وقت بھی اس میں صرف ہو جائے برکت ہی برکت ہے، اس لیے جب بھی آپ حضرات سے درود شریف

پڑھنے کی گزارش کی جائے تو خاموش نہ بیٹھے رہا کیجئے بلکہ نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ اپنے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جھوم جھوم کر صلاۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیجئے اور خالی جھولیوں کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر لیجئے۔

کیونکہ اس میں بخل حرماں نصیبی ہے، جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پورا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے، لہذا پھر میں آپ سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ ایک مرتبہ اور حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ محبت نچھاور کریں۔

اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلوة وسلاماً علیك یا رسول الله

محترم حضرات! میں نے خطبہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس میں خالق کائنات جل شانہ فرما رہا ہے (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر یعنی تم اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی کوئی عبادت و پرستش کے لائق نہیں، اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اور کلمہ طیبہ کا ترجمہ بھی یہی ہے۔

میرے بھائیو! ذرا ایک مرتبہ ہم اور آپ اسی کلمۂ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کرلیں، پڑھئے لا اله الا الله محمد رسول الله.

حضرات! یہی کلمۂ طیبہ اسلام کا دروازہ اور دین و ایمان کی بنیاد ہے۔ یہی وہ کلمہ ہے جس کو کافرین و مشرکین بھی قبول کر کے اور اعتقاد کے ساتھ پڑھ کر اسلامی دائرے میں آئے، مومنین و مسلمین کے لقب سے ملقب ہوئے اور نجات کے مستحق بن گئے۔

حضرات گرامی! اس کلمہ کے دو جز ہیں پہلے جز میں خدائے تبارک و

تعالیٰ کی توحید اور دوسرے جز میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار ہے۔ اگر کسی نے کہا لا الہ الا اللہ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی ذات نہیں جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو، پس اللہ تعالیٰ ہی کی ایک اکیلی ایسی ہستی ہے جو عبادت اور بندگی کے قابل ہے کیونکہ وہی ہمارا اور سب کا خالق و مالک ہے، وہی پالنے والا اور روزی دینے والا ہے وہی مارنے اور جلانے والا ہے۔ بیماری اور تندرستی، امیری اور غریبی اور ہر طرح کا بناؤ بگاڑ اور نفع نقصان صرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اور اس کے سوا زمین و آسمان میں جو ہستیاں ہیں خواہ انسان ہوں یا فرشتے سب اس کے بندے اور اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں، اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک اور ساجھا نہیں اور نہ ہی اس کے حکموں میں الٹ پلٹ کا کوئی اختیار ہے، اور نہ اس کے کاموں میں دخل دینے کی کسی کو مجال ہے لہذا بس وہی اور صرف وہی اس لائق ہے کہ اس کی بندگی اور پرستش کی جائے، اسی کی بارگاہ میں گڑگڑا گڑگڑا کر دعا مانگی جائے کیونکہ وہی حقیقی مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے یعنی ساری دنیا کا بادشاہ ہے، اور سب حاکموں سے بالاتر اور بڑا حاکم ہے، لہذا ضروری ہے کہ اس کے ہر حکم کو مانا جائے اور پوری وفاداری کے ساتھ اس کے حکموں پر چلا جائے، اور اس کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے کا کوئی حکم ہرگز تسلیم نہ کیا جائے، اگرچہ اپنا باپ ہی ہو، یا حاکم وقت ہو، یا کوئی پیارا دوست ہو یا خود اپنے دل کی خواہش اور اپنے جی کی چاہت ہو۔

الغرض۔ جب ہم نے جان لیا اور مان لیا کہ بس ایک اللہ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے اور ہم صرف اسی کے بندے ہیں تو چاہئے کہ ہمارا عمل بھی اسی کے مطابق ہو اور دنیا کے لوگ دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ صرف اللہ کے بندے ہیں، صرف ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں، اسی کو پوجتے ہیں، اور اسی کے لیے جیتے اور اسی کے لیے مرتے ہیں الغرض، لا الہ الا اللہ ہمارا اقرار اور اعلان ہے۔ لا الہ الا

اللہ ہمارا اعتقاد اور ایمان ہے۔ لا الہ الا اللہ ہمارا عمل اور ہماری شان ہے۔

کیونکہ لا الہ الا اللہ ہی دین کی بنیاد کی پہلی اینٹ اور سارے نبیوں کا سب سے اہم اور اول سبق ہے۔ اور دین کی تمام باتوں میں اس کا درجہ سب سے اونچا ہے۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔ (شرح السنہ)

میرے دینی بھائیو! اور بہنو! لا الہ الا اللہ میں یہ فضیلت اور وزن اسی لیے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد و اقرار ہے یعنی صرف اسی کی عبادت و بندگی کرنے اور اسی کے حکموں پر چلنے اور اسی کو اپنا مقصود و مطلوب بنانے اور اسی سے لو لگانے کا فیصلہ و معاہدہ ہے اور یہی اسلام و ایمان کی روح ہے۔

برادران اسلام! اب تک تو آپ نے کلمہ کے پہلے جز یعنی، لا الہ الا اللہ کا بیان سنا اب کلمہ طیبہ کے دوسرے جز کا بیان سنئے ہمارے کلمہ کا دوسرا جز ہے محمد رسول اللہ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں، اس میں حضور آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول خدا ہونے کا اقرار اور اعلان ہے، حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے اور آپ نے جو کچھ بتایا ہے اور خدا کی عطا سے غیب کی جو بھی خبریں دی ہیں، وہ سب صحیح اور بالکل حق ہیں، مثلاً قرآن مجید کا خدا کی طرف سے ہونا، فرشتوں کا ہونا قیامت کا آنا، قیامت کے بعد مردوں کا پھر سے زندہ کیا جانا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت و دوزخ میں جانا وغیرہ وغیرہ

الغرض حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے رسول خدا ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے جو باتیں اس طرح کی دنیا کو بتلائی ہیں، وہ سب بالکل حق اور صحیح ہیں، جن میں شک و شبہ کی کچھ گنجائش نہیں۔ اور اسی طرح آپ نے لوگوں کو جو ہدایتیں کیں اور جو احکام دیے وہ سب دراصل خدائی احکام اور خدائی ہدایات ہیں، جو آپ پر بطور وحی نازل کیے گئے تھے۔

میں بھائیو! آپ نے اسی سے سمجھ لیا ہوگا کہ کسی کو رسول ماننے سے خود بخود یہ لازم آجاتا ہے کہ اس کی ہر ہدایت اور ہر حکم کو مانا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا رسول اسی واسطے بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو وہ احکام بھیجے جن پر وہ بندوں کو چلانا چاہتا ہے۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور ہم نے ہر رسول کو اسی لیے بھیجا کہ ہمارے فرمان سے اس کی اطاعت کی جائے یعنی اس کے حکموں کو مانا جائے۔

الغرض رسول محترم پر ایمان لانے اور اس کو رسول ماننے کا مقصود و مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات کو بالکل حق مانا جائے، اس کی تعلیم و ہدایت کو خدائی تعلیم و ہدایت سمجھا جائے اور اس کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کر لیا جائے، پس اگر کوئی شخص کلمہ تو پڑھتا ہو مگر اپنے متعلق اس نے یہ طے نہ کیا ہو کہ میں حضور ﷺ کی بتلائی ہوئی ہر بات کو بالکل حق اور اس کے خلاف تمام باتوں کو غلط جانوں گا اور ان کی شریعت اور ان کے حکموں پر چلوں گا تو وہ آدمی دراصل مومن اور مسلمان ہی نہیں اور حقیقتاً اس نے مسلمان ہونے کا مطلب ہی نہیں سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ کر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کا برحق رسول مان لیا تو ہمارے لیے ضروری ہو گیا کہ ان کے حکموں پر چلیں اور ان کی تمام باتوں کو مان لیں اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر پورا پورا عمل کریں، کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اصل میں ایک عہد و اقرار ہے اس بات کا کہ میں قابل پرستش اور لائق

عبادت صرف خدا کو ہی سمجھتا ہوں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی خدا کا برحق رسول تسلیم کرتا ہوں، اس لیے اب میں امتی کی طرح ان کی اطاعت و پیروی کروں گا، اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتا رہوں گا۔

دراصل اسی عہد و اقرار کا نام ایمان ہے اور توحید و رسالت کی شہادت دینے کا بھی یہی مقصد ہے، اسی لیے کلمہ پڑھنے والے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے کو اس عہد و شہادت کا پابند سمجھے اور اپنی زندگی اسی اصول کے مطابق گزارے تاکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک سچا مومن و مسلم ہو اور نجات و جنت کا حق دار ہو۔ ایسے خوش نصیبوں کے لیے بڑی بشارتیں آئی ہیں۔ جو کلمہ طیبہ کو سچے دل سے پڑھیں اور دل و زبان اور عمل سے اس کی شہادت دیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے فرمایا کہ۔

جس نے سچے دل سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی، تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ اس پر حرام کردی ہے۔ (بخاری شریف)

میرے دینی بھائیو! لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی حقیقت اور اس کے وزن کو خوب سمجھ کر دل و زبان سے اس کی شہادت دو اور فیصلہ کرلو کہ اپنی زندگی اس شہادت کے مطابق گزاریں گے تاکہ ہماری شہادت جھوٹی نہ ٹھہرے، کیوں کہ اس شہادت ہی پر ہمارے ایمان و اسلام کا اور ہماری نجات کا دارومدار ہے۔ اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں۔ پروردگار عالم جل شانہ ہمیں اور سارے مسلمانوں کو اس بات کی توفیق بخشے کہ ہماری زندگی اس شہادت کے مطابق گزرے۔ آمین

یا ارحم الراحمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آٹھویں تقریر

نور نماز

پیش نظر ہے خالق اکبر نماز میں
جھکتے ہیں خود سروں کے بھی خود سر نماز میں
تفریق ذات گھر میں خدا کے مٹایئے
شاہ و گدا کھڑے ہیں برابر نماز میں

لطف نماز

کھول کے دیکھ چشم دل لطف ہے کیا نماز میں
آتا ہے ہر طرف نظر نور خدا نماز میں
بوڑھا ہو یا جوان ہو سب پہ نماز فرض ہے
بچے کو دس سال کے، مار کے لا نماز میں
ان کی نماز دیکھئے جو ہیں شفیع عاصیاں
شام کو ہوگئے کھڑے تو صبح کی نماز میں
دیکھو امام تشنہ لب کیسے تھے عاشق نماز
تیغ تھی حلق پہ رواں سر تھا جھکا نماز میں

نور نماز

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہ و صحبہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشطین الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم. ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر

اے عزیزو! فرض ہے ہر طرح سے تم پہ نماز
ہے یہ واجب سرخ رو مسجد میں ہو پڑھ کر نماز
جان کو دل کو ہمیشہ رکھتی ہے خوشتر نماز
جامہ کو رکھتی ہے پاک اور جسم کو اطہر نماز
مرد و عورت، لڑکا لڑکی، خادم اور لونڈی غلام
چاہیے پڑھتے رہیں چھوٹے بڑے گھر گھر نماز
فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشاء کی رات دن
پنجگانہ پڑھ جماعت سے ہمیشہ ہر نماز
ہے بہت تاکید قرآں میں نہیں ہوتی ہے معاف
شادی ہو یا غم، کسی حالت میں مومن پہ نماز

برادران ملت! سب سے پہلے ہم اور آپ گنبد خضریٰ میں آرام فرمانے والے آقا حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں صلاۃ و سلام کا نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کریں، پڑھئے بہ آواز بلند اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلاۃ و سلاما علیک

یا رسول اللہ

برادران اسلام! آج کی اس بزم میں نماز سے متعلق کچھ لب کشائی کی ہمت کرنا چاہتا ہوں، مجھے آپ کی پر خلوص نوازش کے تحت یقین کامل ہے کہ آپ تمام حضرات میری باتوں کو نہایت اطمینان و سکون سے سماعت فرمائیں گے، اور ساتھ ہی اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔

خطبہ کے بعد میں نے جس آیت مقدسہ کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ سننے سے پہلے نماز سے متعلق وجد آفریں اور روح پرور اشعار سماعت فرمائیے۔

رکن ہے اسلام کا بنیاد ملت ہے نماز
جان ایماں روح دیں قلب شریعت ہے نماز
لازوال و بے بہا دنیا میں نعمت ہے نماز
کام جو عقبیٰ میں آئے ایسی دولت ہے نماز
عاشقان باوفا کے واسطے معراج ہے
ہو یقیں تو منبع انوار ورحمت ہے نماز
نص قرآنی سے ظاہر ہے کہ ہے دل کا سکون
قلب مضطر کے لیے پیغام راحت ہے نماز
حشر کے دن سب سے پہلے اس کو پوچھا جائے گا
بخشش و جود وکرم کی وہ علامت ہے نماز
معرفت ہو یا طریقت اس کے درجے ہیں تمام
شوق ہو دل میں تو سرتاپا فضیلت ہے نماز

حضرات گرامی اخدائے قدیر کا ارشاد گرامی ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر بیشک نماز تمام برائیوں اور بے حیائیوں سے منع کرتی ہے۔

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ الصلوٰۃ عماد الدین من

اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز چھوڑ دیا اس نے دین کو برباد کیا۔

عزیزان محترم! ایمان اور عقیدہ کے بعد مذہب اسلام کے اندر تمام عبادتوں میں افضل اور تمام فرائض میں اہم نماز ہے اگر اخلاص قلب سے نماز پڑھی جائے تو اس کی برکت سے تمام گناہ صغیرہ ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم جاڑے کے موسم میں مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے، پت جھڑ کا زمانہ تھا ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرکت دی تو اس کے پتے گرنے لگے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوذر کو پکارا انہوں نے عرض کی "حاضر ہوں یا رسول اللہ" تو حضور اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب صرف خدا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے بدن سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ! بتاؤ! اگر تم لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو اور اس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا، صحابہ کرام نے فرمایا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بس یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، خدائے غافر و قدیر ان پانچوں نمازوں کی برکت سے نمازی کے تمام گناہوں کو دور فرما دیتا ہے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر نماز کی محبوبیت و افضلیت

اور کیا ہو سکتی ہے کہ نمازی جب اخلاص قلب اور للہیت کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے تو خدائے وحدہ لاشریک لہ خوش ہو کر اس نمازی بندے کے سر سے گناہ کا بوجھ اتار کر اسے پاک وصاف کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے اندر ایمان و عقیدہ کے بعد افضلیت و محبوبیت میں تمام اعمال سے افضل اور تمام عبادت سے بہتر نماز ہے۔

نماز ہی وہ عبادت ہے جس کے ذریعہ مومن کو خدائے تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بندے کو سب سے زیادہ نزدیکی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ سربہ سجود ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! آپ ہی بتاؤ کون ایسا مسلمان ہوگا جو خدائے تعالیٰ کی نزدیکی کا خواہش مند اور متمنی نہ ہو میں تو پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کی سب سے بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی ہے کہ خدا کی نزدیکی اسے حاصل ہو جائے اور پروردگار عالم اسے اپنا مقرب بنا لے مگر افسوس صد افسوس کہ آج ہم اس سے قطعی غافل اور لاپرواہ ہیں۔

عزیزان ملت اسلامیہ! آپ یقین کریں کہ رب کائنات بڑا ہی مہربان اور رحم وکرم والا ہے۔ جب کوئی بندہ اس کی بارگاہ بے نیاز میں نیاز مندی کا انداز پیش کرتا ہے اس کے حضور اپنی ناک سجدہ میں رگڑتا ہے اور سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اس کی عظمت و تقدس اور اس کی بڑائی اور بزرگی کا اقرار کرتا ہے تو پھر خدائے وحدہ لاشریک اپنے اس بندے کی جبین نیاز کو کسی غیر کے آگے جھکنے نہیں دیتا، بلکہ اس بندے کی پیشانی کو اتنا بلند فرما دیتا ہے کہ دنیا کی ہر شئی اس بندے کی عظمت و سطوت اور شوکت و دبدبہ کو جھک جھک کر سلام کرنے لگتی ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

برادران اسلام! یہ نماز تمام کامیابیوں کی ضمانت ہے، نماز رضائے الٰہی کا سبب ہے، نماز نگاہ مصطفیٰ کی ٹھنڈک ہے، نماز فرشتوں کی پسندیدہ شے ہے۔ نماز انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، نماز سکون قلب ہے، نماز راحت جان ہے۔ نماز مومن کا نور ہے، نماز دل کا سرور ہے۔ نماز دشمنوں کے مقابلہ کے لیے ہتھیار ہے، نماز چراغ قبر ہے، نماز مومن کی معراج ہے، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز قرار دل مسلم ہے، نماز آتش جہنم کے لیے آڑ ہے، نماز دعاء کی مقبولیت کا ذریعہ ہے، نماز منکر نکیر کے جواب میں آسانیاں پیدا کرتی ہے۔ نماز دلوں کو نورانیت عطا کرتی ہے، نماز اخوت و مساوات کا درس دیتی ہے۔ نماز برائیوں اور بے حیائیوں کو دور کرتی ہے، نماز مفلسی، تنگدستی اور مفلوک الحالی سے نجات دیتی ہے، نماز مشکلوں اور پریشانیوں کو دور کرتی ہے۔ اس لیے کہ ۔

نماز اسلام کا رکن خصوصی، حکم یزدانی!
نماز اصل عبادت، غایت معراج روحانی
نماز آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا چین ایمان کی خوشبو
نماز انسانیت کی جان، روح ذکر اللہ ھو

☆

نماز اقرار عبدیت کا اسرار زینہ ہے
نماز اللہ سے ملنے کا اک بہتر قرینہ ہے
نماز آب زلال رحمت رب دو عالم ہے
یہی تسکین غم اور زخم دل کا سرد مرہم ہے

☆

Scanned by CamScanner

نماز، آوازہ تنظیم ملت ہے زمانہ میں
نماز اک آلہ تبلیغ وحدت ہے زمانہ میں
نماز، انعام حق کے شکر کا بہتر طریقہ ہے
نماز اظہار احسانات خالق کا سلیقہ ہے

☆

نماز آئینہ دل پہ جلا کرتی ہے دنیا میں
مقام زندگی سے آشنا کرتی ہے دنیا میں
نماز اندوہ و عصیاں کی سیاہی دل سے دھوتی ہے
اسی سے عاقبت اندیش کی تسکین ہوتی ہے

درود پاک پڑھ لیا جائے:

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلاۃ و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! آج لوگ ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں کہ جو عروج و ارتقاء اور سرفرازی و سربلندی پہلے کے مسلمانوں کو حاصل تھی وہ ہمیں کیوں حاصل نہیں۔

تو محترم بزرگو اور دوستو! اس کا سیدھا جواب صرف یہ ہے کہ۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

پہلے کے مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان تھے، وہ سربہ سجود ہو کر بارگاہ خداوندی میں سبحان ربی الاعلیٰ عرض کرتے تھے تو خداوند قدوس بھی ان کے لیے انتم الاعلون فرماتا تھا آج ہم نے احکام قرآن کو پس پشت ڈال دیا فرامین رسالت کو بالائے طاق رکھ دیا۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا ترک کر دیا، بارگاہ

خداوندی میں سر کو جھکانا چھوڑ دیا۔ تو خلاق کائنات نے بھی انتم الاعلون کا مصداق ہمیں بنانا چھوڑ دیا پہلے کے لوگ غازی بھی تھے اور نمازی بھی، میدان جنگ کے مجاہد بھی تھے اور عابد بھی۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل اگر کسی کو نماز پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے ہم غازی ہیں غازی، آپ نے کیا سمجھا؟ یعنی جو غازی ہو وہ پکا بے نمازی، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

تاریخ کے اوراق شاہد عدل ہیں کہ پہلے کے مسلمانوں نے میدان جنگ میں بھی نماز ترک نہیں فرمائی، اسی لئے ڈاکٹر اقبال نے کہا۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

آج ہم محبت رسول کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر عمل کے اعتبار سے بالکل صفر نظر آرہے ہیں، اگر ہمیں حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت ہوتی تو ہم ضرور ضرور نماز پڑھتے، اس لیے کہ نماز میرے رسول کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، جیسا کہ دین و دنیا کے مختار سید ابرار واخیار ہم غریبوں کے مونس و غمخوار حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے۔ یعنی جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے تو گویا وہ نبی محترم کی آنکھوں میں ٹھنڈک پہونچاتا ہے، ٹھنڈک پہنچانے کا یہ مطلب نہیں کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو آپ کی آنکھوں میں ٹھنڈی ہوا لگتی ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو انتہائی درجے کی خوشی حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے محبت رسول کے جذبات سے سرشار ہو کر ہر دکھ اور ہر تکلیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے تلواروں کے سائے میں نماز ادا کیا، فرائض کے علاوہ دن رات میں ہزار ہزار

رکعت نفل نماز پڑھیں اور اس طرح ان نفوس قدسیہ نے حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں ٹھنڈک پہنچائی۔

حضرت بی بی رابعہ بصریہ روزانہ باناغہ ایک ہزار رکعت نمازیں پڑھا کرتی تھیں، اور کہتی تھیں کہ میں تو ان نمازوں کو صرف اس نیت سے پڑھتی ہوں کہ میرے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خوش ہو جائیں اور قیامت کے دن میرے آقا تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ فرمائیں کہ دیکھو میری امت کی ایک عورت کا دن رات میں یہ عمل ہے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ حضرت بی بی رابعہ بصریہ کا ذوق عبادت کتنا بلند تھا، اور وہ محبت رسول کے جذبات سے کس قدر سرشار تھیں کہ صرف اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے روزانہ ایک ہزار نفل نمازیں پڑھا کرتی تھیں، کیوں کہ انہیں حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک معلوم تھا کہ آقا نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے۔

حضرت بی بی رابعہ بصریہ کا یہ اعلان کس قدر ایمان افروز تھا کہ جب رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے تو یقیناً خدا بھی خوش ہو جائے گا، کیوں کہ عقائد اسلام کا یہ بہت ہی روشن عنوان ہے اسی لیے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد!

حضرات! مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ خدا کی رضا اور ناراضگی کی کسوٹی اور اس کا دارومدار اس پر ہے کہ جس سے رسول خوش ہو گئے اس سے خدا بھی

خوش ہو گیا، اور جس سے رسول ناراض ہو گئے اس سے خدا بھی ناراض ہو گیا۔ خالق کائنات ہم لوگوں کو بھی پنج وقتہ دل کی حضوری کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین اس لیے کہ۔

نماز، حضرت عثمان غنی کا درس حسیں
نماز، حضرت موٰلی علی کا نور جبیں
نماز، جنگ میں فتح مبین دیتی ہے
عدو دین سے تلوار چھین لیتی ہے
نماز، جان سے پیاری حسین سے پوچھو
رسول پاک کے اس نور عین سے پوچھو
نماز میں جو مزہ ہے بلال سے پوچھو
نماز کیا ہے پیمبر کی آل سے پوچھو
نماز سے راحت نصیب ہوتی ہے
نماز پڑھنے سے جنت قریب ہوتی ہے
نماز رشتہ باطل کو توڑ دیتی ہے
نماز پنجہ شیطاں مروڑ دیتی ہے
نماز سختی محشر میں کام آئے گی
نماز پہلے قیامت میں پوچھی جائے گی
نماز دیتی ہے انسانیت کا درس عظیم
نماز نعمت عظمیٰ نماز لطف عمیم

پڑھئے درود پاک

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه

صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ۔

حضرات گرامی! جہنم کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے مومن کے پاس نماز سے بہتر کوئی ڈھال نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانی کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے ملنے کے لئے حکیم ابو علی سینا اپنے وطن مالوف سے خرقان آئے، حضرت ابوالحسن خرقانی سے ملاقات ہو گئی دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یہ کہتے ہوئے حضرت ابوالحسن خرقانی کھڑے ہو گئے کہ بھائی میں نے یہ مٹی دیوار بنانے کے لئے بھگوئی ہے آپ برا نہ مانیں تو میں دیوار بنانے کا کام بھی کرتا رہوں اور آپ سے باتیں بھی کرتا جاؤں، پھر کرنی لے کر دیوار بنانے میں مصروف ہو گئے، اتفاق سے کام کرتے ہوئے وہ کرنی آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی حکیم ابو علی سینا اٹھ کر وہ کرنی آپ کو دینا ہی چاہتے تھے کہ کرنی خود بخود زمین سے اٹھ کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی حکیم ابو علی سینا یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کے دل میں آپ سے بہت زیادہ عقیدت پیدا ہو گئی۔

حکیم ابو علی سینا نے پوچھا کہ حضور! آپ کی ذات میں یہ کمال کس طرح پیدا ہوا کہ ہر شئ آپ کی تابعدار نظر آ رہی ہے اور ہر شئ پر آپ کی حکومت کا سکہ چل رہا ہے۔ جاندار سے لے کر بے جان تک سبھی آپ کے تابع فرمان نظر آ رہے ہیں یہ سن کر شیخ ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ مجھ میں یہ کمال صرف نماز سے پیدا ہوا ہے اس لئے کہ نماز اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے جو خدا کی عبادت کرتا ہے، قوانین خداوندی کے سانچے میں ڈھل کر اپنی زندگی گزارتا ہے۔ پیغمبر اسلام کے فرامین عالیہ پر عمل پیرا ہوتا ہے تو تمام مخلوق اس کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیتی ہیں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا ہی حقیقت افروز ارشاد ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عبادت کی سب سے پہلی سیڑھی یہ ہے کہ انسان نماز کا پابند ہو جائے، اس کی

وجہ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے، مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں، دنیا کی ہر آسانی نمازی کو ملتی ہے، نماز قبر میں ایک نور بن کر نمازی کو راحت اور اطمینان بخشتی ہے آخرت کی زندگی میں عزت کا سامان بن کر نمازی کو مرتبے عطا کرتی ہے، رسول پاک کی خوشنودی اور خالق کائنات کی محبت و رحمت نمازی کی دستگیر ہوتی ہے مبارک ہیں وہ مسلمان جو اخلاص قلب اور دل کی حضوری کے ساتھ پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں، جماعت کی پابندی کرتے ہیں، ہر آن خوف الٰہی سے کانپتے اور لرزتے ہیں، اچھوں کی سوسائٹی اختیار کرتے ہیں، نالائقوں، بدتمیزوں اور آوارہ لوگوں کی صحبت بد سے اجتناب کرتے ہیں۔

پروردگار عالم اپنے نیک اور مقبول بندوں کے طفیل میں ہم سب کو اچھی راہ پر چلنے کی توفیق اور نماز پنج وقتہ ادا کرنے کا سچا ذوق و شوق عطا فرمائے۔ آمین۔

یا رب العلمین

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

نویں تقریر فلسفہ زکوٰۃ

نخل تمنا

اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

جان دے دو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

فلسفہ زکوٰۃ

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ الطیبین و اصحابہ الطاھرین ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقیموا الصلٰوۃ و آتوا الزکٰوۃ

ہرچہ داری خرچ کن در راہ او

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم تمامی حضرات اپنے آقا و مولیٰ حضور نبی اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت پناہ میں نہایت ہی خلوص و محبت کے ساتھ صلاۃ و سلام کا ہدیہ پیش کریں پڑھئے بہ آواز بلند۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! آج کی اس نورانی و عرفانی مجلس پاک میں زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت اور اس کے دینی و دنیوی فوائد سے متعلق کچھ بیان کرنے کی ہمت کر رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ حضرات نہایت ہی غور سے سنیں گے اور ساتھ ہی ساتھ حوصلہ افزائی بھی فرمائیں گے۔

حضرات! مذہب اسلام میں ایمان اور نماز کے بعد زکوٰۃ کا درجہ ہے اور یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے پاس ایک مقرر

مقدار میں مال و دولت ہو وہ ہر سال حساب لگا کر اپنی اس دولت کا چالیسواں حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر، غریب اور مسکین کو دے۔

میرے دینی بھائیو اور بزرگو! ابھی ابھی میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں خدائے تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نماز پڑھو اور زکوۃ دو، قرآن شریف میں بہت جگہ نماز اور زکوۃ کا اکٹھا ذکر فرمایا گیا ہے، گویا پروردگار عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندو! تم میری عبادت و بندگی میں کسی طرح کی کمی و کوتاہی نہ کرو، نماز روزہ سے تو بدنی عبادت بجا لاؤ اور زکوۃ دے کر مالی عبادت کا ثبوت فراہم کرو!

برادران اسلام! خالق کائنات عزوجل ایک دوسری جگہ ارشاد فرما رہا ہے۔

وویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوۃ وھم بالآخرۃ ھم کافرون

ان مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور ان کا انجام بہت برا ہونے والا ہے جو زکوۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے منکر اور کافر ہیں۔

میرے بھائیو! آیت کریمہ میں زکوۃ نہ دینے کو مشرکوں اور کافروں کی صفت بتلایا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز نہ پڑھنا اور زکوۃ نہ دینا قرآن عظیم کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی صفت نہیں بلکہ کافروں اور مشرکوں کی صفت ہے۔

میرے بزرگو! زکوۃ نہ دینے والوں کا جو برا اور ہولناک انجام قیامت کے دن ہونے والا ہے اور جو سزا ان کو ملنے والی ہے وہ اتنی سخت ہے کہ اس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور دل کانپنے لگتا ہے، چنانچہ خدائے تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اور جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں یعنی (جن پر زکوۃ فرض ہے وہ ادا نہیں کرتے)

اے میرے حبیب! آپ انہیں سخت دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے جس دن ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں ان کی کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی، کہ یہ وہی مال و دولت ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کیا تھا تو اب اپنی جمع کردہ دولت کا مزہ چکھو۔ اللہ اکبر

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! آپ نے سنا آج جس دولت سے ہم بڑی محبت کرتے ہیں، اور بڑی محنت سے جمع کرتے ہیں وہی کل ہمارے لئے وبال جان بن جائے گی۔ ہاں البتہ جو لوگ اپنی دولت کی زکوۃ نکال دیتے ہیں ان کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔

درود پاک پڑھ لیجئے!

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلاۃ و سلاما علیك یا رسول اللہ

حضرات گرامی! قرآن عظیم کی جس آیت کریمہ کا ترجمہ میں نے پیش کیا اسی کی تفصیل ہمارے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

جس شخص کے پاس سونا چاندی (یعنی مال و دولت) ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی زکوۃ وغیرہ نہ دیتا ہے) تو قیامت کے دن اس کے واسطے آتش جہنم کی تختیاں تیار کی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں اور زیادہ گرم کرکے ان (تختیوں) سے اس شخص کی پیشانی کروٹ اور پشت کو داغا جائے گا اور اسی طرح بار بار ان تختیوں کو دوزخ کی آگ پر تپا کے اس شخص کو داغا جائے گا، اور قیامت کی پوری مدت میں اس عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا، اور وہ مدت پچاس ہزار سال کی ہوگی، تو گویا ۵۰ ہزار سال تک اس کو سخت دردناک عذاب ہوتا رہے گا۔

برادران ملت! بعض حدیثوں میں زکوۃ نہ ادا کرنے والوں کے لیے اس

کے علاوہ اور دوسرے قسم کے سخت اور دردناک عذابوں کا بھی ذکر آیا ہے جس کو سننے کے بعد یقیناً دل کانپ جاتا ہے۔ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، خداوند حقیقی ہم لوگوں کو اگر دولت عطا فرمائے تو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے، کہئے آمین۔

جن لوگوں کو خدائے تعالیٰ نے صاحب مال و دولت اور خوش حال بنایا ہے وہ لوگ اگر زکوٰۃ نہ دیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہ کریں، تو وہ بڑے ہی ناشکرے ہیں، ایسے لوگوں کو قیامت کے دن سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

میں پیارے بھائیو! ہم لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ہمارے پاس جو کچھ مال و دولت ہے وہ سب خدائے تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے اور ہم خود بھی اس کے بندے ہیں اور اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، پس وہ اگر ہم سے ہمارا سارا مال طلب کرلے بلکہ جان دینے کو بھی کہہ دے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم سب کچھ اس کی راہ میں قربان کر کے یہ اعلان کردیں کہ ۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

محترم حضرات! خدائے قدیر کا ہم لوگوں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے زکوٰۃ دینے والے کو فلاح دارین کی بشارت عظمیٰ دی ہے، حالانکہ زکوٰۃ و صدقات دینے والا انسان جو کچھ دیتا ہے خدائے تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے مال سے دیتا ہے، اگر خدائے تعالیٰ اس پر کوئی ثواب عطا نہ کرے جب بھی کوئی بات نہیں مگر یہ اس کا کرم ہی کرم ہے کہ اس کے عطا کردہ مال میں سے ہم جو کچھ اس کے حکم کے مطابق زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، تو اس سے وہ بہت خوش ہوتا ہے اور اس پر بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ فرماتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں، ان کے اس خرچ کرنے کی

مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے پودا اگے اور اس کے سات بال نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے، وہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر وہ نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں، ان کے واسطے ان کے رب کے پاس بڑا ثواب ہے اور انہیں قیامت میں کوئی خوف وخطر نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں زکوۃ دینے والوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین وعدے فرمائے گئے ہیں، جو قابل غور اور لائق توجہ ہیں۔

پہلا یہ ہے کہ جتنا خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے سیکڑوں گنا زیادہ دے گا۔

دوسرا یہ کہ ان کو آخرت میں خدائے تعالیٰ کے دہاں بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔

تیسرا یہ کہ قیامت کے دن ان کو کوئی خوف وخطر اور کوئی رنج و غم نہ ہوگا، سبحان اللہ سبحان اللہ۔

حضرات گرامی! صحابہ کرام کو خدائے تبارک وتعالیٰ کے ان وعدوں پر پورا پورا یقین تھا یہی وجہ تھی کہ جب راہ خدا میں خرچ کرنے سے متعلق آیتیں حضور پر نازل ہوئیں اور ان حضرات نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت و ثواب کا بیان سنا تو ان میں جو غریب تھے اور جن کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ بھی نہ تھا وہ بھی صدقہ کرنے کے ارادہ سے مزدوری کرنے کے لئے گھروں سے نکل پڑے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد لاد کر انہوں نے پیسے کمائے اور راہ خدا میں صدقہ کیا۔ درود پاک پڑھ لیجئے۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلاۃ و سلاما علیك یا رسول اللہ۔

غور کرنے کا مقام ہے کہاں ہم مال ہوتے ہوئے بھی صدقہ نہیں کرتے اور صحابہ کرام صدقہ کرنے کے شوق میں مال کمایا کرتے تھے، سبحان اللہ کیا شان تھی صحابہ کرام کی جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک محبت سے نوازا تھا اور ان کے قلوب کی تطہیر فرمائی تھی۔

برادران اسلام! مذہب اسلام میں زکوٰۃ کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ مالدار حضرات اپنے مال کی زکوٰۃ کے ذریعہ غریبوں اور مفلسوں کی امداد و اعانت کر سکیں، اور اس کی وجہ سے اس طرح بے کس افراد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں، تاکہ امیر غریب باہم خوش و خرم اور محبت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں۔ پروردگار عالم جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے۔

فی اموالھم حق للسائل والمحروم (یعنی ان مالداروں) کے مالوں میں مفلسوں اور محروم لوگوں کا حق ہے۔

میرے بھائیو! خدائے تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ہر چیز سے زیادہ اللہ و رسول سے محبت رکھیں۔

ہے کوئی مسلمان جو ایسا کہتا ہوا نظر آئے کہ مجھ کو خدا اور رسول سے محبت نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی بھی نہیں کہے گا اور نہ کسی میں اس طرح کہنے کی جسارت و جرأت ہوگی بلکہ مسلمان فرمان خداوندی کے تحت مامور ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی سے محبت نہ کریں اور اس کے علاوہ کسی کو دوست اور عزیز نہ رکھیں، تو جو مسلمان اللہ و رسول کی محبت کا دعویٰ رکھتا ہے تو اسے مال کے ذریعہ بھی آزمایا گیا ہے اور امتحان لیا گیا ہے کہ مال جو ایک محبوب شئی ہے مسلمان اسے محبوب حقیقی پر اپنی ہر چیز قربان کرتے ہیں یا نہیں؟ یعنی اس کے حکم کے مطابق اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں یا نہیں۔

تو محترم دوستو اور بزرگو! اس سلسلے میں مسلمانوں کی تاریخ

گواہی دے رہی ہے کہ ہمارے اسلاف نے (جو سچے اور پکے مسلمان تھے) اپنے محبوب حقیقی پر اپنی ہر چیز قربان کر کے دکھادی ہے۔

میرے بزرگو! آپ ذرا اپنی تاریخ کی ورق گردانی کیجئے تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے بعض بزرگوں نے سو میں صرف ڈھائی ہی نہیں بلکہ اللہ کے نام پر سو کا سو بھی قربان کر کے دکھادیا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر جو لوگ اس بھید کو سمجھ گئے وہ صدیق کہلائے اور انہوں نے جو کچھ پاس میں رکھتے تھے سب کچھ اس کے نام پر تصدق کر دیا اور کہا کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم اس کی راہ میں دینا کنجوسی ہے بلکہ ہم پر یہ لازم ہے کہ اس کی راہ میں سب کچھ نثار کر دیں۔

حضرات گرامی! منقول ہے کہ کسی نے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ ۲۰۰ درہم میں سے کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا مذہب بیان کروں یا اپنا؟ سائل نے کہا حضور! دونوں ہی بیان فرمایئے، تو حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تمہارے مذہب میں تو ۱۰۰ درہم پر ۵ درہم زکوٰۃ ہے یعنی چالیسواں حصہ اور ہمارے (یعنی صوفیائے کرام کے) مذہب میں ۲۰۰ درہم پر ۲۰۰ ہی درہم زکوٰۃ ہے یعنی سارا مال ہی دے دیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ اس مذہب کا امام کون ہے؟ فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب فرمانے پر اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تھے اور جب حضور نے دریافت فرمایا کہ ما ترکت لنفسك و عيالك اے صدیق! تم اپنے لئے اور اپنے عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے تو فرمایا کہ یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ ڈاکٹر اقبال نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے کہ۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

میرے دینی و ملی بھائیو! جو لوگ خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ دولت کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں وہ بہت بڑے بخیل ہوتے ہیں، اور بخیل بہت ہی خراب شی اور بری بلا ہے۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

السخی قریب من اللہ قریب من الجنة قریب من الناس بعید من النار

یعنی سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے انسانوں سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے۔

والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنة بعید من الناس قریب من النار

یعنی بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے انسانوں سے دور ہے لیکن جہنم سے قریب ہے (مشکوٰۃ)

بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ؂

بخیل ار بود زاہد بحر و بر
بجنتی نہ باشد ز حکم خبر

یعنی بخیل اگرچہ بحر و بر کا سب سے بڑا عابد و زاہد بن جائے مگر فرمان رسول کے مطابق وہ جنتی نہیں ہوگا۔

برادران اسلام! یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیے کہ خدا کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنا اور صدقہ و خیرات خصوصاً کو دینا بہت بڑی عبادت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ

الصدقة تطفی غضب الرب و تدفع میتة السوء یعنی صدقہ غضب الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو ٹال دیتا ہے۔

بھائیو! اور پردہ نشیں بہنو! آج کل کچھ دولت مند لوگوں کو تو گاہے گاہے نماز پڑھتے دیکھ بھی لیا جاتا ہے اور کہیں کہیں نماز کا چرچا بھی سننے میں آتا ہے مگر زکوٰۃ پر نہ تو کوئی تقریر ہی کرتا ہے اور نہ زکوٰۃ دینے والے ہی دیکھنے میں آتے ہیں، حالانکہ مذہب اسلام میں نماز کی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم فرض ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کے سامنے بیان کیا ہے کہ خداوند قدوس نے نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا بھی تذکرہ فرمایا کہ لوگو! نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

میرے بھائیو! نماز اور روزہ دونوں چیزیں ضروری ہیں، جس طرح آپ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح آپ اگر صاحب مال و دولت ہیں تو زکوٰۃ بھی ادا کرتے رہیں تاکہ آپ کا دل بخل کی نجاست سے پاک و صاف رہے جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور خصوصاً چھپا کر صدقہ دیتے ہیں اس کی بہت بڑی فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب خدائے تبارک و تعالیٰ نے فرش زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی اس لیے خدائے تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا جن کی بوجھ سے زمین کا کانپنا بند ہو گیا، اور زمین بالکل ہی ساکن ہو گئی، تو فرشتوں نے یہ منظر دیکھ کر خدائے تعالیٰ سے یوں سوال کیا کہ مالکا کارساز! کیا تیری تمام مخلوقات میں پہاڑوں سے بھی زیادہ طاقت والی کوئی مخلوق ہے؟ پروردگار عالم نے فرمایا کہ ہاں، لوہا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا لوہے سے بھی زیادہ طاقتور کوئی مخلوق ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ ہاں آگ لوہے سے بھی زیادہ طاقتور ہے فرشتے بولے کہ کیا آگ سے بھی بڑھ کر طاقت رکھنے والی کوئی چیز ہے تو فرمایا کہ ہاں پانی، آگ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے، فرشتوں نے کہا کہ پانی سے بھی زیادہ طاقت رکھنے والی تیری کوئی مخلوق ہے تو ارشاد ہوا کہ ہاں، ہوا پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہے، تو فرشتوں نے سوال کیا، کیا ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی مخلوق طاقت رکھتی ہے تو خالق کائنات نے فرمایا۔

نعم ابن آدم تصدق صدقة بیمینه یخفیها من شماله (مشکوٰۃ)

ہاں آدمی جو اپنے داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ کو بھی اس کی خبر نہ ہو یعنی محض اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے جو دے اور دنیاوی شہرت و ناموری مقصود نہ ہو تو یہ آدمی ہوا سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

برادران اسلام! اس سے روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ و زکوٰۃ یا عطیہ و خیرات کا جو بھی مال راہ خداوندی میں چھپا کر دیا جاتا ہے خداوند قدوس کی بارگاہ میں اس کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ ہم سبھی مسلمانوں کو اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل راہ خدا میں مال و دولت نثار کرنے کا سچا جذبہ مرحمت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبه سید المرسلین علیه التحیة

والتسلیم و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته

دسویں تقریر

فضیلت روزہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (پارہ ۲ رکوع ۷)

زہے عزت و اعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم اور آپ ایک مرتبہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دو عالم کے تاجدار کونین کے مالک و مختار، ہم غریبوں کے غم گسار، حضور جان نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں۔ پڑھئے بہ آواز بلند

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ

صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو! تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ، مطلب یہ ہے کہ روزہ صرف امت محمدیہ ہی پر فرض نہیں کیا گیا، بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا، یہ اور بات ہے کہ اس کی صورت ہمارے روزوں سے جداگانہ اور مختلف تھی، جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے۔

حضرات! اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کو خداوند قدوس جل شانہ نے اس لئے فرض کیا کہ مسلمان پرہیزگار بنیں اور ان کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہو سکے۔

تقویٰ نام ہے دل کی اس کیفیت کا جس کے حاصل ہو جانے کے بعد دل کو گناہ سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے، اور نیک کاموں کی طرف اس کو بے پناہ شوق اور بیتابانہ تڑپ پیدا ہوتی ہے اور روزہ کا مقصود صرف یہ ہے کہ انسان کے اندر خدا ترسی کی قوت کو مضبوط اور مستحکم کر دیا جائے جس کے باعث انسان اپنے نفس پر قابو پائے اور خداوند قدوس کے حکم کی عزت اور عظمت اس کے دل میں ایسی رچ بس جائے کہ کوئی غلط جذبہ اس پر غالب نہ آئے اور یہ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان جب خدائے قدیر کے حکم کی وجہ سے حرام ناجائز اور گندی عادتیں چھوڑ دے گا تو پھر اس کے اندر ان امور کے ارتکاب کی جرأت و ہمت پیدا نہ ہو سکیں گی، اور اسی اخلاقی برتری کو ہم تقویٰ کہتے ہیں۔

حضرات گرامی! احادیث طیبہ میں رمضان المبارک کے روزے کے سلسلے میں بہت ساری فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، آج کی اس نشست میں ان احادیث کریمہ میں سے کچھ بطور اختصار آپ حضرات کی مبارک خدمات میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، آپ حضرات نہایت ہی اطمینان و سکون کے ساتھ سماعت فرمائیں۔

(۱) حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔

(۲) جب رمضان المبارک کا مہینہ تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص ابتدائے پیدائش سے دم آخر تک مسلسل روزے رکھتا رہے تب بھی فضیلت و بزرگی کے اعتبار سے وہ رمضان شریف کے ایک روزہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۴) میری امت سے جو شخص صرف اللہ کے لئے رمضان کے روزے رکھے تو گویا اس نے چھ سو ہزار غلام آزاد کئے، چھ سو ہزار اونٹوں کی قربانی کی اور چھ سو ہزار سال تک عبادت میں مصروف رہا۔

(۵) یہ رمضان کا مہینہ وہ عظمت والا مہینہ ہے جس کی ابتداء میں رحمت درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات۔

(۶) روزے دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور دوسری خوشی افطار کے وقت۔

(۷) ہر شئی کے لئے زکوۃ ہے، بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔

(۸) جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام ریان ہے اس

دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزہ دار رکھتے ہیں۔

(۹) روزہ دار کے منہ کی بو خدائے تعالیٰ کے نزدیک مشک و عنبر سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرات گرامی! ان احادیث کریمہ میں روزے کی جو فضیلتیں بیان ہوئیں ہیں ان کے علاوہ روزے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز کر دیتا ہے، جب جی چاہا کھالیا، جب جی میں آیا پی لیا اور جب نفسانی خواہش پیدا ہوئی لذت حاصل کر لی، یہ صفت حیوانوں کی ہے اور کبھی نہ کھانا اور کبھی نہ سونا اور نہ کسی طرح کی لذت اپنے جوڑے سے حاصل کرنا یہ شان فرشتوں کی ہے، پس روزہ رکھ کر انسان دوسرے حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور فرشتوں سے ایک طرح کی مناسبت اس کو حاصل ہو جاتی ہے، درود شریف پڑھ لیجئے۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیه صلاۃ و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات! ایک بہت ہی دلچسپ اور معلومات افزا روایت ہے اسے بھی سماعت فرماتے چلئے۔ منقول ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدائے تعالےٰ سے عرض کیا کہ پروردگارا! امت محمد کو کون سا مہینہ سب سے زیادہ بزرگ عطا ہوگا۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ! ہم نے ان کو رمضان المبارک کا مہینہ عطا کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا خدایا اس مہینے کی فضیلت کیا ہے، خداوند قدوس نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمام بندوں پر اور جو کوئی اس مہینہ میں روزے رکھے تمام آدمیوں کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ تمنا کی کہ پروردگار! تو مجھکو بھی امت محمد میں داخل فرمادے تاکہ میں بھی اس ثواب سے محروم نہ رہوں۔

برادران اسلام! یہ ہمارے لیے مقام غور ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغمبر ہوتے ہوئے بھی یہ اظہار تمنا فرمارہے ہیں کہ یا الٰہی تو مجھے امت محمد میں صرف اس لیے داخل فرمادے کہ رمضان المبارک کے ثواب سے میں محروم نہ ہوسکوں، مگر ایک ہم ہیں کہ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدنصیبی اور بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مقدس اور متبرک مہینہ آکر گزر جاتا ہے مگر ہم نہ تو اس کی قدرو منزلت کرتے ہیں، اور نہ اس کی اہمیت وافادیت ہی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ہر وقت لہو ولعب میں مشغول اور حصول لذت دنیا ہی میں مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ روزہ وہ مہتم بالشان عبادت ہے جس کی وجہ سے روزہ دار کے سابقہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں، دوزخ سے نجات کا پروانہ عطا کردیا جاتا ہے، تمام مخلوق کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے، اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ روزہ کی بدولت روزہ دار کو خود خالق کائنات مل جاتا ہے۔

خدائے قدیر فرماتا ہے حدیث قدسی ہے کہ الصوم لی و انا اجزی بہ یعنی روزہ صرف میرے لیے ہے اور اس کی جزاء میں خود ہوں۔

حضرات! خداوند حقیقی نے اپنی کتاب قدیم میں مختلف جگہوں پہ یہ اعلان فرمایا کہ جو اچھے اعمال کرے گا اسے جنت ملے گی یعنی نماز، زکوۃ، حج، بیماروں کی عیادت، غرباو مساکین کی اعانت وامداد وغیرہ اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت ملتی ہے مگر روزہ وہ اہم عبادت ہے جس کی وجہ سے جنت ہی نہیں بلکہ مالک جنت بھی مل جاتا ہے۔

سبحان اللہ! حضرات گرامی! اس حدیث قدسی میں ہم امت مصطفےٰ کے لیے یقیناً بہت بڑی اور بہت ہی عمدہ بشارت موجود ہے، اللہ تبارک و

تعالیٰ ہم غلامان مصطفےٰ پر اپنا خاص فضل فرمائے اور اس ماہ مبارک کی قدر و منزلت کرنے کا سچا جذبہ عطاء فرمائے۔ آمین۔

حضور نبی کریم نور مجسم سید عالم ﷺ ایک مرتبہ وعظ فرمانے کے لیے منبر شریف پر چڑھ رہے تھے منبر کی پہلی سیڑھی پر جوں ہی قدم رکھا فرمایا آمین، دوسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین، تیسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین (آمین کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ قبول فرما) سامعین و حاضرین محو حیرت ہیں، الٰہی ماجرا کیا ہے، دعاء کرنے والا یہاں کوئی نظر نہیں آرہا ہے مگر سرکار ہر سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آمین فرمارہے ہیں، وعظ کے بعد حاضرین نے آقا سے آمین فرمانے کا سبب دریافت کیا۔ تو حضور نبی اکرم نے فرمایا کہ جب میں سیڑھی پر چڑھ رہا تھا تو جبریل امین دعائیں کر رہے تھے، ان میں سے ایک دعا یہ تھی کہ بعدہ من ادرك رمضان فلم يغفر له یعنی وہ شخص رحمت الٰہی سے دور ہوا جو ماہ رمضان کو پائے اور روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے اس کی مغفرت نہ ہو، تو میں نے جبریل کی اس دعاء پر آمین کہی تھی۔

حضرات محترم! مسلمانوں کے لیے اس حدیث پاک میں بہت بڑا درس عبرت ہے اور لمحہ فکریہ بھی، کہ جس کے لیے بددعائیں کر رہے ہوں سید الملائکہ اور اس بددعا پر آمین کہہ کر مہر ثبت کر رہے ہوں سید الانبیاء تو کیا اس کی مقبولیت میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے، مسلمانوں کو چاہئے اس کی قدر و منزلت کرے، رمضان المبارک کا روزہ رکھے، بغیر عذر شرعی کے روزہ نہ رکھ کر بدنصیبوں کی فہرست میں اپنا نام درج نہ کرائے۔

حضرات! رمضان المبارک کا مہینہ وہ عزت و عظمت والا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، پروردگار عالم کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔ یعنی قرآن پاک رمضان المبارک کے مہینے میں نازل ہوا۔

علماء تحریر فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء ومرسلین پر جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے وہ بھی اسی ماہ مقدس میں، رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الصوم والقرآن یشفعان للعبد روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے پروردگار عالم! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور شہوت سے باز رکھا، اور اس نے میرا احترام کیا، اس لیے اب میں اس کی شفاعت کرتا ہوں تو اسے بخش دے، اور قرآن فرمائے گا اے احکم الحاکمین میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، اب میں اس کی شفاعت کرتا ہوں تو اسے بخش دے، حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فیشفعان پس دونوں کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔

حضرات گرامی! سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ رمضان المبارک سے قرآن عظیم کو ایک خاص تعلق ہے، روزہ دار دن میں روزے سے ہوتا ہے اور رات کو نماز تراویح میں قرآن پڑھتا پڑھاتا ہے اور سنتا سناتا ہے اور یہ دونوں باتیں اس کے لیے موجب نجات اور باعث مغفرت بن جاتی ہے۔

اس لیے ضرورت ہے اس بات کی کہ رمضان المبارک میں ہم روزے بھی رکھیں اور نماز تراویح بھی پڑھیں، ایسا نہ ہو کہ ہم روزے بھی رکھیں اور شطرنج بھی کھیلیں، روزے بھی رکھیں اور کیرم بورڈ بھی کھیلیں روزے بھی رکھیں اور گالی دے کر اپنی زبان کو گندی کریں، روزے بھی رکھیں اور جھوٹ، غیبت، چغلی نمین، خیانت اور کم تولنے کا سلسلہ بھی جاری رکھیں۔

میرے دینی بھائیو! یہ ساری باتیں بہت ہی بری ہیں ان تمام خرافات سے اجتناب کریں، اور قرآن کریم کے احکام کو مد نظر رکھ کر اپنی زندگی کو پاک وصاف کر کے مکمل طور پر لعلکم تتقون کے مصداق بن جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ آپ رمضان المبارک کے موسم خیر میں عبادت کی کثرت اختیار کریں، تراویح پڑھیں، تہجد کی نمازیں ادا کریں، تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہیں، فقراء و غرباء کی دل کھول کر امداد کریں، پڑھئے درود شریف۔

اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلوٰة وسلاماً علیك یا رسول الله

حضرات! ہم لوگ چونکہ مسلکاً حنفی ہیں، اس لیے ہم لوگ رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے ۲۰ رکعات دس سلام سے تراویح کی نماز پڑھتے ہیں۔ تراویح عربی لفظ ہے، اور ترویحہ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے ایک دفعہ آرام کرنا، چونکہ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کیا جاتا ہے، اسی لیے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں، چنانچہ محدثین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ۔

انما سمی بھا لان الصحابه کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامھم فی الصلوة (مجالس الابرار) یعنی اس نماز کا نام تراویح اس لیے ہے کہ صحابہ کرام ہر چار رکعت کے بعد بہ سبب طویل قیام آرام فرماتے تھے۔

محدثین کرام کے اس قول پاک سے یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تراویح آٹھ ہی رکعت کبھی نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ ایک دفعہ آرام کرنے کا نام "ترویحہ" اور دو دفعہ آرام کرنے کا نام "ترویحتان" اور تین یا تین دفعہ سے زیادہ آرام کرنے کا نام ہے تراویح اب اگر تراویح کی صرف آٹھ رکعات ہی مان لی جائیں تو وہ تراویح بن ہی نہیں سکتی اس لیے کہ آٹھ رکعات میں چار رکعات کے بعد صرف ایک ہی دفعہ آرام کرنے کا موقع آتا ہے۔ اس لیے ہم لوگ تراویح بیس رکعات پڑھتے اور سبھوں کو بیس رکعات ہی پڑھنا چاہیے کیونکہ تراویح کی

۲۰ رکعات حدیث پاک سے بھی ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان میں ۲۰ رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے (بیہقی) اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک کے متعلق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ماہ رمضان میں لوگ ۲۰ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (بیہقی)

ان اقوال طیبات سے بھی معلوم ہوا کہ تراویح کی رکعات ۲۰ ہی ہیں۔ درود پاک پڑھ لیا جائے۔

اللهم صلى على سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا عليه صلوة وسلاماً عليك يا رسول الله

حضرات محترم! رمضان المبارک میں ایک ایسی متبرک رات آتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس رات کو قرآن کریم نے لیلۃ القدر سے موسوم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ربی ہے لیلۃ القدر، خیر من الف شہر لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضرات! اس رات کو لیلۃ القدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں سال بھر کے احکام نافذ کیے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف وخدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے۔ اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے والے کے سال بھر کے گناہ خداوند کریم بخش دیتا ہے۔

لیلۃ القدر کے سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ۲۱ ویں رات، بعض کے نزدیک ۲۳ ویں، بعض کے نزدیک ۲۵ ویں اور بعض کے نزدیک ۲۹ ویں رات ہے۔

مگر سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی

کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ ان میں سے زیادہ قوی یہ ہے کہ وہ ۲۷ ویں رات ہے پھر غوث اعظم نے ارشاد فرمایا کہ عدد طاق میں سے جو فضیلت سات کے عدد کو ہے وہ کسی اور عدد میں نظر نہیں آتی۔ اندازہ کیجئے آسمان سات ہیں، زمین سات ہیں، راتیں سات ہیں، سمندر سات ہیں، صفا مروہ کے درمیان سعی کی تعداد سات ہے، خانہ کعبہ طواف کی تعداد سات ہے، الحمد شریف کی آیات سات ہیں، جہنم کے دروازے سات ہیں، اصحاب کہف سات ہیں، قوم عاد پر جو آندھی آئی وہ سات راتوں تک رہی حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں سات سال رہے، اور خواب دیکھنے والے نے سات گائیں دیکھیں۔

لہذا ہم سبھی لوگوں کو چاہیے کہ اس مبارک رات میں شب بیداری کرکے عبادت کریں، قرآن عظیم کی تلاوت کی کثرت کریں، توبہ واستغفار میں رطب اللسان رہیں، اپنے سابقہ گناہوں کو خیال کرکے خدا کی بارگاہ کرم میں گریہ وزاری کریں، وہ ستار وغفار ہے، یقیناً ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ آمین۔

اب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گیارہویں تقریر

حکمت حج

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

Scanned by CamScanner

روضۂ شہنشاہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
دھوچکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود
خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

حکمت حج

الحمد لله کفی وسلام علی عباده الذین اصطفی خصوصاً علی حبیبه المصطفی واله نجوم الهدی. اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم

ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً

حریم کبریا ہے اور میں ہوں
زباں محو دعا ہے اور میں ہوں
کھنچا جاتا ہوں میں کعبہ کی جانب
کوئی خود رہنما ہے اور میں ہوں
زباں پر سب کی ہے لبیک لبیک
روانہ قافلہ ہے اور میں ہوں

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں عقیدت و محبت کی بھرپور توانائیوں کے ساتھ صلاۃ و سلام کا ہدیہ پیش فرمائیں، پڑھئے آواز بلند۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلوۃ وسلاماً علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! آج کی ذکر مصطفےٰ کی اس نورانی بزم میں، میں حج اور اس کے اخلاقی فوائد سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے آپ حضرات سے پوری امید ہے کہ نہایت ہی دلجمعی اور دلچسپی کے ساتھ سماعت فرمائیں گے۔

خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا

ترجمہ بیان کرنے سے پہلے چند کیف آور اشعار پیش خدمت ہیں، سماعت فرمائیں۔

اجالی رات ہوگی اور میدان قبا ہو گا
زبان شوق پر یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ ہو گا
بلم لم ہی سے شورش ہوگی دل کی بیقراری میں
پہن کر جامہ احرام زائر جھومتا ہو گا
نہ پوچھو حاجیوں کا ولولہ جدہ کے ساحل پر
لبوں پر نغمہ ان نلت یا ریح الصبا ہو گا
وہ نخلستان کہ وہ مدینہ کی گزرگاہیں
کہیں نور نبی ہوگا کہیں نور خدا ہوگا
اترتے ہوں گے رحمت کے فرشتے آسمانوں سے
خدا کا نور ہوگا روضہ خیرا لوریٰ ہو گا
جھکی ہوگی مری گردن گناہوں کی خجالت سے
زباں پر یا رسول اللہ انظر حالنا ہو گا
کبھی کوہ مفرح سے نظارے ہوں گے گنبد کے
کبھی بیتہ علی پر حاجیوں کا جمگھٹا ہو گا
شفیق اس دن نہ پوچھو درد الفت کی فراوانی
کہ ہم ہوں گے حجاز پاک کا دارالشفاء ہوگا

حضرات! ایک مرتبہ اور خلوص و عقیدت کے ساتھ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ رحمت پناہ میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ محبت پیش فرمائیں، پڑھئے ذرا بلند آواز سے۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم و صلوا علیه صلوة وسلاماً علیك یا رسول الله

خدائے تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً
لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔

حضرات! مذہب اسلام میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد چار عبادتیں فرض ہیں، جس میں چوتھی عبادت حج ہے۔ شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ شریفہ کا طواف کرنے کا نام حج ہے۔ مکہ معظمہ کے مختلف مقامات مقدسہ میں حاضر ہو کر کچھ آداب واعمال بجالانا حج ہی میں شامل ہے۔

حج صاحب استطاعت پر ساری عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ اگر کسی نے استطاعت وقدرت کے باوجود فریضۂ حج ادا نہیں کیا تو سخت گناہ گار ہو گا یہاں تک کہ بے ایمان ہو کر مرنے کا ڈر ہے۔

حضرات! مذہب اسلام میں حج کی کیا اہمیت وفضیلت ہے اس کا صحیح اندازہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال طیبہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

آقا ارشاد فرماتے ہیں کہ حج گناہوں کو ایسے دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو، حج ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے سرزد ہو چکے ہیں۔ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ حج محتاجی کو ایسے ہی دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو۔ حاجی کی خود بھی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لئے حاجی استغفار کرے اس کی بھی، حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا، حاجی اللہ کے وفد ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے، انہوں نے اپنی حاجت چاہی، خدا نے عطا فرمایا۔ حاجی کے لئے دنیا میں عافیت ہے اور آخرت میں مغفرت، جو حج کے لئے نکلا اور راستہ میں مر گیا، اس کے نامۂ اعمال میں قیامت تک حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور وہ بلا حساب جنت میں داخل ہو گا۔

حضرات گرامی! ان فضائل وبرکات کے علاوہ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے افراد واشخاص میں دین وملت کے رابطہ وتعلق کو مضبوط ومستحکم کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو متحد ومتفق ہونے کے لئے بہترین ذریعہ بھی ہے۔

اسلام کے احکام کا منشاء بھی یہی ہے کہ ہر فرد کو ایک گروہ بنا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ حج میں بغیر سلا ہوا سادہ لباس جو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا تھا سبھوں کے لئے تجویز کیا گیا، تاکہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت ایک ہی لباس ایک ہی ہیئت اور ایک ہی سطح پر نظر آئیں۔

عزیزان گرامی! حج سے مقصود اسلام کی شوکت کا اظہار بھی ہے اور بحری و بری اور فضائی سفیروں سے حاصل ہونے والے فوائد بھی، تاریخ عالم کے محققین اور جغرافیہ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش اور طلب ہوتی ہے وہ سارے امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حج کے مقامات پیغمبرانہ شان کی جلوہ گاہیں جنہیں دیکھ کر ان مقدس روایات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور خدائی رحمت و برکت کے وہ واقعات یاد آجاتے ہیں جو ان دونوں سے وابستہ ہیں۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جس نے خدا کے لئے حج کیا اور اس میں خواہش نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے۔ جس میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائیاں شامل ہوتی ہیں، اس لئے میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ جہاں اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی زندگی کے ہر موڑ اور ہر پہلو پر حاوی ہے وہیں مسلمانوں کی عالمگیر اور بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا اور بلند منارہ بھی ہے۔

حضرات محترم! حج کے اخلاقی فوائد اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتے ہیں کہ حج کے موسم میں مسلمانوں دور دراز مسافتوں کو طے کر کے ہر قسم کی مصیبتوں کو برداشت کر کے یہاں جمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے ملتے ہیں ایک دوسرے کے درد و غم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے آپس میں باہمی اتحاد و اتفاق اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم ایک نسل، اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لئے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر اتارنے تک ہر حاجی نیکی اور پاک بازی نیز امن و سلامتی کی پوری تصویر بن جائے، وہ لڑائی، جھگڑا، جنگ و جدال، قتل و خونریزی اور دنگا و فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے، یہاں تک کہ بدن اور کپڑوں کی جوں بلکہ کسی چیونٹی تک نہ مارے۔ شکار تک اس کے لئے جائز نہیں اس لئے کہ وہ اس وقت صلح و آشتی کا پیکر اور امن و امان کا مجسمہ ہوتا ہے، اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ جس طرح رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تمام اسلامی دنیا میں زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری کا عمدہ موسم ہے، اسی طرح حج کا زمانہ تمام روئے زمین میں اسلام کی زندگی اور بیداری کا زمانہ ہے اس طرح شریعت اسلام بنانے والے حکیم و دانا نے ایسا لاجواب اور بے نظیر انتظام کر دیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت اسلام کی عالم گیر تحریک باقی رہے گی۔

حضرات گرامی! یہ کہنا قطعی غلط نہ ہوگا کہ حج ایک طرح سے تمام عبادات کا مجموعہ ہے، حج ہجرت بھی ہے اس لئے کہ اس میں ترک وطن کی روح ہے، حج جہاد بھی ہے، اس لئے کہ اس میں قدم قدم پر اپنے نفس سے لڑنا پڑتا ہے، حج نماز بھی ہے اس لئے کہ اس میں وہ نمازیں بھی ہیں جو بیت اللہ اور مسجد نبوی کی نمازیں ہیں، حج روزہ بھی ہے اس لئے کہ اس میں وہ پابندیاں اپنے اوپر عائد کرنی پڑتی ہیں جن میں وقتی طور پر کچھ حلال کام حرام ہو جاتے ہیں، اور حج زکوٰۃ بھی ہے اس لئے کہ اس میں خدا کی راہ میں مال خرچ کیا جاتا ہے، اس طرح حج تمام تر عبادات کا مجموعہ ہے، اس لئے اس مقدس سفر پر جن حضرات کو جانا نصیب ہو اپنے دل و دماغ کو طہارت و پاکیزگی کے نور سے منور کر کے جائیں، تاکہ ان کی روح ان تمام آلائشوں سے پاک ہو جائے جن سے پاک ہونا سفر حج کا مقصود ہے۔

برادران اسلام! جو لوگ اپنے دل و دماغ کو طہارت و پاکیزگی کے نور سے منور نہیں کرتے ہیں نہ اس کے معنی و مطلب کو سمجھتے، اور نہ ان فائدوں کو حاصل کرنے کا ارادہ ہی کرتے جو ان عبادتوں میں بھرے ہوئے ہیں، بلکہ جن کے دل و دماغ میں ان عبادتوں کے مقصد و مطلب کا سرے سے کوئی تصور ہی نہ ہو وہ اگر ان افعال و اعمال کی صرف نقل اتار دیا

کریں تو اس سے آخر کیا فائدہ اور کیا حاصل اور اس سے کس نتیجہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ہر سال ہزاروں زائرین مرکز اسلام کی طرف جاتے ہیں اور حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر پلٹتے ہیں مگر مقام حیرت ہے کہ نہ جاتے وقت ہی ان پر وہ اصلی کیفیت طاری ہوتی ہے جو ایک مسافر حرم میں ہونی چاہیے اور نہ وہاں سے واپس ہونے کے بعد ہی ان میں حج کا کوئی اثر پایا جاتا ہے بلکہ وہاں سے آنے کے بعد نیک اعمال کی طرف رغبت کرنے کے بجائے کبر و نخوت، غرور و گھمنڈی، عیاری و مکاری، دھوکہ بازی چار سو بیسی، فحش کلامی، رشوت ستانی وغیرہ ان کی زندگی کا نصب العین بن جاتا ہے، اور ان کی ایسی زندگی کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ غیروں پر اسلام کی عظمت کا دبدبہ اور دین کی بزرگی کا سکہ بیٹھے، وہ خود اپنی نگاہوں میں بھی بے وقعت ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج خود ہماری اپنی قوم کے بہت سے نوجوان ہم سے پوچھتے ہیں کہ حضور والا! آپ ذرا اس حج کا فائدہ تو ہمیں سمجھا دیجئے، حالانکہ یہ حج وہ چیز ہے کہ اگر اسے اصلی نشان کے ساتھ ادا کیا جاتا تو غیر مسلم بھی اس کے فائدوں کو اعلانیہ دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حج مقبول کی پہچان یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو اور آخرت کی رغبت رکھے، اور دنیاداروں سے بچے اور گناہوں کے کام میں دوبارہ ملوث نہ ہو۔

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حج مقبول کی نشانیاں تین ہیں، اول حاجی کا حج کے بعد ہمیشہ نرم دل ہو جانا، دوم گناہوں کے کام سے نفرت کرنا اور سوم نیک اعمال کی طرف رغبت کرنا، اور حج مردود کی نشانیاں بھی تین ہیں، اول حاجی کا سخت دل ہو جانا، دوم گناہوں کی طرف مائل ہو جانا اور سوم نیک کاموں سے نفرت کرنا۔

اس لئے ہر حاجی کو چاہیے کہ وہ اپنے حالات کا جائزہ لے اگر حج کے بعد بھی وہ نمازی نہ بنا فرائض و اعمال کی طرف راغب نہ ہوا، بلکہ نیک کاموں سے متنفر ہوا اور گناہوں میں دوبارہ ملوث ہو گیا، جھوٹ، چغلی، غیبت اور ایک دوسرے کی شکایت کو اس نے اپنا شعار بنا لیا تو پھر اسے سمجھنا چاہیے کہ میرا حج مقبول نہ ہوا، پروردگار عالم ہم سبھوں کو توفیق خیر مرحمت فرمائے

آمین۔ ایک مرتبہ درود پاک کا ہدیہ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کریں تو دو چار باتیں اور عرض کر کے آپ سے رخصت ہو جاؤں پڑھئے درود پاک۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

حضرات گرامی! حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد حجاج کرام حضور سرور کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں حاضری کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہیں وہ مدینہ جو رحمتوں کا خزینہ ہے، وہ مدینہ جو دار الشفاء ہے وہ مدینہ جہاں آرام گاہ مصطفیٰ ہے، وہ مدینہ جہاں صبح و شام ستر ستر ہزار ملائکہ رحمت تشریف لاتے ہیں، وہ مدینہ جہاں کی حاضری ہمارے لئے سعادت مندی اور فیروز بختی کا سبب ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج کل کچھ حضرات حجاج کرام کو ایسے مقدس سفر سے باز رکھنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ جانا کوئی ضروری نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ایسے لوگوں کے فریب میں ہرگز ہرگز نہ آئیں، اگر وسعت ہے تو مدینہ منورہ ضرور ضرور جائیں اس لئے کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے احسانات اس امت پر ہیں اور جو امیدیں قبر و حشر میں آپ سے وابستہ ہیں اس کے لحاظ سے وسعت کے باوجود مکہ شریف سے ہی واپس آجانا اور مدینہ منورہ نہ جانا سخت بدنصیبی اور اعلیٰ درجے کی ناحق شناسی ہے۔ حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔
عزیزو دوستو! اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جب تک کسی نے حج نہیں کیا اس وقت تک کوئی بات نہیں مگر حج کرنے کے بعد وسعت کے باوجود حاجی نے اگر روضۂ اطہر کی زیارت نہیں کی تو وہ حاجی نہیں بلکہ ظالم بن کر لوٹے گا۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ مدینہ منورہ صرف مسجد نبوی ہی کی زیارت کے ارادہ سے جانا چاہیے روضۂ اطہر کی زیارت کے ارادہ سے جانا بیکار ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کی بات میں بھی نہیں آنا چاہیے کیوں کہ ان لوگوں کی زندگی کا نصب العین سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے دور کرنا ہے بلکہ مدینہ منورہ صرف روضۂ اطہر کی زیارت کے ارادہ سے جانا چاہیے، اس لئے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من زار قبری وجبت له شفاعتی

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔
علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں پہلا سفر قبر انور ہی کی زیارت کی نیت سے ہو جانا چاہیے، سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

من زارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی

ترجمہ: جس نے میری حیات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے کہ گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں، لہٰذا جو شخص قبر انور پر حاضر ہوا تو گویا ایسا ہی ہے جیسا کہ ظاہری زندگی میں کوئی شخص حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

پروردگار عالم ہم سب کو بارگاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کی سعادت مندی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

وقت زیادہ گزر گیا اس لئے اب میں صرف چند اشعار پر اپنی گفتگو ختم کر رہا ہوں۔

جمال نور کی محفل سے پروانہ نہ جائے گا
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
بڑی مشکل سے آیا ہے پلٹ کر اپنے مرکز پر
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
یہ مانا خلد بھی ہے دل بہلنے کی جگہ لیکن
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
نشیمن باندھتا ہے شاخ طوبیٰ پہ مقدر کا
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
جو آتا ہے تو آئے خود اجل عمر ابد لے کر
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
ٹھکانہ مل گیا ہے قاسم محشر کے دامن میں
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
جناب مصطفیٰ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر
یہ دعویٰ مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا
نہ ہو گر داغ عشق مصطفیٰ کی چاندنی دل میں
غلام با وفا محشر میں پہچانا نہ جائے گا
پہنچ جائے گا ان کا نام لے کر خلد میں ارشد
تہی دامن کسی کا ناز غلامانہ نہ جائے گا

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بارھویں تقریر

مع اضافہ جدیدہ

رسول اللہ کے معجزات

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہر و مہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا مرے سرکار کا

رسول اللہ کے معجزات

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یا یھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا صدق اللہ العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

حضرات محترم ! دستور کے مطابق سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ حضور پر نور، سرور کائنات فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں جھوم جھوم کر درود و سلام کی ڈالی پیش کریں۔ پڑھئے بلند آواز سے۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یا رسول اللہ

حسن یوسف، دم عیسیٰ ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرات گرامی ! آج کی اس نورانی محفل میں میرا دل چاہتا ہے کہ حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات و کمالات میں سے چند معجزہ آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔ آپ حضرات کی نوازش کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ آپ تمامی حضرات میری باتوں کو غور سے سماعت فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

آئیے ایک مرتبہ اور بارگاہ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پیش کرلیا جائے۔
پڑھئے بلند آواز سے۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یا رسول اللہ

برادران ملت! مشکوۃ شریف باب المعجزات میں یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا یعنی پاگل ہو گیا، لوگوں نے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے آگاہ کیا، جب آپ نے اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے آپ کو اس اونٹ کے پاس جانے سے روکا اور کہا کہ یارسول اللہ! یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا خوف نہیں، اور آگے بڑھ گئے، اونٹ نے آپ کے سامنے آکر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا۔ آپ نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرماں بردار ہو گیا۔ اور آپ نے اسے پکڑ کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔

صحابہ کرام نے اونٹ کو سجدہ کرتے دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم لوگ اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم لوگ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں سب سے پہلے عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (مشکوۃ شریف)

سبحان اللہ! کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم!

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

حضرات گرامی! ایک بار حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ کھڑا زور زور سے چلا رہا تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا۔ آپ نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے۔ لہٰذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کرو۔ تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔

حضرات گرامی! اس طرح کے سیکڑوں نہیں ہزاروں واقعات اس بات کی روشن دلیلیں ہیں کہ روئے زمین کے تمام حیوانات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے پہچانتے اور مانتے ہیں کہ آپ نبی آخر الزماں، خاتم پیغمبراں ہیں اور یہ سب کے سب آپ کے اقتدار و تصرفات کی سلطانی کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ کے اعزاز و اکرام اور آپ کی تعظیم و احترام کو اپنے لئے سامانِ رحمت، سرمایۂ زندگی اور مقصودِ حیات تصور کرتے ہیں۔

کاش اس زمانہ کے مسلم نما کلمہ پڑھانے والے انسان ان بے زبان جانوروں سے تعظیم و احترام رسول کا سبق سیکھتے، اور دل و جان سے اس بات پر توجہ دیتے کہ۔

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

پڑھئے درود شریف اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیك یا رسول اللہ

برادران اسلام! حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس اعرابی نے کہا کہ آپ کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے وہ میری نبوت کی گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلایا اور وہ فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ اور اس نے بلند آواز سے تین مرتبہ آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ پھر آپ نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین میں چلتا ہوا اپنی جگہ پر جا پہنچا۔

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ اس درخت نے بارگاہ رسالت میں آکر السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ اور جوش عقیدت میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ یہ فرما کر آپ نے اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں دست مبارک اور پائے مقدس کو بوسہ دوں، آپ نے اس کی اس کو اجازت دیدی۔ چنانچہ اس نے آپ کے مبارک ہاتھ اور مقدس پاؤں کو والہانہ عقیدت کے ساتھ چوم لیا۔

(زرقانی)

سبحان اللہ! یہی وہ معجزہ ہے جس کو حضرت علامہ بوصیری علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرمایا ہے۔

جاءت لدعوته الاشجار ساجدة

تمشی الیه علی ساق بلا قدم

یعنی آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بلا قدم کے پنڈلی سے چلتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہو گئے۔

حضرات گرامی! اس واقعہ سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء و مشائخ کی تعظیم کے لئے ان کے ہاتھ پاؤں کو چومنا بالکل جائز و درست ہے۔ پڑھئے درود شریف اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیه صلوة و سلاماً علیك یا رسول الله

حضرات! ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ جوش مسرت میں ہلنے لگا۔ تو اس وقت آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر یہ فرمایا کہ ٹھہر جا۔ اس وقت تیری پشت پر ایک پیغمبر ہے۔ ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ چنانچہ پہاڑ فوراً ساکن ہو گیا۔

(بخاری)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس سے السلام علیکم یا رسول اللہ کی آواز آتی ہے اور میں خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سنا ہوں۔

(ترمذی)

حضرات گرامی! اس طرح کے اور بھی بہت واقعات ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی حکمرانی ہر شئی پر

ہے اور ہر شئ جانتی پہچانتی اور مانتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں اور آپ کی اطاعت و فرماں برداری کو ہر فرد واجب العمل جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے اشارہ پر کنکروں نے کلمہ پڑھا۔ آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں نے خدا کی تسبیح پڑھی اور آپ کی دعا پر دیواروں نے آمین کہا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ ہیں کمالات مصطفیٰ۔ حضرات اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

لاکھوں سلام

از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود
گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم، تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

سلام بوقت قیام

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آپ کا تشریف لانا ☆ وقت بھی کتنا سہانا
جگمگا اٹھا زمانہ ☆ حوریں گاتی تھیں ترانہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اے نسیم کوئے جاناں ☆ جب مدینے سے تو آنا
بوئے زلف یار لانا ☆ دل پریشاں ہیں سمجھانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

تیری امت کو مٹانا ☆ کفر نے آسان جانا
سن کے مسلم کا ترانہ ☆ کانپ اٹھا سارا زمانہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

نزع کے وقت کام آنا ☆ دید کا شربت پلانا
مکر شیطاں سے بچانا ☆ اپنی کملی میں چھپانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

جاں کنی کے وقت آنا ☆ کلمہ طیب پڑھانا
نار دوزخ سے بچانا ☆ سب کو ایمان پہ اٹھانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک


RAZAVI KITAB GHAR
423, Matia Mahal Jama Masjid, Delhi-6
Ph.: 011-23264524,9350505879
E-mail : razavikitabghar@gmail.com

پی ڈی ایف مرتب

عبدالرحیم قادری

گڈا جھارکھنڈ

آسان تقریریں

سوم

چہارم



طالب دعا

محمد عبدالرحیم قادری

مولانا ابوالکلام احسن القادری

رضوی کتاب گھر

آسان تقریریں

حصہ سوم

مرتب

حضرت مولانا الحاج محمد ابوالکلام احسن القادری مظفرپوری

(فاضل الجامعہ جمشید پور)

استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

ناشر

رضوی کتاب گھر

۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶ ۱۱۰۰۰

فون: 3264524

Scanned by CamScanner

فہرست تقاریر

حصہ سوم

۱۳ویں تقریر	شہید اعظم رضی اللہ عنہ
۱۴ویں تقریر	غوث اعظم رضی اللہ عنہ
۱۵ویں تقریر	خواجہ اعظم رضی اللہ عنہ
۱۶ویں تقریر	مجدد اعظم رضی اللہ عنہ
۱۷ویں تقریر	مفتی اعظم رضی اللہ عنہ

حصہ چہارم

۱۸ویں تقریر	سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ
۱۹ویں تقریر	مخدوم بہاری علیہ الرحمہ
۲۰ویں تقریر	حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ
۲۱ویں تقریر	حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ
۲۲ویں تقریر	سرکار سرکانہی علیہ الرحمہ

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنی والدہ ماجدہ

فرمودن خاتون

مرحومہ مغفورہ کے نام سے معنون کرتا ہوں جس نے ۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۳؍مئی ۱۹۸۵ء جمعہ کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی، انا للہ وانا الیہ راجعون ــــ احباب و مخلصین ایصال ثواب فرما کر ممنون مشکور فرمائیں۔

محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی

استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام تکیہ پاڑہ ہوڑہ

طالب دعا

محمد عبدالرحیم قادری گوا جواد ممبئی

تاثرات

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد عبد المبین صاحب نعمانی قادری

(صدر المدرسین دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، مئو، یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

ناچیز نے محب گرامی مولانا محمد ابو الکلام صاحب احسن القادری کی تازہ تالیف آسان تقریریں کا مطالعہ کیا، مدارس اسلامیہ کے ابتدائی طلبہ کے لئے یہ کتاب یقیناً مفید اور کارآمد ہے۔ بچوں کی استعداد کا خیال کرتے ہوئے مولانا موصوف نے زبان بھی آسان اور عام فہم استعمال کی ہے۔ مدرسین کرام سے گزارش ہے کہ طلبہ کو اس کتاب سے تقریریں یاد کرائیں اور ان کو خطابت کا عادی بنائیں تاکہ آگے چل کر ان کے اندر تقریر کا ملکہ پیدا ہو اور بولنے میں جھجک نہ محسوس ہو، پہلے طلبہ سے ہر جمعرات کو طلبہ ہی کے مجمع میں تقریر کرائی جائے پھر جب اچھی طرح مشق ہو جائے تو ان کو میلاد شریف کی محفلوں میں بولنے کا موقع دیا جائے، اساتذہ تلفظ کا خاص خیال رکھیں۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ یاد کرنے سے پہلے پڑھوا کر سن لیں، ورنہ غلط یاد کر لینے کے بعد اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے۔ ہمارے کتب خانے میں ایسی کتاب کی کمی تھی مولانا نے اس پر قلم اٹھا کر ایک قابل تحسین کارنامہ انجام دیا ہے۔

عبد المبین نعمانی قادری
دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، ضلع مئو، یوپی

۳ مارچ ۱۹۸۷ء

تاثرات

شاعر خوش فکر جناب حلیم حاذق صاحب ہوڑہ

برصغیر ہندو پاک اور بنگلہ دیش میں خطیب ملت حضرت مولانا الحاج محمد ابو الکلام صاحب احسن القادری الطیبی کی ہمہ گیر شخصیت سے اب کون ناواقف و نا آشنا ہے۔
موصوف گرامی کی تقریباً بیسوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں، زیر نظر کتاب "آسان تقریریں" اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ جس سے ان کی دینی خدمات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، انہوں نے عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے پیش نظر نئی نسل کے اذہان و افکار پر مذہبی رنگ چڑھانے اور ان کے قلب و روح کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی غرض سے تقریروں کا یہ سلسلہ جاری کیا ہے جو نہایت ہی سہل اور عام فہم زبان میں ہے تاکہ اس سے کم پڑھے لکھے حضرات بھی خاطر خواہ استفادہ کر سکیں۔ میں تہ قلب سے دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ موصوف گرامی کو زیادہ سے زیادہ دین و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حلیم حاذق

فیل خانہ، ہوڑہ

۱۷؍مارچ ۱۹۸۶ء

عرضِ حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکاتب دینیہ اور پرائمری درجات کے ابتدائی طلبہ اور عامۃ المسلمین کے فائدے کے لئے میں نے آسان اور سہل زبان میں "آسان تقریریں" حصہ اول ودوم ترتیب دی تھی، جس کی مقبولیت بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ عوام وخواص میں امید سے کہیں زیادہ حاصل ہوئی، احباب ومخلصین کی جانب سے تعریفی خطوط کا آنا اور سوم چہارم حصے تحریر کرنے کا پیہم تقاضا کرنا اس کتاب کی مقبولیت کی بین دلیل ہے۔

لہٰذا احباب ومخلصین کے لگاتار اصرار سے مجبور ہو کر بے پناہ مصروفیت کے باوجود "آسان تقریریں" حصہ سوم وچہارم کی بھی تالیف کرنی پڑی جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اپنے تمام احباب ومخلصین کی قدردانیوں اور کرم نوازیوں کا بے حد شکرگزار اور آپ سب کی دعاؤں کا امیدوار ہوں۔

خاکسار

محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی

استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہگلیہ پاڑہ ہوڑہ، یوپی

تیرہویں تقریر

شہید اعظم

نور عین رسول، فرزند بتول، سیدنا امام عالی مقام
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تاریخ کربلا

کیا جانے کوئی رفعت و عظمت حسین کی
اللہ جانتا ہے حقیقت حسین..... کی

افسانۂ وجود کی سرخی کے واسطے
منظور تھی خدا کو شہادت حسین کی

تاریخ میں کہیں کوئی ملتی نہیں مثال
اپنی مثال خود ہے شجاعت حسین کی

صدیوں کی بات معرکۂ کربلا سہی
ہے آج بھی دلوں پہ حکومت حسین کی

بیکار ہے یہ نالۂ و شیون، یہ اشک و آہ
دل میں اگر نہیں ہے محبت حسین کی

دہرائی پھر ہے وقت نے تاریخ کربلا
پھر ہم کو آپڑی ہے ضرورت حسین کی

اللہ رے کمال تصور کا اے نسیم
محسوس کر رہا ہوں میں قربت حسین کی

شہید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

کرتی رہے گی پیش شہادت حسین کی
آزادیٔ حیات کا یہ سرمدی اُصول

چڑھ جائے کٹ کر سر تیرا نیزوں کی نوک پر
لیکن تو فاسقوں کی اطاعت نہ کر قبول

برادران اسلام! میں نے ابھی ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ کرنے سے پہلے بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم سب مل کر انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ حضور جانِ نور، شافع یوم النشور، نور علیٰ نور، سرورِ کائنات، فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں نذرانہ صلوٰۃ وسلام پیش کریں۔ پڑھئے آواز بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! تلاوت کردہ آیت کریمہ میں پروردگار عالم جل شانہ نے اپنے ان نفوس قدسیہ کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے اپنی قیمتی اور پیاری جانوں کو ان کی

راہوں میں قربان کر کے ابدی زندگی حاصل کر لی، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:
''وہ لوگ جو میرے راستے میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔''

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

عزیزان ملت اسلامیہ ! آج میری تقریر کا عنوان ''شہادت حسین'' ہے مگر اس سلسلے میں کچھ عرض کرنے سے پہلے بارگاہ حسین میں منقبت کے چند اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، لہذا آپ تمامی حضرات غور سے سماعت فرمایئے!

جہانِ صداقت کا تاجدار حسین
خدائی کنز کا دُرِ شاہوار حسین

وہ جس کی ذات سے اسلام ہو گیا زندہ
وہ کون ؟ عالم امکاں کی بہار حسین

زمانہ فخر سے جھکتا ہے تیرے قدموں میں
ہے تم کو ساری خدائی پہ اختیار حسین

زمانہ آج بھی رُوتا ہے خون کے آنسو
وہ تیرا پیرہن سرخ تارتار حسین

ملایا خاک میں تم نے غرور تاج و سریر
بلند تم نے کیا دین کا وقار حسین

تیرا مقام شہادت کسی کو کیا معلوم
خدا کا تو ہے، خدا تیرا راز دار حسین

انہیں کے در کا گدا زمانہ ہے اے کوثر
وہ بحر جود و کرم، سب کے تاجدار حسین

پڑھئے درود شریف! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ

وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

برادران اسلام! محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو حق و باطل کی لڑائی شروع ہوئی، میدان کربلا میں سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام عزیز و اقارب اور اعوان و انصار بقائے دین وملت، اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر ایک ایک کر کے جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔ اب میدان کربلا میں یکا وتنہا صرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آ رہے ہیں، اللہ اللہ! میدان کربلا کا ذرا تصور تو کیجئے کہ ایک طرف ہزاروں کی تعداد میں لشکر اعداء ترکش لگائے، کمان چڑھائے، ہاتھوں میں شمشیر و سنان لئے، جگر گوشہ رسول اور فرزند بتول کے خون کے پیاسے موجود ہیں، اور ایک طرف تنہا مظلوم امام حسین ہیں، اور ہزاروں ہزار و اعدائے جگر ہیں، سینکڑوں دل شکن مناظر ہیں، بھوک و پیاس کا غلبہ ہے، اعوان و انصار کی جدائی اور عزیزوں کا صدمہ ہے۔ نگاہوں کے سامنے جانثاروں، بھائیوں، عزیزوں اور جگر کے ٹکڑوں کی بے گور و کفن لاشیں پڑی ہوئی ہیں، جو چلچلاتی دھوپ میں مرجھا رہی ہے۔

حضرات گرامی! یہ وہ مصائب و آلام ہیں کہ اس سے پہلے چشم فلک نے بھی کسی ایک ذات پر نہ دیکھا ہوگا۔ بلا شبہ امام عالی مقام نے دشت نینوا میں جس جرأت و استقلال، صبر و ضبط اور تسلیم و رضا کا عظیم الشان مظاہرہ فرمایا اس کی مثال آج تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ یقیناً یہ اُنہی کا حق اور حصہ تھا۔ پڑھئے درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

عزیزان ملت اسلامیہ! اب میدان کارزار میں چھ ماہ کا شیر خوار تنہا مجاہد آ رہا ہے جس نے آج تک کسی کو انگلی بھی نہیں لگائی تھی۔ آخر وہ تنہا مجاہد میدان کارزار میں کیوں آ رہا ہے؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ تاریخ کے صفحات پر اپنے خون سے اپنی معصومیت اور ظالم کی شقاوت و سنگ دلی کی داستان نقش کر دے اور آنے والی نسلوں کو بتادے کہ سنگ دل یزیدیوں نے مجھ جیسے شیر خوار پر بھی کوئی ترس نہیں کھایا اور

تین دن کے پیاسے حلق میں پانی ڈالنے کے بجائے تیر پیوست کر دیا۔

چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت امام عالی مقام سے عرض کیا۔ بھائی جان! تمام مصائب برداشت ہیں مگر شیر خوار علی اصغر کی حالت اب مجھ سے دیکھی نہیں جاتی، خدارا! اسے لے جایئے اور ظالم یزیدیوں کو دکھایئے ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کو اس کی حالت زار پر ترس آ جائے۔ حضرت زینب کی درخواست پر حضرت امام عالی مقام اس پھول کو جو ابھی کھلنے بھی نہ پایا تھا اسے اپنے سینے سے لگا کر سنگ دل دشمنوں کے پاس پہونچے اور فرمایا اے قوم ستم شعار! اس دودھ پیتے بچے نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا ہے، لہذا تم اسے کم از کم پانی کا ایک گھونٹ دے دو۔

حضرات گرامی! یزیدیوں کے دل چونکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو چکے تھے۔ اس لئے ایک ملعون، آتش نصیب ناری حرملہ نے پانی کے ایک گھونٹ کے بجائے ایسا تیر چلایا کہ حضرت علی اصغر کا حلق چھیدتا ہوا حضرت امام عالی مقام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حسرت بھری نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے رب کائنات! یہ تو ایک علی اصغر ہے، ایسے ہزاروں علی اصغر ہوں تو ایک ایک کر کے تیری راہوں میں قربان کرتا چلا جاؤں، اگر تیری رضا اسی میں ہے تو حسین بھی راضی اسی میں ہے۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ۔

برادرانِ اسلام! اب راکب دوش پیمبر، اخلاص وقربانی کا پیکر، جگر گوشہ رسول، فرزند بتول، جنت کے نوجوانوں کے سردار، عاشقوں کے قافلہ سالار، آقائے دوعالم کی آنکھوں کے تارے، ہم غریبوں کے سہارے، پیکر صبر ورضا شہید دشت کربلا، مومنوں کے دل کے چین، سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا وقت آ گیا۔

آہ! کتنا استقلال اور حوصلہ ہے۔

عزیز و اقارب، اور اخوان و انصار سب کے سب خون کی چادریں اُوڑھ کر سو چکے ہیں، ظاہری اُمیدیں ختم ہو چکی ہیں، مگر قربان جائیے زہرا کے لال پر کہ ماتھے پر ذرہ برابر بھی شکن نہیں، خیمے میں تشریف لائے اور ہتھیار لگا کر میدان کارزار میں جانے کی تیاری کرنے لگے کہ اچانک بستر علالت سے بیمار زین العابدین کی آواز کان میں آئی ...... ابّا جان! میں بے شک بیمار ہوں مگر پھر بھی میرے ہوتے ہوئے آپ میدان جنگ میں نہ جائیں بلکہ مجھے اجازت دیجئے، شفیق باپ اپنی آغوش محبت سے لگاتے ہوئے فرمایا۔ میرے پیارے بیٹا! ابھی تمہارا وقت نہیں آیا ہے، نانا جان کی جو امانتیں میرے پاس محفوظ ہیں، ان تمام امانتوں کا تمھیں امین بننا ہے، اپنی ان ماؤں اور بہنوں کی نگہداشت کرنی ہے، اور ان بیکسان اہل بیت کو وطن مالوف یعنی مدینۃ الرسول تک پہونچانا ہے۔ میرے لال! خدائے قدیر جل شانہٗ تم سے ہی میری نسل اور حسینی سادات کا سلسلہ تا قیام قیامت جاری اور ساری فرمائے گا۔

دیکھو بیٹا! صبر و ثبات سے رہنا اور راہ حق میں آنے والی ہر مصیبت و تکلیف کو برداشت کرنا اور ہر حالت میں نانا جان کی شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا۔ میرے لخت جگر! میرے بعد تم ہی میرے جانشیں ہو۔

حضرات گرامی! حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کی تلقین کرنے کے بعد اپنی دستار مبارک اُتار کر بیمار زین العابدین کے سر مبارک پر رکھ دی، اور اس پیکر صبر و رضا کو بستر پر لٹا دیا، پھر آپ نے قبائے مصری زیب تن فرمائی نانا جان کا عمامہ شریف سر پر باندھا، بابا جان حضرت علی کی تلوار ذوالفقار گردن میں حمائل کی، شہیدوں کے آقا اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کر کے اب اپنے مبارک سر کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

بیبیوں کے خیمہ میں تشریف لائے اور سبھوں کو جمع کر کے صبر کی تلقین فرمائی اور رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہنے کی وصیت فرمائی۔

حشر تک چھوڑ گئے اک درخشندہ مثال
کوئی بھی ہرگز نہ بھولے گا یہ احسانِ حسین

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

برادرانِ اسلام! حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر اعداء کے سامنے جلوہ افروز ہوئے اور اتمام حجت کے لئے اپنے ذاتی اور نسبی فضائل پر مشتمل زندگی کا آخری خطبہ پیش فرمایا تاکہ اشقیاء کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ پھر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تپتی ہوئی ریت پر بائیس ہزار لشکر جرار کے سامنے وہ انداز پیش فرمایا کہ یہ منظر چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

اللہ اللہ! ذرا دیکھئے تو سہی!! بائیس ہزار عراقی سوار ایک طرف اور مدینے کا مظلوم مجاہد ایک طرف...... انعام واکرام کی لالچی فوج ایک طرف اور راہ حق میں اپنا سب کچھ قربانی کر دینے والا تنہا مسافر ایک طرف...... مگر جرأت وبہادری کا یہ عالم کہ تنہا لشکر اعداء کو للکار رہے ہیں کہ ظالمو! اگر تم کسی صورت میں خون ناحق سے باز نہیں آ سکتے تو پھر میرے مقابلے کے لئے آ جاؤ اور اپنی مراد پوری کرلو، اگر میرے خون سے تمہاری پیاس بجھ سکتی ہے تو شوق سے بجھالو، اور اپنے بہادروں میں سے ایک ایک کرکے میرے مقابلے میں بھیجتے جاؤ، اور قوت ربانی، شجاعت حسینی، اور ضرب حیدری کے مظاہرے دیکھتے جاؤ۔

چنانچہ ایک مشہور بہادر غرور وتکبر سے سرشار ہو کر حضرت امام عالی مقام کے مقابلے میں آیا اور آتے ہی جگر گوشہ رسول پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ مگر فاتح خیبر کے لال نے ایک ہی ضرب میں سر گڑی کی طرح کاٹ کر دور پھینک دیا، دوسرا جنگجو بڑھا اور چاہا کہ امام کے مقابلہ میں اپنی ہنر مندی کا مظاہرہ کر کے سنگ دلوں میں سرخروئی حاصل کرے مگر حیدر کرار کی کچھار کے شیر نر حضرت امام عالی مقام نے وار بچا کر ایسی تلوار اس کی کمر پر ماری کہ کھیرا کی طرح کٹ کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ غرض کہ شیر خدا کے لخت جگر

کے مقابلے میں یکے بعد دیگرے جو بھی بہادر آتا گیا وہ بلاننگ جہنم رسید ہوتا گیا۔ حیدر کرار کے لال نے شجاعت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ زمین کربلا میں کوفہ اور شام کے نامور بہادروں کا کھیت بو دیا۔ اور ان کے خون سے مقتل کو لالہ زار بنا دیا، لشکر اعداء میں شور مچ گیا کہ اگر جنگ کا انداز یہی رہا تو حیدر کرار کا یہ شیر کوفہ و شام کے بہادروں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ بس مصلحت وقت یہ ہے کہ چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کر دیا جائے۔

چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے زہرا کے چاند پر ظلم وستم اور جور و جفا کی تاریک گھٹا چھا گئی، ابن سعد بدنہاد کے حکم سے ہر چہار جانب سے بڑے بڑے شمشیر زن، تجربہ کار نیزے باز اور بڑے بڑے جنگجوؤں نے شیر کی طرح گرجتے اور ہاتھی کی طرح چنگھارتے ہوئے جگر گوشہ رسول پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ آپ کا جسم نازنیں زخموں سے چور اور لہولہان ہو گیا۔

آج شبیر پہ کیا عالم تنہائی ہے
ظلم کی، چاند پہ زہرہ کے گھٹا چھائی ہے
اس طرف لشکر اعداء میں صف آرائی ہے
یہاں نہ بیٹا، نہ بھتیجا اور نہ بھائی ہے

ایک ناری کا تیر آپ کی پیشانی مبارک میں لگا، کون پیشانی؟

وہ پیشانی جو بارگاہ بے نیاز میں جھکنے والی تھی
وہ پیشانی جو حبیب خدا کی بوسہ گاہ تھی

ابھی آپ اس تیر کو نکال ہی رہے تھے کہ زرعہ بن شریک نے تلوار کے کئی وار کیے اور سنان نے نیزہ مارا جس سے جسم نازنیں بالکل نڈھال ہو گیا اور آپ زمین پر تشریف لے آئے اور سنان بن انس نخعی نے امام عالی مقام کا سر اقدس جسم اطہر سے جدا کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

جس نے حق کربلا میں ادا کردیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کردیا

☆☆☆

کرلیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

برادران اسلام !شہید اعظم سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چند بے ربط کلمات عرض کرنے کے بعد اب میں آپ لوگوں سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔

پروردگار عالم ہم سبھوں کو سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے صدقہ میں جذبہ شہادت مرحمت فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆
☆☆☆☆☆☆
☆☆☆

چودھویں تقریر

غوث اعظم

قطب ربانی، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ دل یہ جگر ہے یہ سر ہے یہ آنکھیں
جہاں چاہوں رکھو قدم غوث اعظم
(کلام نوری)

منقبت در شان غوث الاعظم

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوار تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت، ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے دریا تیرا

قسمیں دیدے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا، چاہنے والا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل اک نوا سنج رہے گا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اے رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

(کلام رضا)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

برادرانِ ملت! ہم اور آپ نہایت ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔ پڑھئے آواز بلند درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! آج کی اس بزم پاک میں مجھ سے یہ فرمائش کی گئی ہے کہ میں شہنشاہ کشور ولایت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی حسنی، حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات سے کچھ کلمات عرض کروں، مگر مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے شان غوثیت مآب میں مداح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب رضوی بریلوی علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی ایک منقبت سنا دوں، سماعت فرمایئے:

تیرے جد کی ہے بارہویں غوث اعظم	ملی ہے تجھے گیارہویں غوث اعظم
کوئی ان کے رتبہ کو کیا جانتا ہے	محمد کے ہیں جانشیں غوث اعظم
جہاں اولیاء کرتے ہیں جبہ سائی	وہ بغداد کی ہے زمیں غوث اعظم
میرے قلب کا حال کیا پوچھتے ہو	یہ دل ہے مکاں اور مکیں غوث اعظم
جو اہل نظر ہیں وہی جانتے ہیں	کہ ہر دم ہیں سب سے قریں غوث اعظم

ہماری بھی للہ بگڑی بنادو — غلاموں کے تم ہو معین غوث اعظم
ہیں گھیرے ہوئے چار جانب سے دشمن — خدا را بچا میرا دیں غوث اعظم
حسین اور حسن کی تو آنکھوں کا تارا — وہ خاتم ہیں اور تو نگیں غوث اعظم
تجھے سب نے جانا تجھے سب نے مانا — تیری سب میں دھومیں مچیں غوث اعظم
تو وہ ہے تیرے پاک تلوے کے آگے — سبھی گردنیں جھک گئیں غوث اعظم
تیری ذات سے اے شریعت کے حامی — طریقت کی رمزیں کھلیں غوث اعظم
شریعت طریقت کے ہر سلسلے میں — ہیں تیری ہی نہریں بہیں غوث اعظم
غم و رنج میں جب لیا نام تیرا — تو کلیاں دلوں کی کھلیں غوث اعظم
بسوئے جمیل از نگاہ عنایت — ببیں غوث اعظم ببیں غوث اعظم

برادران اسلام! اس کائنات گیتی میں بے شمار اولیاء کرام تشریف لائے اور جب تک دنیا رہے گی اس وقت تک تشریف لاتے ہی رہیں گے، مگر اولیاء کرام کی جماعت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشف و کرامات اور مجاہدات و تصرفات کی بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اگلے پچھلے تمام علماء نے آپ کے فضائل و درجات، اور تصرفات و کرامات کے بارے میں اس قدر کتابیں تصنیف فرمائیں کہ شاید ہی کسی ولی کے بارے میں اتنی کتابیں لکھی گئیں ہوں، آپ بلاشبہ غوث اعظم ہیں، اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، بلکہ تمام امت کا اتفاق ہے۔ اپنوں نے تو آپ کے علمی کمال اور عظمت ولادیت کا اعتراف کیا ہی ہے، اغیار و معاندین نے بھی آپ کو غوث اعظم ہی تسلیم کیا ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ!!

برادران ملت! یقیناً سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فضل میں یگانہ روزگار بزرگی میں وحید العصر، اور علم و عمل میں بے مثال اور منفرد تھے، آپ جہاں شریعت کے آفتاب تھے وہیں طریقت کے ماہتاب بھی تھے۔ یعنی شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے اسی لئے تو سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے دریا تیرا

برادرانِ اسلام! خدائے تبارک وتعالیٰ نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستجاب الدعوات بنایا تھا، آپ کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ نکلتا پروردگار عالم جل شانہٗ اسے ضرور ضرور پورا فرمادیتا، صف اولیاء کرام میں جس عظمت ووقار کے آپ مالک ہیں وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں، آپ تمام اولیاء کرام کے شہنشاہ اور تاجدار ہیں، یہی وجہ ہے کہ سارے اولیاء اپنی اپنی آنکھیں آپ کے تلوا سے ملنے کو باعث صد افتخار سمجھ رہے ہیں، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

اور مداح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رضوی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ

تو وہ ہے، تیرے پاک تلوے کے آگے
سبھی گردنیں جھک گئیں غوث اعظم

اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان فرما رہے ہیں کہ

یہ دل یہ جگر ہے، سر ہے یہ آنکھیں
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

سبحان اللہ، سبحان اللہ!!

برادرانِ اسلام! یہ حقیقت ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ولایت کی مثال آپ تھے، الفاظ ومعانی کی محدود دُنیا آپ کے فضل وکمال اور مراتب ودرجات کے صحیح بیان سے عاجز ہے جتنی کراماتیں آپ سے منسوب ہیں، اتنی کراماتیں نہ تو کسی بزرگ سے ظاہر ہوئیں۔ اور نہ صفحات تاریخ میں مذکور ہیں، اگر آپ حضرات نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ محبت

پیش کریں تو میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات وتصرفات میں سے چند کرامت بطور تبرک عرض کروں، پڑھیے درود پاک بآواز بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَیْهِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

① ایک مرتبہ شام کے وقت آپ کہیں جارہے تھے، جسم پاک پر قیمتی جبہ ایک چور نے دیکھا اور دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ آج کسی طرح اس جبہ پر ہاتھ صاف کروں گا۔ اس ارادے سے چور حضرت کے پیچھے لگ گیا۔ حضرت آگے آگے چل رہے تھے۔ اور چور پیچھے پیچھے...... چلتے چلتے جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیچ جنگل میں پہونچے اور چور کو اطمینان ہوگیا کہ شور مچانے کے بعد بھی کوئی مدد کو نہیں آئے گا تو انتہائی تیز قدموں سے حضرت کے قریب گیا اور جبہ مبارک کا دامن پکڑا۔ ابھی وہ دامن کھینچنا ہی چاہ رہا تھا کہ حضرت کے دونوں ہاتھ دُعاء کے لئے بلند ہوگئے اور زبان مبارک سے یہ پُر تاثیر کلمہ نکلا، اے اللہ! تیرے اس بندے نے جس طرح آج تیرے عبدالقادر کا دامن تھاما ہے، قیامت تک اس کا ہاتھ میرے دامن سے چھٹنے نہ پائے اس جملہ کو سنتے ہی چور کے دل کی کیفیت بدل گئی، قدموں پر گرا اور توبہ کی، پھر وہ آپ کی نگاہ ولایت کے سہارے چند ہی دنوں میں مرتبہ ولایت پر فائز ہوگیا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ!! کیا شان ہے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ پاک کی، جس کی برکت سے ایک چور ولی بن گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

② سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بزم وعظ میں تقریر فرمارہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی اور لوگ بارش سے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ یہ دیکھ کر غوث اعظم نے آسمان کی طرف منھ کیا اور فرمایا کہ الٰہی! میں تیرے ذکر کے لئے لوگوں کو جمع کررہا ہوں اور تو انہیں منتشر کررہا ہے اتنا کہنا ہی تھا

کہ بارش فوراً ختم گئی، جلسہ گاہ کے باہر تو بدستور بارش ہوتی رہی مگر جلسہ گاہ میں بالکل بند ہوگئی۔ (بہجۃ الاسرار شریف)

مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اللہ کے نیک بندوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ نکل جاتا ہے پروردگار عالم اسے ضرور پورا فرمادیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو چاہا خدائے تعالیٰ نے اسے پورا فرمادیا۔ کسی مرد حق آگاہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

جذب کے عالم میں جو نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

③ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں لوگوں میں کچھ اختلاف پیدا ہوگیا کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ چاند ہوگیا ہے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ چاند نہیں ہوا ہے سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ بچہ (غوث اعظم) جب سے پیدا ہوا ہے رمضان شریف کے دنوں میں سارا دن دودھ نہیں پیتا ہے اور آج بھی چونکہ میرے لاڈلے نے دودھ نہیں پیا ہے اس لئے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ رات کو واقعی چاند ہوگیا ہے۔ چنانچہ دوبارہ تحقیق کرنے پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ چاند فی الحقیقت ہوگیا ہے۔ (بہجۃ الاسرار شریف)

کیا خوب فرمایا ہے جمیل قادری بریلوی علیہ الرحمۃ نے

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

الست یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

حضرات گرامی !ایک مرتبہ لوگوں نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا تو ایک غیبی آواز آتی تھی جس کو تمام اہل مکتب سنا کرتے تھے کہ اِفْسَحُوْ لِوَلِيِّ اللّٰهِ یعنی اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو۔ (قلائد الجواہر)

سبحان اللہ! کیا شان تھی سرکار غوث اعظم کی اور جب غوث اعظم کی یہ شان تھی تو پھر رسول اعظم علیہ التحیۃ الثناء کی شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، پڑھئے باآواز بلند درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

④ **حضرات گرامی** !ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں سیلاب آ گیا، قریب تھا کہ جان و مال تلف ہوجائے، لوگ گھبرائے ہوئے غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور آپ سے مدد چاہنے لگے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عصائے مبارک سنبھالا اور دریا کی طرف چل دیئے اور دریائے کے کنارے پہونچ کر آپ نے اپنا عصا پانی کی اصل حد پر گاڑ دیا اور فرمایا اے پانی! بس یہاں تک رہنا۔ فرمانا ہی تھا کہ پانی گھٹنا شروع ہوگیا اور عصائے مبارک تک آ گیا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ!! یہ اللہ کے ایسے جلیل القدر ولی ہیں، جن کی حکومت اللہ کی عطا سے دریاؤں پر بھی جاری رہتی ہے ایک ہم ہیں کہ گھر کا پرنالہ بھی ہمارے بس میں نہیں رہتا۔ پھر ہم ان کے برابر کیسے ہوسکتے ہیں، خدائے تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

حضرات گرامی !ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَوْلَا اَلْجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِيْ لَاَخْبَرْتُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدَيَّ كَالْقَوَارِيْرِ يُرٰى مَافِيْ بَوَاطِنِكُمْ وَظَوَاهِرِكُمْ -یعنی اگر میری زبان پر شریعت مطہرہ کی روک نہ ہوتی تو میں البتہ اس بات کی تمہیں خبر دیتا کہ تم اپنے گھروں میں کیا کھاتے ہو اور کیا جمع کرتے ہو، تم سب میرے

سامنے ان کانچ کی بوتلوں کی طرح ہو جن کا باہر بھی نظر آتا ہے اور جو کچھ ان بوتلوں کے اندر ہے وہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

برادرانِ اسلام! ذرا غور فرمائیں کہ جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم اس قدر وسیع تھا تو پھر معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کس قدر وسیع ہوگا۔

میرے پیارے بھائیو! آپ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اولیاء اللہ کو جو بھی رتبہ ملتا ہے وہ اتباع سنتِ رسول ہی کے صدقے میں ملتا ہے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سید الاولیاء ہیں، یہ تو خدا کی دی ہوئی طاقت سے لوح محفوظ کو بھی دیکھتے ہیں، چنانچہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ یعنی میری آنکھ لوح محفوظ کو دیکھتی ہے، سبحان اللہ! پروردگار عالم نے اپنے مقرب بندوں کی آنکھوں میں وہ کمال عطا فرمایا ہے کہ وہ فرش زمین پر بیٹھ کر لوح محفوظ کی تحریروں کو پڑھ لیا کرتے ہیں، اور بعطائے خدا لوگوں کی تقدیروں پر مطلع ہو جاتے ہیں۔

حضرات گرامی! ایک مرتبہ اور بارگاہ رسالت میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ محبت پیش کیجئے تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور کرامت بیان کر کے اپنی گفتگو کو تمام کر دوں پڑھئے بآواز درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْهِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

⑤ **حضرات گرامی!** ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ خلیفۂ بغداد سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! آج جی چاہتا ہے کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھوں۔ آپ نے فرمایا بولو! کونسی کرامت دیکھنا چاہتے ہو خلیفہ نے عرض کیا کہ حضور! اس وقت سیب کھانے کو جی چاہتا ہے، حالانکہ یہ سیب کا موسم نہیں تھا۔ مگر حضرت نے ہوا میں اپنا ہاتھ اٹھایا تو دست مبارک میں دو سیب آ گئے۔ آپ نے ایک سیب خلیفہ کے ہاتھ میں دے دیا، دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھا۔ پھر

آپ نے سیب کو کاٹا تو بالکل سفید اور نہایت ہی شریں نکلا، اور خلیفہ نے سب کو کاٹا تو سڑا ہوا بدبودار نکلا۔ خلیفہ حیران ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سیب تو دونوں ہی یکساں تھے، مگر ایک پر ظالم کا ہاتھ پڑا تو وہ خراب ہوگیا، خلیفہ انتہائی شرمندہ ہوا اور آپ نے اس کرامت سے اس کو ہدایت فرمائی کہ وہ ظلم سے باز رہے۔

برادران اسلامیہ! میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کہاں تک بیان کروں؟ جمادات نباتات، اور حیوانات پر آپ کے قسم قسم کے اختیارات وتصرفات کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، سرکار غوث اعظم خود قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے تمام بلاد امصار میرے زیر اقتدار اور تابع فرمان ہیں، اور باذنہٖ تعالیٰ تمام چیزوں پر میری یہ حکومت میرے تصفیۂ قلب کے پہلے ہی سے ہے یعنی میں پیدائشی ولی ہوں۔

حضرات! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی ولی ہیں، اور صاحب تصرف ہوتے ہوئے بھی تمام عمر بندگان خدا کو حصول علم دین کی ترغیب اور احکام شریعت کی پابندی کرنے کی تعلیم فرماتے رہے، نماز جو اہم الفرائض اور افضل العبادات ہیں وقت پر پابندی سے ادا کرنے کی تاکید کرتے رہے، آپ نے اپنے آپ کو تبلیغ دین کے لئے وقف کردیا تھا، صرف غرباء ہی کو نصیحت نہیں فرمائی بلکہ امراء سلاطین کو بھی عدل وانصاف اور اتباع شریعت کا حکم نافذ فرمایا

آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں، وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

پندرہویں تقریر

خواجۂ اعظم

خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ثم اجمیری
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غریب آئے ہیں در پر تیرے غریب نواز
کرو غریب نوازی میرے غریب نواز

نوری کرن

عقیدت سے جبیں خم ہو جہاں شاہان عالم کی
وہ ہے دربار شاہانہ معین الدین چشتی کا

شراب معرفت سے جو کبھی خالی نہیں ہوتا
مبارک ہے وہ پیمانہ معین الدین چشتی کا

شریعت نام ہے کس کا طریقت کس کہتے ہیں
بتائے گا یہ دیوانہ معین الدین چشتی کا

بحمد اللہ! بفیض خواجہ عثمان ہارونی
بنا رنگین افسانہ معین الدین چشتی کا

دیار ہند میں نوری کرن اجمیر سے پھیلی
دل ہندی ہے پروانہ معین الدین چشتی کا

نظر اس دل میں آئے مصطفیٰ کی شکل نورانی
جو دل ہو آئینہ خانہ معین الدین چشتی کا

کروائے اوج! تم بھی پیش نذرانے عقیدت کے
جہاں ہو عرس سالانہ معین الدین چشتی کا

خواجۂ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اَمّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

حضرات گرامی! کچھ عرض کرنے سے پہلے بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اور آپ اپنے آقا ومولیٰ حضور جانِ نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت پناہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کریں۔ پڑھئے آواز بلند اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

برادران ملت! آج کی اس نورانی بزم میں خواجہ خواجگاں، شہنشاہ ہندوستان نائب النبی عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری ثم اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرامات طیبات میں سے کچھ کلمات عرض کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آپ حضرات نہایت ہی اطمینان وسکون اور ادب واحترام کے ساتھ تشریف رکھیں اور جو کچھ میں عرض کروں اسے غور سے سنیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی بھی کوشش کریں۔ خواجہ خواجگاں، شہنشاہ ہندوستان سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں منقبت کے چند اشعار پہلے سماعت فرمالیجئے تو پھر میں سلسلۂ گفتگو آگے بڑھاؤں۔

غریب آئے ہیں در پہ تیرے غریب نواز
کرو غریب نوازی میرے غریب نواز

تمہارے در کی کرامت یہ بارہا دیکھی
غریب آئے اور ہوگئے غریب نواز

تمہاری ذات سے میرا بڑا تعلق ہے
کہ میں غریب بڑا تم بڑے غریب نواز

لگا کے آس میں بڑی دُور سے آیا ہوں
مسافروں پہ کرم کیجئے غریب نواز

نہ مجھ سا کوئی گدا ہے نہ تم سا کوئی کریم
نہ در سے اُٹھوں گا بے کچھ لئے غریب نواز

زمانے بھر میں مجھے کردیا غنی سید
میں صدقے جاؤں تیری جوگ کے غریب نواز

خلوص ومحبت کے ساتھ ایک مرتبہ اور درود شریف پڑھ لیجئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی !سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آج ہندوستان میں جتنے مسلمان نظر آرہے ہیں، آپ ہی کے پاک قدموں کی برکت ہے، کیونکہ ہندوستان میں اسلام کی روشنی آپ ہی کی کوشش سے پھیلی ہے، مسلمانوں کی فرمانروائی کا سنگ بنیاد آپ ہی کے ہاتھوں یہاں نصب کیا گیا اور تبلیغ اسلام کا نظام بھی سب سے پہلے آپ ہی نے سرزمین ہند میں قائم کیا...... آپ نجیب الطرفین سید ہیں اور ۵۳۰ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی جناب غیاث الدین حسن سنجری بہت دولت مند اور فارغ البال تھے۔ اور انہوں نے آپ کو بہت ناز ونعم سے پرورش کیا تھا ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ پدر بزرگوار کا سایہ شفقت آپ کے سر سے اُٹھ گیا، تاہم والد محترم نے بہت کچھ مال واسباب چھوڑا تھا، صرف دو بیٹے تھے۔ اور آپ کے حصہ میں صرف ایک

پر فضا وسیع باغ اور ایک پن چکی آئی تھی اور آپ بڑے عیش وعشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، شہر میں بھی بڑی عزت تھی خاندان بھی محترم تھا۔ لوگ آپ کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

امارت وجاگیر کا یہ دور گزر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو آپ سے ایک بڑا کام لینا تھا۔ نظر انتخاب آپ پر پڑ چکی تھی، ایک روز اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کامل وقت اور مجذوب زمانہ حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ باغ میں چلے آئے آپ نے ان کی بڑی عزت کی، ادب سے ایک جگہ لے جا کر بٹھا دیا۔ اور انگور کے چند خوشے آپ کے سامنے پیش کئے جنہیں انہوں نے بڑے شوق سے کھایا اور پھر چند انگور اپنے منہ میں لے کر اور چبا کر آپ کو دیئے جنہیں آپ نے بے تکلف کھالیا۔ خدا جانتا ہے کہ اس صاحب کمال مجذوب کے لعاب دہن میں کیسی برکت اور نورانیت تھی کہ حلق سے اُترتے ہی سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ بن گیا اور ساتھ ہی ساتھ طبیعت بھی دنیا اور دنیا کی مسرتوں اور عشرتوں سے یکسر سرد ہوگئی اور آن کی آن میں کچھ سے کچھ بن گئے...... مجذوب تو چلے گئے لیکن آپ وہاں سے اُٹھ کر گھر تشریف لائے اور باغ وغیرہ فروخت کر کے جو کچھ رقم ہاتھ میں آئی سب کو خدا کی راہ میں فوراً ہی لٹا دیا۔

حالت بدل چکی تھی، گھر سے نکل کھڑے ہوئے پہلے تو سمرقند پہنچ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی اس کے بعد سمرقند سے بھی روانہ ہوئے اب حج کا ارادہ تھا کہ اثناءِ راہ میں صوبۂ نیشاپور کے مشہور قصبہ ہارون میں آپ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والرضوان سے ملاقات ہوئی جو شیخ وقت اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ اس لئے حضرت ہی کے ہاتھ پر آپ بیعت ہوگئے۔ شرف بیعت سے مشرف ہوجانے کے بعد تقریباً بیس سال اپنے شیخ کی خدمت کی اور اسی دوران حضرت کے ساتھ متعدد حج بھی کئے اور اس صحبت وخدمت میں باطنی فیوض وبرکات سے مالا مال بھی ہوئے، خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی باطنی استعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ہارونی علیہ الرحمہ نے آپ کو خرقہ خلافت ڈھائی سال ہی میں عطا کر دیا تھا، اور آپ مختصری مدت میں اپنے مرشد گرامی کی

جانشینی کے بہترین اہل ثابت ہو چکے تھے۔

اب آپ کو اس عہد کے مشائخ کرام سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا اس لئے آپ نے کوہ جودی، بغداد، تبریز، اصفہان، مہنہ اور عزنی ہوئے اور سیکڑوں اولیاء، صوفیا اور مشائخ سے ملاقات کرتے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے ہندوستان کا ارادہ فرمایا ہر چمن سے پھول چنے، ہر گلزار سے کلیاں لیں، اور خود کو گلستاں بنالیا، سبحان اللہ! درود شریف پڑھئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَیْہِ ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! یہ تو آپ سن ہی چکے ہیں کہ خواجہ خواجگان شہنشاہ ہندوستان سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے مرشد گرامی کے ساتھ متعدد بار حج کو گئے مگر آخری سفر میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کیا کہ الٰہی! معین الدین کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں گنبد خضریٰ کے سامنے حاضر ہوئے اور روضۂ اطہر کی جالیاں تھام کر سلام عرض کیا تو اندر سے آواز آئی وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا قُطْبَ الْمَشَائِخ ہم نے ہندوستان کی ولایت تمہارے سپرد کی۔

چونکہ آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ عثمانی ہارونی علیہ الرحمہ آپ کے ساتھ ہی تھے۔ اُنہوں نے آپ کو حکم دیا جاؤ اور ہندوستان میں جا کر دینِ اسلام کی اشاعت کرو، یہ حکم دینے کے ساتھ ہی ساتھ آپ سے آنکھیں بند کرا کے آپ کو سارا ہندوستان دیکھایا گیا تھا، آپ نے فوراً ہندوستان کا عزم فرمایا اور لاہور پہنچے، یہاں داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار کے قریب کچھ روز مراقب رہ کر دہلی کا ارادہ کیا، چالیس دُرویش آپ کے ساتھ تھے، دہلی پہنچ کر آپ ایک میدان میں ٹھہر گئے اور پانچ وقت اذان دے کر نماز باجماعت ادا کرنا شروع کر دیا۔ ہندوستان کے لئے یہ نئی اور بالکل نئی بات تھی۔ ہر طرف ایک شورِ مخالفت برپا ہو گیا۔ دھمکایا گیا، تکلیفیں پہونچانے کی کوشش کی گئی، لیکن

کوئی تدبیر کارآمد نہ ہو سکی، آخر کار سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ وہاں سے اجمیر شریف آ گئے اور وہیں فروکش ہو گئے جہاں راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے لوگوں کے منع کرنے پر آپ اُٹھے اور انا ساگر پر جا بیٹھے جہاں کثرت سے بت خانے تھے اسی میدان میں اونٹ جو اپنی جگہ آ کر بیٹھے تھے تو پھر اُٹھائے نہ اُٹھ سکے لوگ سمجھ گئے کہ اس فقیر کی کرامت ہے معافی تو مانگ لی مگر ساتھ ہی راجہ پرتھوی راج نے حکم دیا کہ اس فقیر کو فوراً اس جگہ سے دور کر دو۔

راجہ کا حکم کوئی معمولی بات نہیں تھی فوراً ہی پوری فوج وہاں پہنچ گئی آپ نے مٹی کی ایک چٹکی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی تو جو جہاں تھا وہیں بے حس و حرکت کھڑا رہ گیا اور بڑی منت کے بعد اس مصیبت سے رہائی پاسکا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ!! کیا شان ہے۔

دیوانِ گانِ مصطفیٰ کی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

بدل جائے نظام ہر دو عالم آنِ واحد میں اگر ضد پر کوئی آ جائے دیوانہ محمد کا

برادرانِ ملت اسلامیہ! تیسرے دن راجہ خود ایک ہجوم کو لے کر آپ کو ہٹانے کے لئے آ گیا مہنت رام دیو نے آپ کو زبردستی اُٹھانا چاہا مگر آپ نے اس کی طرف نظر ہی اُٹھائی تھی کہ اس کے جسم میں کپکپی پیدا ہو گئی، فوراً پاؤں پر گرا اور اسلام لے آیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں رام دیو پہلا شخص تھا جس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ الحمد للہ علی ذالک، ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

راجہ نے پانی پر پہرہ لگا دیا، وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اگر انہیں نہانے دھونے اور وضو کرنے کی تکلیف ہو گی تو اجمیر چھوڑ کر یہ فقیر کہیں اور چلا جائے گا مگر انہیں یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے، بلکہ کل خدائی اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہے، اس کی حکومت کا سکہ ہر شئی پر رواں دواں ہو جاتی ہے...... سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے تالاب انا ساگر سے پانی کی ایک چھاگل بھروائی تو فوراً ہی تالاب کا

سارا پانی اس چھاگل میں آ گیا اور تالاب خشک ہو گیا، یہ منظر دیکھ کر راجہ حواس باختہ ہو گیا اور سمجھ گیا کہ یہ فقیر روحانیت کا تاجدار ہے، ان کا مقابلہ مادّی قوت سے غیر ممکن ہے، اس لئے فوراً جوگی جے پال کو طلب کیا جو ہندوستان کا بہت مشہور اور باکمال جوگی تھا۔ جوگی جے پال کو خبر ملتے ہی اپنے ڈیڑھ سو چیلے کے ہمراہ مرگ چھالہ پر بیٹھ کر ہوا میں اُڑتا ہوا حاضر ہوا اور آپ سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنے اور اپنے رفقاء کے گرد ایک حصار کھینچ کر نماز میں مصروف ہو گئے۔ جوگی جے پال اور اس کے چیلے اس طرح لگاتار آپ پر شعلے برساتے رہے اور اژدہوں کو آگے بڑھاتے رہے کہ لوگوں کو یقین کامل ہو گیا کہ آج اجمیر کی دھرتی سے اس فقیر کا وجود ختم کر دیا جائے گا مگر جونہی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے صرف ایک مٹھی خاک اس طرح پھینک دی جس سے یہ سارا جادو آن کی آن میں باطل ہو کر رہ گیا۔ راجہ گھبرا گیا، مخلوق حیرت زدہ رہ گئی، اور جوگی جے پال کا سر جھک گیا اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور پڑھ لیا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلامی دائرے میں داخل ہو کر جوگی جے پال سے عبداللہ بیابانی ہو گئے۔

یہ تھی شان روحانیت کے تاجدار سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن کے سامنے جوگی جے پال کا سارا کمال دم توڑتا ہوا نظر آیا اور خواجہ کی ایک نگاہ کرامت جوگی جے پال پر پڑ گئی تو اس کی قسمت کا ستارہ ہی چمک اُٹھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

پڑھئے درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادرانِ اسلام! اللہ کے ولی کی نظر کہاں کہاں کام کرتی ہے اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگائیے کہ ایک مرتبہ سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا ایک سخت

مخالف جو بظاہر بہت عقیدت مند تھا، بغل میں چھرا دبائے ہوئے حضرت کے قتل کے ارادہ سے آیا، دیکھتے ہی آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ فقیروں کے پاس از راہ صفا آنا چاہئے یا از راہ خطا؟ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس نے بغل سے چھری نکال کر پھینک دی اور سچے دل سے حضرت کا مرید ہو گیا۔

حضرات گرامی! ایک مرتبہ سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں آٹھ آتش پرست حاضر ہوئے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ اے بے دینو! تم لوگ آگ کو کیوں پوجتے ہو؟ اور آگ کے پیدا کرنے والے کو کیوں نہیں پوجتے ان آتش پرستوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آگ اس لئے پوجتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری جہالت ہے کہ آتش پرستی کی لعنت میں گرفتار ہو اگر تم خدائے تعالیٰ کی عبادت کرو گے تو دنیا میں بھی فائدے میں رہو گے اور آخرت میں بھی آتش دوزخ سے محفوظ رہو گے۔ مجوسیوں نے کہا کہ آپ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اگر آپ کو یہ آگ نقصان نہ پہونچائے تو ہم ایمان لئے آئیں گے آپ نے فرمایا کہ تم میری بات کرتے ہو انشاء اللہ یہ آگ میری جوتی کو ضرر نہیں پہونچا سکتی یہ فرما کر نعلین مبارک کو آگ میں ڈال کر کہا کہ خبردار! معین الدین کی جوتی کو داغ نہ لگنے پائے آگ فوراً سرد ہو گئی اور حضرت کی نعلین کو داغ تک نہیں لگا۔ حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر آٹھوں آتش پرست مسلمان ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور آپ کی نگاہ ولایت کی برکت سے آٹھوں مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے۔

برادران اسلام! سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے کن کن کرامتوں کا تذکرہ کروں بس یہ سمجھ لیجئے کہ آج ہندوستان میں جو کچھ مسلمان نظر آ رہے ہیں آپ ہی کے قدموں کی برکت ہے۔

پروردگار عالم ہم مسلمانوں کو سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سولہویں تقریر

مجددِ اعظم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت
امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

مجدد بھی، مفسر بھی، محدث اور مفتی بھی
علوم دیں کے بحر بیکراں احمد رضا تم ہو

منقبت درشان

سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

فقیہ اعظم فخر زماں احمد رضا تم ہو
مقام فقہ میں عرش آستاں احمد رضا تم ہو

بہار گلشن عرفانیاں احمد رضا تم ہو
نگار محفل دانش وراں احمد رضا تم ہو

طریقت میں امیر سالکاں احمد رضا تم ہو
شریعت میں سفیر عارفاں احمد رضا تم ہو

غلام خواجہ کون ومکاں احمد رضا تم
امام خواجگان نکتہ داں احمد رضا تم ہو

جہاں اک عالم علم زباں احمد رضا تم ہو
وہاں اک شاعر معجز بیاں احمد رضا تم ہو

خدا کی حمد میں رطب اللساں احمد رضا تم ہو
محمد مصطفی کے مدح خواں احمد رضا تم ہو

مجدد بھی، مفسر بھی، محدث اور مفتی بھی
علوم دیں کے بحر بیکراں احمد رضا تم ہو

مجدد اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰاهِدِیْنَ وَ الشّٰاکِرِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہوں

میرے بزرگو اور دوستو! میں درجہ فارسی کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں آج میرا دل چاہتا کہ اس نورانی اور عرفانی مجلس پاک میں امام اہل سنت آقائے نعمت، دریائے رحمت، سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت سیدنا الشاہ امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مدح سرائی کرو۔

-----امام احمد رضا کون؟

وہ امام احمد رضا جو بحر شریعت کا غواص تھا
وہ امام احمد رضا جو میدان طریقت کا شہسوار تھا
وہ امام احمد رضا جو شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھا
وہ امام احمد رضا جو آسمان فقاہت کا تابندہ گہر تھا

وہ امام احمد رضا جو گلستان سیاست کا مہکتا پھول تھا
وہ امام احمد رضا جو ماہر ریاضیات و فلکیات تھا
وہ امام احمد رضا جو ماہر الٰہیات و طبعیات تھا
وہ امام احمد رضا جو اپنے وقت کا امام اعظم ابو حنیفہ تھا
وہ امام احمد رضا جو اپنے وقت کا امام شافعی تھا
وہ امام احمد رضا جو اپنے وقت کا امام رازی تھا
وہ امام احمد رضا جو عاشق خیر الوریٰ تھا
وہ امام احمد رضا جو نائب غوث الوریٰ تھا

مجھے کہہ لینے دیجئے کہ

وہ امام احمد رضا جن کا احسان عظیم اہل سنت و جماعت پر تھا......اور ہے......اور تا قیام قیامت رہے گا............مگر!

اس عظیم الشان، جلیل القدر، اور عظیم المرتبت ہستی کی بارگاہ ناز میں خراج عقیدت پیش کرنے سے قبل میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار شاہانہ میں درود و سلام کی ڈالی ہم سب مل کر نچھاور کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

حضرت علامہ ومولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام و عرفاں اے شہہ احمد رضا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اصل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

حضرات گرامی! حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔ یعنی جب بھی علم و سنت میں کمی جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے گی تو پروردگار عالم جل شانہ صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو علم و جہل اور سنت و بدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا، علم کو زیادہ اور اہل علم کی تعظیم و تکریم کرے گا، بدعت کا خاتمہ کرے گا، اور اہل بدعت کی شرکت کا جنازہ نکال دے گا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا، وہ اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرے گا کہ کون اپنا بن رہا ہے اور کون بیگانہ بلکہ سر بکف ہو کر دین محمدی کے جھنڈے گاڑے گا۔

آئین جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرات گرامی! اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۴ ارصدی کے مجدد اعظم تھے، وہ ایسے وقت میں تشریف لائے جب انسانیت دم توڑ رہی تھی، اور شرافت کا جنازہ نکل رہا تھا جب ہر طرف لادینیت کے بادل منڈلا رہے تھے، جب مسلمانان عالم پر خواہ مخواہ شرک کے فتوے داغے جا رہے تھے، جب ذکر رسول، میلاد رسول، محبت رسول، اور اطاعت رسول کو شرک سے تعبیر کیا جارہا تھا، جب ایمان کے ڈاکو ہر طرف راہبر کے لباس میں گھوم رہے

تھے، جب ہر طرف کی فضا نیچریت، خارجیت، رافضیت اور نجدیت کی آندھیوں میں غبار آلود ہوچکی تھی۔ جب فرقہائے باطل اہل سنت و جماعت کے مقدس نظریات کے خلاف سرگرم عمل تھے۔تو پروردگار عالم نے ایسے نازک دور میں سیدی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو مجدد اعظم بنا کر بھیجا، اور روح القدس کے ذریعے ان کی ایسی مدد فرمائی کہ عقل انسانی حیران و ششدر رہ گئی، پڑھئے درود شریف۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

برادران اسلام! سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان نے دین وملت کی ایسی خدمات انجام دی ہیں جن کی نظیر ماضی قریب میں ملنا بہت دشوار ہے۔آپ نے جس موضوع پر کلام فرمایا سکہ بٹھادیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جس موضوع پر یا جس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ایسا قلع قمع فرماتے کہ مخالف نہ صرف خاموش ہوجاتا بلکہ ہمیشہ کے لئے لاجواب ہوجاتا،

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے
کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے
کہ یہ وار، وار سے پار ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

حضرات محترم! آج ہمیں جہاں دور حاضر کے تاریخ دانوں سے شکایت ہے وہاں زمانہ حال کے مفکرین سے بھی گلہ ہے جنہوں نے علم و دانش اور قلم

قرطاس کی قومی وملی امانت کو دیانت سے استعمال کرنے کے بجائے اسے ناجائز مصلحت اندیشی اور غلط جانب داری کے گھاٹ اتار دیا ہے جس سے ایک تاریخی حقیقت پوشیدہ ہوکر رہ گئی ہے اور کاروان فکر اور متلاشیان حق کی رہنمائی کرنے والا ایک بلند مینارہ غبار آلود ہوکر رہ گیا جس کے نتیجہ میں منزل مقصود کو جانے والے سراپا اضطراب ہوکر رہ گئے۔

امام اہلسنت، فقیہ امت، مجدد اعظم دین وملت، عاشق خیر الوریٰ، شیدائی غور الوریٰ، اور اسلام کے ایک عظیم مفکر اور شیخ الاسلام والمسلمین کو صفحات تاریخ پر بلاوجہ مکفر المسلمین گردانا گیا..................اور اس کے برعکس سطحی معلومات رکھنے والے......ایمان واسلام کو غارت کرنے والے، بات بات پر مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنانے والے، فقیہان دین اور ہمدردان مسلمین بن کر سامنے آگئے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پڑھئے درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَیْہِ ، صَلٰوۃً وَّ سَلَاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادران اسلام! اگر ان پڑھ اور سیدھے سادے مسلمان کسی ابلیس کے دام تزویر میں پھنس جائیں تو چنداں تعجب نہیں، ہمیں تعجب تو ہے اس بات پر کہ علم و دانش کے دعویدار اور اپنے آپ کو پڑھے لکھے کہلانے والے حضرات نے بھی تاریخ کے جعلی اور اختراعی مصنوعات کو ایک حقیقت سمجھ کر بہ دل وجان تسلیم کرلیا ہے۔

رہے منزل میں سب گم ہیں، مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں، انہیں گم کردہ راہوں میں

برادران ملت اسلامیہ! معاف کیجئے گا ہمیں نہ تو کسی کی دل آزاری مقصود ہے، اور نہ اختلافات کی تلخیاں از سر نو تازہ کرنا مطلوب، ہمیں صرف اور صرف ماہرین تاریخ کی ستم ظریفی کی نشان دہی کرکے امام اہل سنت، آقائے نعمت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی

علیہ الرحمۃ والرضوان کے صحیح مقام و مرتبے سے قوم کو روشناس کرنا ہے، تاکہ عقیدت مند اپنی عقیدت و محبت کو تازہ کریں۔ اور پرائے اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر، اور دلوں سے بغض و کینہ کی کدورت نکال کر امام اہل سنت کے عقیدت مندوں کی صفوں میں شامل ہوں، اور اپنی آخرت کو سنوار لیں، حقائق کے چہرے سے نقاب کشائی کے بعد بھی اگر کسی کو عداوت و نفاق کی گہرائیوں میں پڑا رہنا پسند ہو تو اس میں حقائق کا کیا قصور، اس کی اپنی بدنصیبی اور بدبختی سمجھی جائے گی۔ علامہ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

پڑھئے درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادران اسلام! امام احمد رضا فاضل بریلوی صرف ایک مولوی یا مفتی کا نام نہیں، امام احمد رضا فاضل بریلوی صرف ایک فرد واحد کا نام نہیں بلکہ

امام احمد رضا نام ہے ایک جماعت کا
امام احمد رضا نام ہے ایک انجمن کا
امام احمد رضا نام ہے ایک کتب خانہ کا
امام احمد رضا نام ہے ایک لائبریری کا
امام احمد رضا نام ہے ایک مکتبہ فکر کا
امام احمد رضا نام ہے ایک ہمہ گیر تحریک کا
امام احمد رضا نام ہے ایک عظیم درسگاہ کا

.... بلکہ مجھے کہہ لینے دیجئے کہ

احمد رضا نام ہے ایک کائنات کا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! آج کے اس دور انحطاط میں دنیا کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی نئی روشنی کے ارباب فکر و نظر کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی۔ فلسفہ کے شیدائیوں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، نئی تہذیب و تمدن کے شیدائیوں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے اسکالروں اور عالموں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے مہندسوں اور انجینئروں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے ماہرین فلکیات و ریاضیات کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے سائنس دانوں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی۔

مجھے کہہ لینے دیجئے کہ آج پوری دنیا کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی۔

امام احمد رضا کے نظریات عقائد کی ضرورت ہے
امام احمد رضا کے افکار و خیالات کی ضرورت ہے
امام احمد رضا کے علم و فن کی ضرورت ہے
امام احمد رضا کے جذبہ عشق و محبت کی ضرورت ہے

مگر میرے بھائیو! اس کے لئے ضرورت ہے کہ عصبیت و تنگ نظری کی عینک اتار کر امام احمد رضا کی ہمہ گیر اور عظیم شخصیت کی گہرائیوں میں اتر کر جائزہ لیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ صداقت کہاں ہے۔

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تم نے

پڑھئے درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادران اسلام! خدا کا شکر ہے کہ مجدد اعظم دین و ملت کی بارگاہ ناز میں عقیدت و محبت کے چند کلمات عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پروردگار عالم ہم سبھوں کو امام اہل سنت، مجدد دین وملت، کے مقام و مرتبت کا صحیح عرفان عطا فرمائے۔ اور ان کے مرقد انور پر تا قیام قیامت اپنے فضل وکرم کی بارش برسائے۔ آمین!

اب میں اس شعر کے ساتھ آپ لوگوں سے رخصت ہو رہا ہوں ۔

ابر رحمت، تیرے مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

وَمَاعَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆

سترہویں تقریر

مفتی اعظم

تاجدارِ اہلسنت مرشدی مصطفےٰ رضا خاں
صاحب نوری علیہ الرحمۃ والرضوان

زہد و تقویٰ کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا
عامل دین و شریعت مفتی اعظم کی ذات

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

نوید رحمت حق ہے بنام مفتیٔ اعظم ہے کتنا محترم عالم میں نام مفتیٔ اعظم
نہیں بھولیں گے ہم اہل سنن صبح قیامت تک دلوں پہ نقش ہے ایسا پیام مفتیٔ اعظم
یہاں تو سر بہ خم ہیں اہل علم و عارفان حق خدا ہی جانے کیا ہوگا مقام مفتیٔ اعظم
شراب معرفت بٹتی ہے ان کے آستانے پر جسے دیکھو وہی ہے مست جام مفتیٔ اعظم
پڑھو اے مومنو! گر لذت عشق نبی چاہو کلام اعلیٰ حضرت اور کلام مفتیٔ اعظم
میرا ایمان ہے، آسان ہوں گی مشکلیں اس کی مصیبت میں کبھی لے گا جو نام مفتیٔ اعظم
رہ عرفاں میں خورشید و قمر بن کر چمکتے ہیں بفیض سرور دیں نقش گام مفتیٔ اعظم
اجالا دے رہا ہے رہ روان راہ سنت کو خدا کے فضل سے ماہ تمام مفتیٔ اعظم

جلیل حشمتی کو ناز ہے ان کی غلامی پر
غلام غوث اعظم ہے غلام مفتیٔ اعظم

☆☆☆
☆☆☆☆☆☆
☆☆☆

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

برادران ملت! سب سے پہلے ہم اور آپ محسن انسانیت، حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں ہدیہ درود وسلام نچھاور کریں، پڑھیے باواز بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ ۔ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! آج میرا دل چاہتا ہے کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت شیخ الاسلام، عارف باللہ، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد ال الرحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی مصطفےٰ رضا خاں صاحب المعروف بہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے کشف وکرامات کی چند جھلکیاں پیش کروں۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

سب سے پہلے سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان گرامی میں منقبت کے چند اشعار عرض کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، آپ حضرات نہایت ہی سکون

واطمینان کے ساتھ سماعت فرمایئے۔

شمع بزم اہل سنت مفتیٔ اعظم کی ذات — فخر دوراں فخر ملت مفتیٔ اعظم کی ذات
جانشین غوث اعظم تھی جو ذات باصفا — پیکر رشد و ہدایت مفتیٔ اعظم کی ذات
فخر کرتا ہے زمانہ جس کی ہر اک بات پر — باکرامت باوجاہت مفتیٔ اعظم کی ذات
جس نے اکناف جہاں میں علم دیں پھیلادیا — مصدر علم شریعت مفتیٔ اعظم کی ذات
مفتی عالم تھی بیشک ذات والا آپ کی — صدر بزم علم و حکمت مفتیٔ اعظم کی ذات
زہد و تقویٰ کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا — عامل دین شریعت مفتیٔ اعظم کی ذات
تھی ثنائے مصطفےٰ جس کی غذائے قلب و روح — غرق در مدح رسالت مفتیٔ اعظم کی ذات
کردیا جس نے تہہ و بالا جہان کفر کو — قاطع کفر و ضلالت مفتیٔ اعظم کی ذات

ایک نعمانی ہی کیا سارا جہاں ہے معتقد
مرکز عشق و عقیدت مفتیٔ اعظم کی ذات

حضرات محترم! شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت، سیدی سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی جملہ مسلمانان اہل سنت کیلئے بہت بڑی نعمت تھی، اصلاح عقائد و اعمال کے سلسلے میں جو کام بڑے بڑے خطیب و مقرر کی شعلہ بار تقریریں نہیں کر پاتی وہ کام آپ کی ایک نگاہ ولایت کر دکھاتی، آپ گوشہ نشین ہوتے ہوئے بھی اپنے باوفا غلاموں، عقیدت کیشوں، اور احتیاج مندوں کی دستگیری اور کرم فرمائی کی ہے ملک تو ملک بیرون ملک سے لوگ کشاں کشاں آتے رہے اور آپ کے دریائے فیض سے مالا مال ہو کر واپس ہوتے رہے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ قدرت نے آپ کو اپنی فیض رسانی کے لئے مرجع خلائق بنا رکھا ہے، کسی بھی جماعت کو ایسی ذات جو علم و فضل کا سمندر اور زہد و تقویٰ کا پہاڑ ہو صدیوں میں میسر آتی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مرشدی آقائی سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے زہد و تقویٰ اور

پابندی احکام شریعت کی نظیر اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ حکومت ہند اور حکومت سعودی عرب کی طرف سے فوٹو کے ساتھ پاسپورٹ کی قید ہوتے ہوئے بھی آپ نے بغیر تصویر کھنچوائے حج کیا، یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ فوٹو کے بغیر پاسپورٹ بن نہیں سکتا، مگر آقائی ومولائی حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ تصویر کھنچوانا عند الشرع ناجائز اور حرام ہے، نفل حج کے لئے اتنا بڑا ناجائز کام کرکے بارگاہ رسالت میں حاضری کیسے دوں، اس سے قبل میں گیا تھا تو تصویر کی قید نہیں تھی، یہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جس رسول گرامی وقار کی مقدس شریعت میں فوٹو کھنچوانا اور اس کا رکھنا حرام ہے اسی رسول کردگار کے دربار صدا بہار میں فوٹو کھنچوا کر جاؤں؟ یہ مجھ سے کبھی نہ ہو سکے گا، چنانچہ حکومت ہند نے رسول گرامی وقار کے ایک سچے عاشق زار کو بلا فوٹو، پاسپورٹ بنانے کی اجازت دی۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرات! سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جو زہد وتقویٰ کے کوہ گراں تھے، بالآخر بغیر فوٹو کھنچوائے حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے عمل وکردار سے ثابت کردیا کہ:

لوگ کہتے ہیں بدلتا ہے زمانہ سب کو

مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ایک مرد حق آگاہ، ایک زبردست ولی کامل اور صاحب کرامت وروشن ضمیر بزرگ تھے، آپ کی کرامتوں نے بے شمار گم کردہ منزل کی رہنمائی کی ہے اور آپ کی باطنی تصرف اور دعاؤں نے ان گنت غم کے ماروں کی بگڑی بنائی ہے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ الہ آباد کے مشہور موضع "سرافی" میں حضرت خطیب

مشرق علامہ محمد مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی نظامت میں عظیم الشان پیمانہ پر جلسۂ میلاد النبی ہو رہا تھا، اسٹیج پر علمائے اہل سنت کے ساتھ ساتھ سیدی سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان بھی رونق افروز تھے، گرامی قدر حافظ وقاری مولانا اعجاز احمد کامٹوی علیہ الرحمہ نے جونہی تقریر شروع کی بوندا بوند پانی پڑنے لگا، اور دیکھتے ہی دیکھتے بارش تیز ہوگئی، سارا مجمع اٹھ گیا، حتی کہ حضرت علامہ نظامی صاحب علیہ الرحمہ بھی ایک طرف روانہ ہوگئے، مگر حضرت اسی تخت پر بیٹھے رہے، اور حضرت مولانا محمد اعجاز احمد صاحب کامٹوی علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھئے اور خود مصروف دعا ہوگئے، جونہی دعا فرمائی فوراً بارش بند ہوگئی، پانی جیسے ہی تھما سب لوگ دوبارہ آگئے اور جلسہ تین بجے رات تک ہوتا رہا۔

جلسہ کے اختتام کے بعد جب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹے تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ جلسہ گاہ کے علاوہ ہر جگہ بارش ہو رہی ہے اور خوب تیز ہو رہی ہے، قریب کے تمام کھیتوں میں کافی پانی جمع ہوگیا ہے، جلسہ گاہ میں جتنے حضرات حاضر تھے ان میں سے کسی کو یہ علم نہ تھا کہ جلسہ گاہ کے ادھر ادھر بارش ہو رہی ہے، یہ آپ کی دعا کی برکت کا نتیجہ تھا، بلاشک وشبہ آپ نائب غوث الاعظم تھے۔

کیا ہی خوب فرمایا ہے حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی نے کہ ؎

جانشین غوث اعظم تھی جو ذات باصفا
پیکر رشد و ہدایت مفتیٔ اعظم کی ذات

درود شریف پڑھئے تو حضرت کی کچھ کرامتیں اور بیان کروں، پڑھئے باآواز بلند

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَيْهِ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

حضرات گرامی! ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سیدی حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ احمد آباد تشریف لے گئے، وہاں ایک بے قصور آدمی کو پھانسی کی سزا ہوگئی تھی، اس کی بیوی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، اور اپنے بچوں کو دکھا کر حضرت کو کہنے لگی کہ حضور! یہ

سب یتیم ہو جائیں گے، اس کے کہنے پر حضرت آبدیدہ ہو گئے، حضرت نے فوراً تعویذ دیا اور فرمایا کہ اس کے گلے میں ڈال دو، اللہ بڑی قدرت والا ہے، یہ اسی کا کلام ہے جس کو میں لکھ کر دے رہا ہوں، جاؤ وہ چھوٹ جائے گا۔

وہ عورت تعویذ لے کر بھاگی ہوئی اپنے شوہر کے پاس جیل میں آئی اور اللہ کا نام لے کر اس کے گلے میں ڈال دی۔ شوہر نے کہا اب کیا ہوگا، پرسوں ہی تو پھانسی ہے، مگر اسے کیا خبر کہ ایک ولی کامل کی دور بین نگاہیں کہاں تک دیکھ رہی ہیں، بہر حال پھانسی کا وقت قریب آگیا، پھانسی کے تختہ پر چڑھانے سے قبل کچھ ملزم کا کپڑا بدلا گیا مگر کپڑا بدلنے والوں میں سے کسی نے اس کے گلے کا تعویذ نہیں دیکھا بلکہ سب کے سب اندھے ہو گئے وہ شخص تعویذ پہنے ہوئے اُدھر پھانسی کے تختہ پر چڑھا ادھر بجلی فیل ہو گئی، قریب ہی کھڑے ہوئے جج کی نظر اس کے تعویذ پر پڑ گئی اور اس نے کہا کہ بس وقت ختم ہو گیا، اب میں تمہارے مقدمے کی سماعت پھر کروں گا۔

چنانچہ جج نے ملزم کو کٹہرے پر کھڑا کر کے اس سے سوال کیا کہ کیا تم بے قصور ہو؟ ملزم نے جواب دیا کہ واقعی میں بے قصور ہوں، اک بیک جج نے ملزم کے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک سفید ریش نورانی چہرے والے کو دیکھا، جج سمجھ گیا اور اس نے اس کو چھوڑ دیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ، حضرات گرامی! دیکھا آپ نے کہ وہ شخص حضرت کی روحانی توجہ سے کس طرح پھانسی کے تختہ سے بچ گیا۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور سارے مسلمانان اہل سنت کو سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

حضرات محترم! سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جو علوم شریعت اور معارف طریقت کے مجمع البحرین تھے جن کی ذات والا صفات تقویٰ وتقدس، علم و عمل، اور فضل وکمال کا بیش بہا خزینہ تھی اور جن کی پوری زندگی شریعت مطہرہ کے دائرے میں رہ کر گزری تھی، جب آپ نے اس دار فانی سے رخصت ہو کر داعی اجل کو

لبیک کہا تو اس کے بعد بھی پاس شریعت کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا جس کی واضح اور روشن دلیل یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت کو غسل دیا گیا، غسل دینے والوں میں مظہر مفتی اعظم، حضرت علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری، ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خانصاحب علیہ الرحمہ، حضرت علامہ نعیم اللہ خانصاحب، حضرت علامہ عبدالحمید صاحب افریقی، حاجی محمد فاروق صاحب بنارسی اور قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیتی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان حضرات کا متفقہ بیان ہے کہ غسل دیتے وقت حضرت کے زانوئے مبارک سے جیسے ہی ذرا سا کپڑا کھسکا کہ فوراً حضرت نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے کپڑا پکڑ لیا، اور زانوں کا حصہ بے ستر ہونے سے محفوظ رہ گیا اور اس وقت تک پکڑے رہے جب تک کہ انگلیوں کی گرفت سے کپڑا کھینچ نہیں لیا گیا۔

اس واقعہ کو سب لوگوں نے (جو وہاں حاضر تھے) اپنی آنکھوں سے اطمینان کے ساتھ دیکھا اور اس عقیدے کی سچائی کا مشاہدہ کر لیا کہ اللہ کے ولی اور اس کے مقرب بندے زندہ رہتے ہیں۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی موت وحیات عام انسانوں کی موت و حیات کے مثل نہیں۔ بلکہ ان پاک نفوس کی موت در حقیقت ان کی حیات جاودانی کا دروازہ ہے کہ یہ موت کے دروازے سے داخل ہو کر ایسے عالم حیات کے باشندے بن جاتے ہیں، جہاں موت کا گزر نہیں۔

زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ
امت مرحومہ سو سکتی ہے مر سکتی نہیں

حضرات گرامی! جناب مولانا عبدالنعیم صاحب بلرامپوری نے اپنی کتاب ”مفتی اعظم ہند“ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جو بقیہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ موصوف مذکور تحریر فرماتے ہیں کہ شہر بریلی شریف جس محلے میں مظہر اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا دولت کدہ ہے اسی محلہ سوداگران

میں ایک غیر مسلم بھی رہا کرتا تھا، جو ایک عرصہ سے نہایت ہی اپاہج اور معذور تھا وہ گھسیٹ کر چلتا تھا وہ اپاہج ہر روز حضرت کے یہاں حاجت مندوں کی بھیڑ دیکھتا اور سوچتا کہ، کیا بڑے مولوی صاحب کے پاس جاؤں تو مجھے بھی ٹھیک کر دیں گے؟ مگر پھر کچھ سوچ کر ارادہ ترک کر دیتا ہے۔ حسن اتفاق کہیے کہ ایک روز حضرت مسجد سے گھر تشریف لا رہے تھے تو وہ حضرت کے سامنے راستہ پر (لاٹھیوں کے سہارے) کھڑا ہو گیا، حضرت نے اسے دیکھا، اور بغیر کچھ کہے سنے اس کے پیروں پر کچھ پڑھ کر دم کر دیا، اور دعا کر دی وہ اسی طرح گھر لوٹ گیا، اور گھر پہنچ کر چار پائی پر بیٹھ گیا، اور تھوڑی دیر کے بعد جب اٹھا تو بغیر لاٹھی کے اپنے آپ کھڑا ہو گیا، تب اس نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے میں بڑے مولوی صاحب سے دم کرا کر آیا ہوں، حضرت کی نگاہ ولایت جس نے اپاہج کے دل کی دھڑکنوں کو محسوس کر لیا، اور حاجت روائی بھی فرمائی۔

حضرات محترم! سیدی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس ذات گرامی سے اس طرح کی بہت سی کرامتیں صادر ہوئی ہیں، جن کا شمار اتنے تھوڑے وقت میں مشکل ہے، اگر اللہ کی مرضی شامل حال رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی فرصت میں بیان کروں گا۔

ہاں البتہ اتنا ضرور یاد رکھ لیجیے کہ حضرت کی سب سے بڑی اور زبردست کرامت استقامت فی الدین، نیز آپ کا تقویٰ اور آپ کی متشرع زندگی ہے، بلاشبہ آپ اپنے وقت کے ولی کامل تھے، قطب زمانہ تھے، عارف باللہ تھے، سیدی اعلیٰ حضرت کے سچے جانشین تھے، عوام کا تو کچھ شمار نہیں، اہل علم وفضل آپ کی ولایت کے قائل اور معترف رہے ہیں اور ہیں، کسی شاعر خوش فکر نے کیا خوب کہا ہے ۔

تو مرشد کامل ہے، تو مفتی اعظم ہے
انداز فقیہانہ الفاظ فقیہانہ
تو شاہ ولایت ہے یہ شان کرامت تھی
ہوتا تھا صدور ان کا، سرکار سے روزانہ

حضرات گرامی ! سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان گرامی میں

منقبت کے چند اشعار اور پیش کر کے جلد ہی آپ سے رخصت ہو رہا ہوں، ذرا غور سے سماعت فرمایئے اور سبحان اللہ کی گونج میں سماعت فرمایئے، مگر پہلے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں صلاۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کر لیجیے، پڑھیے باواز بلند درود شریف،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِ ، صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

مجھ کو دولت نہ جاہ و حشم چاہئے — تیرا مفتیٔ اعظم کرم چاہئے
ہے دل مضطرب کی تمنا یہی — بس تیرا سامنا، مرتے دم چاہئے
جو ہے مفتیٔ اعظم کے در کا گدا — اس کو دنیا نہ عقبیٰ کا غم چاہئے
مل گئے ہیں مجھے ابن احمد رضا — کچھ نہیں اب خدا کی قسم چاہئے
نزع میں، قبر میں، حشر میں، ہر جگہ — تیرا مفتیٔ اعظم کرم چاہئے

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

نعت شریف

……:از:……

(شبیر پورنوی)

عشق احمد کس قدر ہے رُوح پرور دیکھیے — دل نشیں ہے گنبد خضراء کا منظر دیکھیے
فرش سے تا عرش پہونچے یک بیک صل علیٰ — دیکھیے شان نبی شان پیمبر دیکھیے
میرے ذہن وفکر میں ہر دم ہیں آقا جلوہ گر — خوش نصیبی دیکھیے میرا مقدر دیکھیے
دیکھ کر جھک جائیں گے جن وبشر حور وملک — اک ذرا جام محبت ان کا پی کر دیکھیے
بندۂ عاصی کو بخشش کا سہارا مل گیا — شافع محشر کو یارو، روز محشر دیکھیے

آپ کا شبیر ہے لطف وکرم کا منتظر
اس طرف بھی اک نظر، محبوب داور دیکھیے

نعت شریف

......از:......

قسیم بستوی

کعبہ خم ہے روضۂ خیر الوریٰ کے سامنے
چاندنی پھیکی ہے نور مصطفےٰ کے سامنے

پیش کردوں گا جو ہے سرمایہ حُبّ رسول
حشر میں جس وقت جاؤں گا خدا کے سامنے

دولت دارین ہے میری نگاہوں میں حقیر
رحمۃ اللعالمیں کی خاک پا کے سامنے

اللہ اللہ مٹ رہا ہے دل سے دنیا کا خیال
ذکر حق اور نغمۂ صل علیٰ کے سامنے

بارگاہ حق میں اس کے ہو گئے سجدے قبول
جھک گیا جو دل حبیب کبریا کے سامنے

کارفرما تھا انہیں کا عشق کہ اشرار دیں
دم بخود تھے حضرت احمد رضا کے سامنے

پیش کرنا اے قسیم صبح میرا بھی سلام
با ادب جا کر شہ ہر دوسرا کے سامنے

شہنشاہ بغداد

از

محمد ظفر پوکھریروی

جو مے عشق شہ بغداد سے سرشار ہے
دیکھئے تو مست ہے لیکن بہت ہوشیار ہے
جس جگہ اقطاب عالم کی جبیں ہے سرنگوں
غوث اعظم پیر پیراں ! وہ تیرا دربار ہے
اولیاء کی گردنیں زیر قدم ہیں آپ کے
اللہ اللہ شاہ جیلاں کیا تیری سرکار ہے
ہر مرض کے دور ہونے کیلئے یا غوث پاک
آپ کی امداد مجھ کو اور دعا درکار ہے
واسطہ سرکار عالم کا کرم فرمایئے
سخت صدمہ میں میرے آقا تیرا بیمار ہے
پھنس گئی ہے میری کشتی بحر طوفاں میں تو کیا
آپ آجائیں تو بس چشم زدن میں پار ہے
حضرت حسنین کے صدقہ میں اے پیروں کے پیر
اس ظفر خستہ کو تیری اک نظر درکار ہے

سلطان الہند

از

سید عبدالحق چشتی

تصویرِ محمد ہے چہرہ میرے خواجہ کا
کعبہ ہے فقیروں کا روضہ میرے خواجہ کا
جس کو نہ یقیں آئے اجمیر چلا جائے
بٹتا ہے وہاں گھر گھر صدقہ میرے خواجہ کا

جنت کے نظاروں کو خاطر میں کیا لاؤں
نظروں میں سمایا ہے روضہ میرے خواجہ کا
دیکھو تو سخاوت میں کیا شان ہے خواجہ کی
کھاتے ہیں شہنشہ بھی ٹکڑا میرے خواجہ کا

نظروں میں نہیں بھاتی کونین کی سلطانی
شاہوں سے بھی افضل ہے منگتا میرے خواجہ کا
کعبہ کی طرف زاہد میں کیسے پلٹ آؤں
سید نے بتایا ہے رستہ میرے خواجہ کا

قطعہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا
کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغ عالم
خطۂ گلشن فردوس ہے روضہ تیرا

شجرۂ علیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے	یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے	کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے	علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر	بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف وسری معروف دے بے خودسری	جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے
بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا	ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد	بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا	قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے
احسن اللہ لہم رزقاً سے دے رزق حسن	بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے
نصر ابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ	دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے
طور عرفان وعلو وحمد وحسنیٰ وبہا	دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر	بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال	شہِ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے
دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے	خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
دین ودنیا کے مجھے برکات دے برکات سے	عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے
حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے	کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر	اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر	حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم وعمل	عفو وعرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

☆☆☆☆

آسان تقریریں

حصہ چہارم

مرتب

حضرت مولانا الحاج محمد ابوالکلام احسن القادری مظفرپوری

(فاضل نظامیہ جمشید پور)

استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

ناشر

رضوی کتاب گھر جسٹرڈ

۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون: 3264524

۱۸ ویں تقریر

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

تاجدار سمناں، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

ہر کوئی مست و بیخود ہیں تیرے میخانے سے
فیض ملتا ہے ہر اک کو تیرے کاشانے سے

میرے مخدوم! بدلتی ہے دلوں کی دنیاں
لطف کی ایک نظر ہی تیرے اٹھ جانے سے

نعت شریف

آنا لوٹ کر جب تو اے صبا مدینے سے
لانا شاہ طیبہ کی خاکپا مدینے سے

بارگاہ قدرت میں تب قبول ہوتی ہے
ہو کے جب گذرتی ہے ہر دعا مدینے سے

عطر بیز ہوتی ہے، مشک ریز ہوتی ہے
صبح و شام آتی ہے، جو ہوا مدینے سے

جا کے اپنی منزل پر لوٹتا نہیں کوئی
کون ہے جو چاہے گا لوٹنا مدینے سے

اے کمال نور اس کے چہرے سے برستا تھا
عاشق نبی تھا وہ آیا تھا مدینے سے

☆☆☆☆☆

قطعہ

آپ کی جب کسی پر نظر ہوگئی
دل کی دنیا ادھر سے اُدھر ہوگئی

آپ کا نام لیتے ہی اشرف جہاں
بے اثر بات بھی پُر اثر ہوگئی

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

الحمدللہ کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
اما بعد
فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون
صدق اللہ مولانا العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم

برادران محترم! پہلے آقائے نامدار، مدنی تاجدار، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں نعتیہ اشعار کے چند بند سماعت فرمایئے۔ مگر اس سے پہلے بارگاہ بیکس پناہ میں درود وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کر لیجئے۔ پڑھئے بلند آواز سے درود پاک

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم
و صلوا علیہ صلوٰۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

میرے مصطفےٰ کا ثانی کوئی دوسرا نہیں ہے — کسی انجمن میں ایسا کوئی آئینہ نہیں ہے
اسے کس طرح کہیں ہم کہ لکھا پڑھا نہیں ہے — یہ کلام پاک کیا ہے، جو معجزہ نہیں ہے

وہ بندگی و طاعت پہ غرور کرنے والے — جو مدینے سے نہ گذرے کوئی راستہ نہیں ہے
میرے دل میں آنے والے یہ نقاب رخ الٹ دے — کہ یہاں میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے

میرے شعر ان کی مدحت میری شاعری عبادت — مجھے بے نوا نہ سمجھو میرے پاس کیا نہیں ہے
جو رضائے مصطفیٰ پر دل و جان لٹا چکا ہو — اسے موت و زندگی سے کوئی واسطہ نہیں ہے

مجھے مانگنا ہے جو کچھ میں انہیں سے مانگ لونگا
مجھے دوسروں کا اے حق کوئی آسرا نہیں ہے

برادران اسلام! آج کی اس بزم نور ونکہت میں تاجدار سمناں، تارک السلطنت، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بافیض ذات

بابرکات سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس سے قبل ہم اور آپ دونوں مل کر اپنے آقا جگ کے داتا حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورانی دربار گوہر بار میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ نچھاور کریں۔ پڑھیے بلند آواز سے

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! آپ لوگوں سے جب بھی آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں درود وسلام عرض کرنے کے لئے کہا جائے تو آپ لوگ بلا تأمل جھوم جھوم کر آقا کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیجئے۔ کیونکہ اس سے آسان اور عمدہ وظیفہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے اس موقع پر درود پاک کے برکات سے متعلق حضرت شیخ محدث احمد بن ابی بکر علیہ الرحمہ کی وہ روایت یاد آرہی ہے جو انہوں نے راحت القلوب میں حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ سے نقل فرمایا ہے۔

حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی کا انتقال ہوگیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا، اور پوچھا کہ خداوند قدوس نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ کہنے لگا کہ تم کیا پوچھتے ہو، بڑے بڑے خوفناک مناظر میرے سامنے پیش کئے گئے خاص کر منکر ونکیر کے سوال وجواب کا وقت تو مجھ پر بہت ہی دشوار گذرا، غیب سے ایک آواز آئی کہ دنیا میں تم نے اپنی زبان کو بیکار رکھا تھا۔ اس لئے تم پر یہ سختی پیش آئی لیکن جس وقت عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے اس وقت ایک انتہائی حسین وجمیل شخص خوشبو میں معطر میرے اور فرشتے کے درمیان آکر حائل ہوگیا۔ اور مجھے ایمان کی حجت سکھانے لگا، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے، تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ جو دنیا میں تو آقا کی بارگاہ میں کثرت سے درود پاک پڑھتا تھا، میں اسی پڑھے ہوئے درود پاک سے پیدا کیا گیا ہوں، اور مجھے حکم ہوا کہ تجھے ہر سختی اور بے چینی

حضرات گرامی! آقائے دوجہاں، انیس بیکساں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں کثرت سے صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنا بے شمار دینی اور دنیوی فوائد و برکات رکھتا ہے۔ لہذا ایک مرتبہ اور بلند آواز سے بارگاہ محبوب میں صلوۃ وسلام عرض کیجئے۔

اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم
و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

حضرات گرامی! تاجدار سمناں، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ثم کچھوچھوی کی ذات بابرکات سے آج کون واقف و آشنا نہیں۔ پروردگار عالم نے آپ کو ایک طرف دنیاوی تاج و تخت عطا فرمایا تو دوسری طرف روحانیت کا تاجدار بنا کر قطبیت و محبوبیت کے منصب بلند پر فائز فرمایا، یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف آپ کی عظمت و شہرت کا ڈنکا بج رہا ہے اور ہر خاص و عام آپ کے فیضان سے شب و روز فیضیاب ہو رہے ہیں۔

حضرات محترم! تاجدار سمناں کا سلسلۂ نسب سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے انیسویں پشت میں جا ملتا ہے۔ اس طرح نسلی اعتبار سے آپ حسینی سادات ہیں، آپ کے والد گرامی حضرت ابراہیم سمناں کے بادشاہ تھے، جو حد درجہ کریم النفس، خدا رسیدہ بزرگ اور بے پناہ عادل و پرہیزگار تھے، مگر انہیں کوئی اولاد نہیں تھی جس کی وجہ سے بزرگان دین اور اولیاء کاملین سے استمداد کے خواہاں تھے۔ ایک دن اچانک اس زمانے کے ایک مجذوب شاہی محل میں داخل ہو کر سامنے آ گئے، ملکہ اور بادشاہ دونوں بیحد حیران و پریشان ہوئے کہ اتنے سخت انتظامات کے باوجود آخر یہ مجذوب شاہی محل میں کس طرح داخل ہو گئے مگر فوراً ہی خیال آ گیا کہ اللہ والوں کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ سلطان نے سلام کر کے مجذوب کا استقبال کیا، تخت شاہی پر بیٹھایا، اور خود دست بستہ تخت شاہی کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

مجذوب نے سلطان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لڑکے کے لئے بیحد فکر مند ہو، وارث تخت چاہئے؟ سلطان نے فرمایا، حضور! عنایت ہو، مہربانی ہوگی۔

میں تمہیں باذن خدا ایسا لاجواب لڑکا دوں گا کہ دنیا اس پر فخر کرے گی مگر اس کی قیمت ہزار شاہی اشرفیاں ہیں، سلطان نے فوراً ہی ہزار شاہی اشرفیاں حاضر کر دیں، مجذوب خوشی خوشی اٹھ کر چلنے لگے۔ سلطان بھی رخصت کرنے کے لئے ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے، چند قدم چلنے کے بعد مجذوب نے مڑ کر دیکھا اور فرمایا ایک فرزند تو لے چکے پھر پیچھے کیوں آتے ہو، اچھا ایک اور سہی، یہ کہہ کر مجذوب غائب ہو گئے، سبحان اللہ، یہ ہے دیوانگان عشق کا مقام کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دیوانے کو تحقیر سے دیوانہ نہ سمجھو دیوانہ بہت سوچ کر دیوانہ بنا ہے

دنیا والوں کے سامنے یہ حضرات دیوانے اور مجنون ضرور نظر آتے ہیں، مگر در اصل بڑے ہی عقلمند اور ہوش و خرد کے مالک ہوتے ہیں۔ جذب کے عالم میں جو کچھ ان کے منھ سے نکل جاتا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ اسے پورا فرما دیتا ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کمان سے نکلا ہوا تیر واپس ہو سکتا ہے مگر دیوانۂ عشق کے منھ سے نکلی ہوئی بات کبھی واپس نہیں آسکتی ہے۔

جذب کے عالم میں جو نکلے لب مومن سے وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

مجذوب وقت نے عالم جذب میں کہہ دیا کہ جا میں نے تجھے بحکم خدا دو بیٹے عطا کئے، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

برادران ملت! مقام غور و فکر ہے کہ جب غلام رسول کی یہ شان ہے تو پھر شہنشاہ رسل کی کیا شان ہوگی۔

چنانچہ چند ہی ایام کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ کو آثار حمل نمودار ہوتا ہے۔ اور آپ کے والد گرامی حضرت محمد ابراہیم خواب میں آقائے دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ حضور سرور کائنات، فخر موجودات، محسن کائنات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابراہیم! خدا تجھے دو بیٹا عطا فرمائے گا، ایک اشرف، اور دوسرا اعرف۔ اشرف بڑا عارف و کامل ہوگا۔ اور اس کے علم و فضل سے دنیا فیضیاب ہوگی۔

سبحان اللہ جن کی آمد کی بشارت احمد مختار، حبیب پروردگار، دونوں عالم کے سرکار حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہوں وہ کس شان وشوکت کے ساتھ اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاکدان گیتی کو سرفراز کیا ہوگا، اور کس کس انداز سے سارے عالم کو اپنے فیوض وبرکات سے نوازا ہوگا۔

حضرات گرامی! حضرت مخدوم سید جہانگیر سمنانی نے ۱۴ رسال کی عمر شریف ہی میں تمام علوم وفنون میں ید طولیٰ حاصل کرلیا۔ اور پندرہ سال کی عمر میں والد گرامی کے وصال کے بعد ارکان دولت کی ضد اور عوام کے بے پناہ اصرار سے عنان حکومت سنبھالا، تخت سلطنت پر رونق افروز ہو کر عدل وانصاف کی وہ مثال قائم کی کہ دنیا کے ایوانوں میں آپ کے انصاف کے چرچے ہونے لگے، اور دوسرے بادشاہ آپ پر رشک کرنے لگے، آپ سلطنت کے انتظامی معاملات کے ساتھ فرائض وسنن اور واجبات کو پابندی سے ادا کرتے اور عارفوں کی تلاش وجستجو میں بھی رہتے، ابھی آپ نے سمنان میں صرف دس سال حکومت فرمائی تھی کہ ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے اشرف...... سلطنت الہیہ چاہتے ہو تو سلطنت دنیا کو خیرباد کہہ کر ہندوستان چلے جاؤ،

آپ فوراً تخت سلطانی چھوڑ کر اور اسے اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کے حوالے فرما کر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر سمنان سے رخصت ہوتے ہیں، اور مختلف مقامات کو عزت بخشتے ہوئے ہندوستان تشریف لاتے ہیں، اس زمانے میں اہل بنگال سلسلۂ چشتیہ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت شیخ علاء الدین علاء الحق بن سعد لاہوری علیہ الرحمہ کی مذہبی وروحانی تعلیمات سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ بھی کسی ملک کے سلطان تھے، مگر وہ بھی سلطنت کے تمام منصب وجاہ کو چھوڑ کر درویشی کو ترجیح دی تھی، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت فرما کر اپنے پیرومرشد حضرت شاہ علاء الحق علیہ الرحمہ کی فیض بخش بارگاہ پنڈوہ میں رہ کر ریاضتیں، برکتیں اور نعمتیں حاصل کیں۔ ایک دن حضرت شاہ علاء الدین پنڈوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اے اشرف! اب تمہیں اتر پردیش

میں شہر جونپور کی ولایت سپرد کی جاتی ہے، تم وہاں جاؤ تا کہ گمشدگان راہ حق تم سے مستفیض ہوں، ۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ اپنے مرشد گرامی کا ارشاد پاک سن کر شہر جونپور کے لئے بطیب خاطر امادۂ سفر ہو گئے ۔ چند روز شریف بنگال سے روانہ ہو کر شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کو اپنی نورانی شعاعوں سے روشن ومنور کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہاں کے لئے پیر ومرشد نے حکم فرمایا تھا۔ اس مقام کو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں کے لئے پیر ومرشد نے حکم فرمایا تھا، اور اس مقام کو مجھے دکھلایا بھی گیا تھا۔

حضرات گرامی! وہ مقام نہایت ہی دلکش اور پر فضا مقام ہے۔ جس کو آج دنیا کچھوچھہ شریف کے نام سے یاد کرتی ہے، جہاں آج حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان کا مزار پر انوار مرجع ہر خاص وعام اور نفع بخش کائنات ہے۔ جہاں رات و دن حاجتمندوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اور تمام زائرین اپنے اپنے دامن آرزو کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں اور آپ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ومستفید ہوتے ہیں۔

حضرات محترم! ایک مرتبہ اور درود شریف پیش کیجئے تو میں حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بے شمار کرامتوں سے قلت وقت کے پیش نظر صرف دو کرامتیں آپ کو سناؤں۔ پڑھئے باواز بلند درود شریف

اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم
و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

برادران اسلام! ایک مرتبہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان سفر فرماتے ہوئے بنارس کے علاقہ میں قیام پذیر ہوئے، ایک دن مناظر قدرت ملاحظہ فرماتے ہوئے باہر بت خانہ کی طرف نکلے جہاں لوگ پتھر کے تراشیدہ بتوں کی پرستش میں مصروف تھے، حضرت پر ایک کیفیت طاری ہوئی، مورتیوں کی پرستش کرنے والے لوگ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر جمع ہو گئے۔ اور دین ودھرم کے بارے

میں مناظرہ کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا اگر میں تمہارے بتوں سے اسلام کی صداقت وحقانیت کی گواہی دلوا دوں کیا تم لوگ ہماری حق پرستی اور سچائی کا اقرار کر لو گے، جملہ حاضرین نے وعدہ کیا کہ اگر ایسا مشاہدہ ہو جائے تو ہم لوگ دل سے مذہب اسلام کے قائل ہو جائیں گے۔ اور ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ چنانچہ اس قول وقرار کے بعد آپ نے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا اے بتو! اگر دین محمد برحق ہے تو تم سب کلمہ پڑھو، بے شمار خلقت وہاں جمع تھی، لوگوں کا کثیر اژدہام تھا، سبھی لوگ حیرت میں پڑ گئے جب بت خانے کے بتوں نے بآواز بلند اور بزبان فصیح لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھا آپ کی یہ کرامت اسلام کی صداقت کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کی صداقت کے قائل ہو کر ہزاروں افراد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

درود پاک پڑھ لیجئے اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

برادران اسلام! ایک مرتبہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان دمشق شام کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک ترکی عورت اپنے بارہ سالہ بچے کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوگئی اور روتے ہوئے عرض کرنے لگی کہ حضور! میرے مردہ بچے کو زندہ کر دیجئے، اللہ والے مشکل وقت میں کام آتے ہیں، کیونکہ اللہ نے اپنے خاص بندے کو اختیار دیا ہے، عورت کی پریشانی اور بیقراری دیکھ کر حضرت نے مراقبہ فرمایا، پھر سر اٹھا کر فرمایا قم باذن اللہ وہ بچہ بحکم خدا زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان نے اس واقعہ سے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کو مردہ زندہ کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

برادران اسلام! اب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں۔

و ما علينا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۹ ویں تقریر

مخدوم الملک حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ

بٹتی ہے بادۂ عرفاں تیرے میخانے سے
فیض پاتا ہے زمانہ تیرے کاشانے سے

برکتیں نام کی اے مخدوم بہاری تیرے
بگڑیاں بنتی ہیں لب پہ تیرا نام آجانے سے

شفاعت پہ نظر ہے

سینے میں ہے قرآن ہدایت پہ نظر ہے
اللہ کی بخشی ہوئی نعمت پہ نظر ہے

زاہد میں خطاکار ہوں رحمت پہ نظر ہے
سرکار مدینہ کی محبت پہ نظر ہے

فرمان محمد ہے میری زیست کا حاصل
اسلام کی پاکیزہ روایت پہ نظر ہے

تا حد نظر جلوۂ محبوب خدا ہے
اس وقت میری ماہ نبوت پہ نظر ہے

آتا ہے خیالوں میں جہاں گنبد خضرا
احساس یہ ہوتا ہے کہ جنت پہ نظر ہے

اندیشۂ پرسش ہے، نہ دوزخ کا ہمیں
ڈر
مختار دوعالم کی شفاعت پہ نظر ہے

شاداب سدا گلشن اسلام رہے گا
واللہ شہیدوں کی شہادت پہ نظر ہے

خالد! ہیں سرحشر سبھی طالب بخشش
آقا کی مگر حالت امت پہ نظر ہے

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمہ

الحمدللہ کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ.
اما بعد
فقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم و الفرقان الحکیم
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون
صدق اللہ مولانا العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم

برادران اسلام! کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار ہاشمی سرکار، محبوب پروردگار، شفیع روز شمار، ہم غریبوں کے غمگسار، بے قراروں کے قرار، کائنات کی بہترین فصل بہار، دست قدرت کے اولین شاہکار حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام نچھاور کریں۔ پڑھئے باآواز بلند درود شریف

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم
و صلوا علیہ صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات محترم! میں درجہ قاری کا ایک ننھا سا طالب علم ہوں، میری یہ خوش بختی ہے کہ آج کی اس محفل مقدسہ میں مجھ ناچیز سے یہ فرمائش کی گئی ہے کہ آج میں اس ذات گرامی سے متعلق آپ لوگوں کے سامنے کچھ لب کشائی کی جرأت کروں جس ذات گرامی کی باوقار اور پر عظمت شخصیت سے ہماری جماعت کے اکثر لوگ ناواقف ہیں، اس سے ہماری مراد حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے مگر حضرت کی باوقار اور پر عظمت شخصیت سے متعلق عرض کرنے سے پہلے حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم

میں حضرت ظفر پوکھریروی کے منتخب نعتیہ کلام میں سے چند وجد آفریں اور روح پرور اشعار سماعت فرمایئے۔

مجھ کو کچھ بھی نہ اے مصطفےٰ چاہئے — قبر میں تیرے رخ کی ضیاء چاہئے
عالم نزع میں اے حبیب خدا — آپ کی آمد جاں فزا...... چاہئے
گرمی حشر میں یا شہہ دیں مجھے — تیرے دامن کی ٹھنڈی ہوا چاہئے
روٹھ جائے زمانہ نہیں غم مجھے — جان رحمت کا اک آسرا چاہئے
میری کشتی کو منجدھار میں یا نبی — آپ کی ایک نگاہ...... عطا چاہئے

اے ظفر ذکر ان کا کئے جایئے
آپ کو جب خدا کی رضا...... چاہئے

ایک مرتبہ اور بلند آواز سے آقا کی بارگاہ کرم میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے۔

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم
و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ان اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت وریاضت میں گذرا، حیات مقدسہ کی ہر ہر گھڑی تعلیم امت میں صرف ہوئی اور عمر شریف کا زیادہ تر حصہ خدمت خلق میں بسر ہوا۔ بلاشبہ آپ کی ذات منبع فیض وکمالات ہے۔ اور آپ کے فرمودات روحانی انقلاب کا سرچشمہ، اور آپ کا طرز عمل اور انداز زندگی ہمارے لئے روشنی کا مینار ہے۔

حضرت مخدوم جہاں کی شان انتہائی ارفع واعلیٰ ہے، آپ کا علم بحر بیکراں ہے، آپ کا فیض چشمۂ سیال اور آپ کی شخصیت لازوال ہے۔ ہمارا شعور آپ کے دریائے علم کی گہرائی معلوم نہیں کرسکتا، ہماری فراست آپ کی رفعتوں کو چھونہیں سکتی، اور ہماری عقل آپ کی شخصیت کا احصار نہیں کرسکتی۔

بادشاہوں نے آپ کی دہلیز پر اپنا تاج شاہی اتار دیا، صوفیاء نے آپ کی بارگاہ

میں گلیم فقیری پھینک دی اور علماء کا پندار علم آپ کی چوکھٹ چوم کر رہ گیا۔ تو پھر مجھ جیسا بے علم و بے مایہ سرکار مخدوم کی ارفع و اعلیٰ شخصیت کو کما حقہ کیا بیان کرسکتا ہے، ہاں البتہ ان کے مدحت گذاروں اور عقیدت شعاروں کی صف میں یہ ناچیز ضرور کھڑا ہو سکتا ہے۔

برادران اسلام! حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ آسمان ولایت کے وہ آفتاب ہیں جس کی ایمان افروز شعائیں صبح قیامت تک انسانوں کے قلوب کو منور و مجلّٰی کرتی رہیں گی۔ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ شان و عظمت کے جس بلند مینارے پر کھڑے ہیں وہاں تک عقل و ادراک کی رسائی ممکن نہیں۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مخدوم جہاں کی تعلیم و تربیت معلم کائنات، فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ سے ہوئی ہے۔ سبحان اللہ، اب آپ لوگ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس کو معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی غلامی کے لئے منتخب کر کے پیکر نور اور اس کے سینے کو گنجینۂ علوم بنا دیا ہو پھر اس کی رفعت شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

حضرات گرامی! میں پورے وثوق کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد و نظریات کے حاملین اگر اپنی آنکھوں سے عصبیت کا چشمہ اور نجدیت کی پٹی اتار کر معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشاق بیشمار میں سے صرف اسی ایک آفتاب ولایت حضرت مخدوم جہاں علیہ الرحمہ کے ہی وسعت علم کو دیکھیں تو اس بحر ناپیدا کنار کا کنارہ نظر نہیں آئے گا، اور جب سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے ایک قطرے کا یہ عالم ہے کہ اس کی وسعتوں میں کائنات گم ہو جائے تو پھر ہمارے نبی غیب داں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریائے علوم کی وسعتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

حضرات محترم! حضرت مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحییٰ منیری ثم بہاری علیہ الرحمہ والرضوان نے تقریباً ستر ہ سو کتابیں تصنیف فرما کر دین وملت کی بے پناہ خدمات

انجام دیں، آپ کے مکتوبات شہرۂ آفاق دنیائے تصوف میں بہت ہی عظیم اور بلند درجہ رکھتے ہیں، جو مسائل شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت پر مشتمل سمجھائے گرانمایہ ہے، ان میں فرمودہ اسرار ورموز حقائق ومعارف کی دلنواز موجیں اس بات کی غماز ہیں کہ حضرت مخدوم جہاں مسائل تصوف میں درجۂ امامت اور مقام اجتہاد پر فائز ہیں۔

آپ کے ہر مکتوب کا لب لباب یہی ہے کہ اسلام کو زندگی کے ہر شعبے پر مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ امت مسلمہ کے قلوب کو محبت رسول کی دولت لازوال سے معمور اور آباد کیا جائے۔ فرزندان اسلام کے افکار واذہان کو دینی سانچے میں ڈھالا جائے، عقائد اہل سنت پر سختی سے کاربند اور مذہب اہل سنت کی حقانیت پر یقین کامل رکھتے ہوئے ہر کار خیر کو انجام دیا جائے اور شریعت مطہرہ کو طریقت پر مقدم رکھا جائے۔

اس لئے کہ جو طریقت، شریعت کے مخالف ہو وہ الحاد وزندقہ ہے، جیسا کہ آج کل کچھ جاہل صوفی شریعت وطریقت میں تفریق کرتے ہیں، اور ببانگ دہل اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کثرت ایسے جاہل پیروں کی ہوگئی ہے جنہوں نے پیری مریدی کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے وہ تو خود شریعت پر عمل کرتے نہیں اب وہ اپنے کیے ہوئے خلاف شرع کام پر نادم ہونے کے بجائے اپنے مریدین کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ملا کی شریعت اور ہے، اور صوفی کی طریقت اور، استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه۔

حضرات گرامی! بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ اب تو یہ جاہل پیر عبادت سے بھی انکار کرتے ہیں اور علی الاعلان کہتے پھرتے ہیں کہ نماز وروزہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

یعنی بہت سے ابلیس شیطانوں کی شکل میں پھرتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ خدائے قدیر ہر مسلمان کو ایسے جاہل بے دین پیروں سے بچائے،

یہ دین وملت کے غدار اور ایمان کے ڈاکو ہیں۔ میرے دینی بھائیو! آپ لوگ ہمیشہ ایسے ڈاکوؤں سے ہوشیار رہئے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ نے بھی اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے مکتوبات وملفوظات میں صاف صاف فرمادیا ہے، کہ جب تک شریعت مطہرہ میں محقق نہ ہوگا اس کو طریقت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ" جاہل صوفی شیطان کا آلہ ہے"۔

حضرت مخدوم جہاں علیہ الرحمہ ایک دوسری جگہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ

طریقت بے شریعت نیست واصل

حقیقت بے طریقت نیست حاصل

یعنی طریقت، بغیر شریعت کے کام آنے والی نہیں اور طریقت کے بغیر حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی۔

اب وہ لوگ ہوش کے ناخن لیں جو لوگ اپنے کو صاحب طریقت کہلاتے ہیں اور شریعت مطہرہ کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ پروردگار عالم ایسے لوگوں کو توفیق خیر اور راہ ہدایت عطا فرمائے۔

درود شریف پڑھئے اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

برادران اسلام! حضرت مخدوم جہاں، مخدوم بہاری کے نام سے بھی جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ آپ ۲۹ رشعبان المعظم ۶۶۱ھ کو ضلع پٹنہ کے قصبہ منیر شریف میں پیدا ہوئے۔ اسی لئے آپ کو مخدوم الملک شرف الدین احمد یحیٰ منیری کہا جاتا ہے۔ آپ خاندان ہاشمی کے وہ انمول فرد ہیں جن کا سلسلۂ پدری حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے، اور سلسلۂ قادری سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔

حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ پیدائشی ولی

تھے۔ حضور مخدوم الملک نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں رہ کر ہی حاصل کی تھی، اور بہت سی کتابیں اپنے بزرگوں سے پڑھی تھیں، منیر شریف میں متوسطات تک تعلیم مکمل کر لینے کے بعد اس زمانے کے علوم ومعارف کے کوہ گراں اور فضل وکمال کے درخشندہ آفتاب حضرت علامہ شرف الدین ابوتوامہ بخاری کی بابرکت صحبت میں ۲۲ رسال تک رہ کر تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کیا، علوم نبویہ کے حصول سے فراغت کے بعد حضور مخدوم جہاں علیہ الرحمہ اپنے برادر گرامی مخدوم جلیل کے ہمراہ خواجہ نجیب الدین فردوسی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جیسے ہی خواجہ نجیب الدین فردوسی علیہ الرحمہ کی نگاہ آپ پر پڑی فرمایا:

''منھ میں پان، پگڑی میں پان اور دعویٰ کہ میں شیخ ہوں''

یہ سن کر فوراً آپ نے پان کو پھینک دیا اور باادب بیٹھ گئے، مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی، خواجہ نے فرمایا...... میں تمہارا برسوں سے انتظار کر رہا ہوں'' کہ تمہاری امانت تمہارے حوالہ کردوں۔ یہ فرما کر خواجہ نجیب الدین نے آپ کو داخل سلسلہ کر لیا، اور جو اجازت نامہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے بارہ برس پہلے لکھ کر رکھا تھا وہ آپ کے حوالے کیا، اور وطن مالوف لوٹ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی...... مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے عرض کیا حضور! ابھی تو میں نے آپ کا دامن ہی تھاما ہے، اور تعلیم وتربیت کے بغیر ہی مجھے آپ رخصت کر رہے ہیں، کچھ دنوں تک صحبت میں رہنے کا تو موقع عنایت فرمایا جائے۔

یہ سن کر مرشد گرامی نے فرمایا...... تمہاری تعلیم خود معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہوگی، اپنے وطن لوٹ جاؤ، مگر راہ میں کچھ سننا تو واپس نہ لوٹنا، حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ وہاں سے رخصت ہوئے اور منیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں خبر ملی کہ خواجہ نجیب الدین فردوسی کا وصال ہو گیا ہے مگر بحکم مرشد گرامی سفر کو جاری رکھا...... صوبۂ بہار کے ضلع بھوجپور کے گاؤں بہیا میں پہونچے تو آپ پر وجد کی ایک کیفیت طاری ہوئی اور اسی عالم جذب میں بہیا کے

جنگل میں برادر گرامی کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرات گرامی! حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ ۱۲ ربرس تک بہیا کے جنگل میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے کے بعد پھر آپ راج گیر کے جنگل میں چلے گئے جہاں آپ تیس برس تک یاد الٰہی میں معروف رہے، سخت سے سخت ریاضتیں کیں، اور اللہ کے محبوب دانائے غیوب حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ کی خود روحانی تعلیم و تربیت فرمائی...... آپ کے مرشد گرامی خواجہ نجیب الدین فردوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا آپ کی تعلیم بارگاہ نبوت سے مقدر ہے، حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ کو یہی ایک صفت اولیاء اور صوفیاء میں ممتاز کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ کی تعلیم براہ راست بارگاہ سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ سے عرض کیا گیا کہ حضور! آپ نے ۱۲ ربرس تک بہیا کے جنگل میں اور تیس برس تک راج گیر کے جنگل میں سخت سے سخت مجاہدے کئے اور کڑی سے کڑی ریاضتیں کیں، تو آخر ان بیالیس برسوں تک آپ کیا تناول فرماتے رہے۔ تو حضور مخدوم الملک بہاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ......

"ضرورت کے تحت گھاس اور پتیاں کھالیا کرتا تھا"

سبحان اللہ، سبحان اللہ، اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے ایسے بھی گذرے ہیں جو گھاس اور پتیاں کھا کر اپنے خالق و مالک کی عبادت و ریاضت میں لگے رہتے تھے۔ اور آج ہم بھر پیٹ کھا کر بھی اپنے رب کائنات کی نافرمانی میں شب و روز لگے رہتے ہیں۔ خدائے قدیر ان بزرگوں کی عبادتوں کے صدقے میں ہم لوگوں کو بھی عبادت و ریاضت کا ذوق وشوق مرحمت فرمائے۔

حضرات محترم! حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمہ ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن جنگل سے تشریف لاتے اور اپنے عقیدت مندوں سے ملاقات کرتے، اور اپنے شیدائیوں کو اپنے دیدار پُر انوار سے مشرف فرماتے، چنانچہ آپ کے تمام عقیدت مندوں اور شیدائیوں نے سوچا کہ حضرت ہم وفا شعاروں کو اپنے

دیدارِ پُر انوار سے مشرف کرنے کے لئے جب ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن جنگل سے آ ہی جاتے ہیں تو حضرت کے لئے ایک جگہ متعین کیوں نہ کردیں جہاں نماز جمعہ سے فارغ ہوکر ہم لوگ حضرت کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوں، چنانچہ حضرت کے لئے ایک جھونپڑی بنوائی گئی جہاں آج حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ کی خانقاہ معظم ہے۔ آپ نماز جمعہ کے بعد کچھ دیر یہاں قیام فرماتے، ارادت مندوں کی بھیڑ لگتی، شیدائیوں کا ہجوم ہوتا، عقیدت شعار کافی تعداد میں جمع ہوتے، اور سب کے سب آپ کے دیدار کا شربت خوب خوب نوش کرتے۔ کچھ عرصہ کے بعد چاہنے والوں کے مزید اصرار پر آپ یہاں مستقل رہ کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوگئے...... چنانچہ بہار شریف میں حضور مخدوم الملک نے رشد و ہدایت اور تعلیم و تربیت کا کام بڑی تیزی سے شروع کردیا اور چند ہی ایام میں ہر چہار جانب حضور مخدوم الملک کی مقبولیت و شہرت پھیل گئی۔

شہنشاہ ہندوستان سلطان محمد تغلق نے حضور مخدوم بہاری کیلئے ایک شاندار خانقاہ تعمیر کرادی، صوبۂ بہار میں یہ پہلی خانقاہ تھی جسے ہندوستان کے بادشاہ نے تعمیر کرائی تھی، اور راج گیر کا پورا خطہ حضور مخدوم بہاری کو نذر کردیا، حضرت نے گورنر کے مزید اصرار پر راج گیر کا پرگنہ قبول تو کرلیا مگر کچھ ہی عرصہ بعد جب سلطان محمد تغلق کی وفات ہوئی اور سلطان فیروز تغلق تخت سلطنت پر بیٹھا تو حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ نے دلی جاکر راج گیر کے تمام دستاویزات کو واپس کردیا اور فرمایا کہ یہ ہم فقیروں کی روش کے خلاف ہے۔

سلطان فیروز تغلق نے بوقت رخصت حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کافی نقد پیش کیا، بادشاہ کے سامنے آپ نے قبول تو فرمالیا مگر جب بادشاہ کے دروازہ سے آگے بڑھے تو تمام نقد فقیروں میں تقسیم فرمادیا۔

حضرت مخدوم الملک علیہ الرحمہ باون برس تک اپنی خانقاہ بہار شریعت میں جلوہ افروز رہے، اور اپنی خانقاہ سے رشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن رکھی جس کے ذریعے بے شمار لوگوں کے دلوں کو آپ نے مصفا اور مجلا فرمایا اور انہیں شریعت و طریقت کی تعلیم

دے کر منصب ولایت پر فائز کیا۔ آپ کی نظر کیمیا اثر نے بہت لوگوں کو ولایت بخشی اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے کا تو شمار ہی نہیں ہے، آپ کی خانقاہ شریف میں علماء اور مشائخ اور محدثین و متکلمین کا اچھا خاصا جمگھٹا لگا رہتا، مریدین و متوسلین آپ سے شریعت و طریقت کے متعلق سوال کرتے اور آپ ہر سوال کا جواب صاف صاف بیان فرما دیتے، آپ کے ارشادات بڑے ہی معنی خیز اور لطیف ہوتے۔

حضرات محترم! حضرت مخدوم الملک علیہ الرحمہ کی کون کونسی خوبیاں بیان کروں، انہوں نے صرف اللہ کی رضا اور مصطفےٰ جان رحمت کی خوشنودی کے لئے لذت نفس کو قربان کر دیا تو خدا قدیر جل شانہٗ نے آپ کو وہ رفعت و بلندی عطا فرمائی کہ ہمارے مرغ فراست کی رسائی بھی وہاں ممکن نہیں، آج وہ ہماری نظروں سے ضرور اوجھل اور پوشیدہ ہیں مگر ہم عقیدت شعاران کی نظروں سے کبھی اوجھل نہیں ہو سکتے وہ آج بھی اپنے مرقد انور سے اپنے چاہنے والوں کی دستگیری کرتے ہیں، وفا کیشوں کے دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھرتے ہیں، اور تمام حاضرین زائرین کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال کرتے ہیں۔

حضرات! حضور مخدوم بہاری علیہ الرحمہ کا مزار اقدس بہار شریف میں بڑی درگاہ کے نام سے مشہور ہے، اور زیارت گاہ خاص و عام ہے، آپ کا عرس مبارک پانچ شوال المکرم سے آٹھ شوال تک بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ پانچ شوال المکرم کو کئی سرکاری محکمہ سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ آپ کے مزار اقدس پر چادر چڑھائی جاتی ہے، اور بہت سے سرکاری افسران عرس میں شریک ہوتے ہیں۔

حضرات! میں اپنی اس مختصری گفتگو کے بعد اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

و ما علینا الا البلاغ. السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

۲۰ ویں تقریر

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حافظ ملت، علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم
پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور

ہم ہوگئے بیدار پکارا جو انہوں نے
یہ سچ ہے کہ ہوتی ہے مجاہد کی اذاں اور

نعت شریف

اماموں سے افضل امام آرہا ہے
لئے اپنے رب کا کلام آرہا ہے
بجی شادمانی کی شہنائی ہر سو
جہاں میں وہ خیر الانام آرہا ہے
اتر کر سماء سے زمین عرب پہ
عجب ایک ماہ تمام آرہا ہے
ذرا دیکھ لے میرے آقا کی عظمت
کہ چاروں طرف سے سلام آرہا ہے
مرادوں سے دامن کو پُر کرکے اپنے
مدینے سے ہر خاص و عام آرہا ہے
گذر کر ہر اک راہ مشکل سے آقا
تیرے در پہ تیرا غلام آرہا ہے
چلو مومنو! با ادب با قرینہ
وہ دیکھو نبی کا مقام آرہا ہے
نہیں اس کی توصیف اختر سے ممکن
بتانے جو جگ کا نظام آرہا ہے

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

الحمد لله كفى و سلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

صدق الله مولانا العظيم و صدق رسوله النبى الكريم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

برادران ملت اسلامیہ! سب سے پہلے ہم اور آپ سلطان مدینہ، سرور قلب وسینہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں ہدیۂ صلاۃ وسلام نچھاور کریں، پڑھیے باواز بلند

اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

حضرات گرامی! آج کی اس نورانی اور حقانی نشست میں استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت، علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ و الرضوان، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی حیات طیبہ سے متعلق اپنی بساط کے مطابق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا آپ تمامی حضرات نہایت ہی اطمینان وسکون کے ساتھ تشریف رکھیں اور انتہائی توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیں۔ مگر اس سے پہلے حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں نعتیہ کلام کے چند اشعار پیش کر رہا ہوں، سماعت کیجئے۔

تو حبیب پروردگار ہے، تو شفیع روز شمار ہے
میرے مصطفےٰ میرے مجتبیٰ، بس تجھی پہ دار و مدار ہے
نہ تو مال وزر کی کوئی طلب، نہ بہشت ہی کا خمار ہے
تو نظر سے اپنی پلائے جا، یہ میری نظر کی پکار ہے
تیرے ہوتے اے شہِ بحر و بر، مجھے کیا ہو حاجت چارہ گر
تیری یاد میں ہے سکون دل، تیرا ذکر وجہ قرار ہے
تیرے در سے جائے تیرا گدا، یہ تو سوچنا بھی ہے ناروا
تو قسیم نعمت کبریا، تو حبیب پروردگار ہے
میں تو ایک ذرۂ خستہ جاں، تو چراغ محفل کن فکاں
تیری نعت مجھ سے ہو کیا بیاں، تو مدیح پروردگار ہے
کہاں تاب اتنی قمر میں تھی، کہ یہ نعت لکھتا شہا تیری
یہ تیرے کرم کی ہیں بخششیں، کہ قمر کا دل بھی نگار ہے

حضرات گرامی! استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت ذات گرامی سے متعلق آج دنیا یہ جاننا چاہتی ہے کہ ان کی حیثیت کیا تھی اور ان کی پاکیزہ حیات سے کیا کیا کارنامے متعلق تھے۔ تو میرے بزرگوار اور دوستو! کان کھول کر سن لیجئے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جہاں عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت تھے وہیں ان کی حیثیت ایک مصلح اور معمار قوم کی بھی تھی۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقدس اور پاکیزہ حیات سے اگرچہ بے شمار کارنامے متعلق ہیں لیکن الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) ان کا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کو ہندوستانی مسلمان رہتی دنیا تک فراموش نہ کر سکے گا۔ اس لئے کہ آج کا ہندوستانی مسلمان جن بحرانی مسائل سے دوچار ہے ان میں تعلیمی اور اقتصادی مسئلوں کی نمایاں حیثیت ہے۔ آج مسلمانوں کی نئی نسل یا تو تعلیمات سے کوسوں دور

ہوتی جارہی ہے۔ یا تعلیم حاصل کرنے کے باوجود بیکاری اور بے روزگاری کے دلدل میں پھنستی جارہی ہے جس کی وجہ سے اس کا مستقبل بالکل ڈارک اور انتہائی تاریک ہوتا جارہا ہے۔ اور مستقبل کی طرف سے یہ مایوسی ہی ہماری آنے والی نسل کو ذہنی اعتبار سے راہ غلط اختیار کرنے پر مجبور کررہی ہے۔

ایسے حوصلہ شکن اور مایوس کن ماحول میں استاذ العلماء، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارکپور میں الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) "جو ایک تحریک ہے" قائم کرکے نئی نسل کے تابناک مستقبل کی بنیاد رکھی تاکہ اس عربی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل طالب علم بیکار و بیروزگار در در کی ٹھوکریں کھاتا نظر نہ آئے۔ بلکہ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر دین اور دنیا دونوں دروازوں پر بیک وقت اعزازی جگہ پاسکے اور اس کا طبعی رجحان اس بارے میں بالکل آزاد ہوکہ وہ اپنے عمل کا میدان دین کو بنائے یا دنیا کو۔

اگر اس کا مطمح نظر صرف دین ہے تو دنیا کی پوری انسانی آبادی اس کا دائرۂ عمل بن سکتی ہے، اور اگر صرف دنیا کو میدان عمل بنانا چاہتا ہے تو بھی وہ محدود نہیں بلکہ دنیا کی بیشتر آبادی اس کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے۔

اس طرح استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) کے ذریعے دینی اور مذہبی تعلیم کو دنیاوی تعلیم سے مربوط کرکے اور ان تعلیمات کو اقتصادیات سے ہم آہنگ کرکے یہ ثابت کردینے کی کامیاب کوشش فرمائی کہ اسلام ایک مذہب ہی نہیں بلکہ بلاشبہ وہ ایک مکمل ضابطۂ زندگی اور نظام حیات بھی ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحریک کے اس اجمالی نقشے سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ وہ بے نفس بوڑھا مجاہد قوم و ملت کا سچا دردمند ہی نہیں بلکہ وہ چارہ ساز بھی تھا، وہ خود زندہ ہی نہیں تھا بلکہ قوم و ملت کو بھی زندہ رکھنا چاہتا تھا، مجھے کہہ لینے دیجئے کہ وہ اپنی تحریک سے زندگی حاصل کرنے والی قوم میں ہمیشہ زندہ

رہے گا، اگر چہ وہ آج ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔

بارگاہ رسالت میں انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ صلاۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے۔ تو پھر سلسلۂ گفتگو آگے بڑھاؤں اور بتاؤں کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان اس خاکدانی گیتی میں کب تشریف لائے، مبارکپور کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے کب سرفراز فرمایا اور کہاں سے آئے۔ پڑھئے باواز بلند درود شریف

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ضلع مرادآباد کے مشہور قصبہ بھوجپور میں ۱۸۹۴ء پیر (دوشنبہ) کو پیدا ہوئے، ولادت کی خبر پاکر محلے کی ایک بوڑھی عورت آئی اور حسب عادت یوم ولادت پیر کی مناسبت سے کہا کہ "پیرا" آیا ہے۔ یہ سن کر آپ کے دادا جان ملا عبدالرحیم صاحب مرحوم نے ڈانٹ کر فرمایا۔

خبردار! اس کا نام عبدالعزیز ہے، اور میں نے یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ دہلی میں خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ بڑے بلند پایہ عالم گذرے ہیں۔ میرا یہ بچہ انشاء اللہ عالم ہوگا۔

سبحان اللہ،

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

دادا جان کی زبان سے نکلی ہوئی یہ بات سو فیصد صحیح ثابت ہوئی، دنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ ایک محدث کے نام کی مناسبت سے آپ صرف بلند پایہ کے عالم ہی نہیں بلکہ عظیم المرتبت محدث بن کر چمکے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرات گرامی اس واقعہ سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اپنے

بچوں کا نام پپو، پنو، مثلاً شبراتی، اور بدھن نہ رکھ کر اسلامی نام رکھنا چاہئے کیونکہ اچھے نام کا اچھا اثر ہوتا ہے اور برے نام کا برا اثر۔ درود پاک پڑھئے

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا علیه صلاۃ و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف مرادآباد میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے اجمیر مقدس تشریف لائے، یہاں حضرت صدرالشریعہ بدرالطریقہ مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان "مصنف بہار شریعت" کی خدمت بابرکت میں پورے ۹ رسال رہ کر علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کیا، وقت کے بڑے بڑے متبحر علماء ومشائخ کی تعلیم کی بدولت علوم ظاہری کی دولت سے جب مالا مال ہو گئے تو علوم باطنی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے رحمت حق خود آپ کی طرف متوجہ ہوگئی اور مخدوم الاولیاء تاجدار سمناں حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خانوادے کے ایک بزرگ درویش حضرت شیخ الشیوخ مولانا سید علی حسین صاحب اشرفی میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ کی باطن نگاہوں نے آپ کی علوم باطنی کی اہلیت کے پیش نظر خود ہی خلافت واجازت کی پیشکش فرمادی۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایسے عظیم منصب جلیلہ کی غیر متوقع پیش کش کے جواب میں عرض کیا، حضور! میں اس قابل نہیں ..... ارشاد ہوا، داد حق را قابلیت نیست ..... اس طرح اپنے سلسلے کے علوم باطنی اور خلافت واجازت تفویض فرمائی۔ ادھر سلسلۂ برکاتیہ کے خلیفۂ اجل حضرت صدرالشریعہ مولانا حکیم شاہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے بریلی شریف میں حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار کے روبرو صاحب مزار کی اس امانت کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سپرد کرتے ہوئے سلسلۂ قادریہ رضویہ برکاتیہ کا خلیفۂ مجاز بنا دیا، اس طرح آپ ان دونوں عظیم سلسلوں کے علوم باطنی سے مالا مال ہو کر صحیح معنوں میں

مجمع البحرین بن گئے، درود شریف پڑھئے

اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

برادران ملت! حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تکمیل تعلیم کے بعد اگرچہ ملازمت کرنا نہیں چاہ رہے تھے مگر مشیت کو منظور کچھ اور تھا اس لئے آپ کے شفیق استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ سے فرمایا کہ حافظ صاحب! میں برابر باہر ہی رہا جس کی وجہ سے میرا ضلع اعظم گڑھ خراب ہو رہا ہے، اس لئے میں آپ کو خدمت دین کے لئے مبارکپور بھیجتا ہوں، حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے بکمال ادب فرمایا کہ حضور! میں ملازمت نہیں کرنا چاہتا...... ارشاد ہوا، میں نے ملازمت کی بات کب کی ہے، میں نے تو خدمت دین کے لئے کہا ہے، الامر فوق الادب کے تحت استاذ کا حکم واجب التعمیل تھا، لہٰذا ۱۴ر جنوری ۱۹۳۳ء میں مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں صدر المدرسین ہو کر تشریف لائے، آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مبارکپور کی سرزمین پر رحمت وانوار کی موسلا دھار بارش ہونے لگی، ہر چہار جانب سے تشنگان علوم قافلہ در قافلہ مبارکپور آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ کی قدیم عمارت شمع علم کے پروانوں سے بھر گئی، مہمان رسول کی کثرت کے پیش نظر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارکپور کے لائق صد مبارکباد مسلمانوں کے دل و دماغ میں دینی تعمیری شعور کو اس طرح بیدار کر دیا جو بلاشبہ کسی عظیم ملی تعمیری کام کا پیش خیمہ بن سکتا تھا، دار العلوم اشرفیہ کو الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) کی شکل میں تبدیل کرنے کا ایک ہمہ گیر تصور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دل و دماغ میں بہت پہلے سے رچا بسا تھا، وہ مذہبی قائد تھے، ان کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سب کچھ مذہب ہی کے لئے تھا، لہٰذا ایسے نامساعد حالات میں مذہب کی زبوں حالی کو وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے، اس لئے انہوں نے الجامعۃ الاشرفیہ کے ذریعہ ایک عالم گیر مذہبی انقلاب برپا کرنے کا تصور سامنے رکھ کر ایک کل ہند تعلیمی کانفرنس ۵/۶ر مئی

۱۹۷۲ء کو منعقد کی۔ اس کانفرنس کے اسٹیج پر ملک وملت کا دل ودماغ اکٹھا ہو گیا تھا۔ اور کھلے آسمان کے تقریباً دو لاکھ مسلمان ملک کے گوشے گوشے سے آکر ایک عظیم اعلان سننے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس مجمع عام میں عربی یونیورسٹی کی ضرورت اور اس کے مفہوم کو واضح کیا تو فضائے بسیط تکبیر ورسالت کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ اور ۶رمئی ۱۹۷۲ء کو اس مجوزہ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں، مسلمانوں کے جوش ایمانی کے اچھلتے ہوئے جذبات کے ساتھ رکھا گیا۔

حضرات گرامی! مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ سنگ بنیاد تو رکھا جا رہا تھا مبارکپور کی سرزمین پر لیکن پڑ رہا تھا ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں کی زمین پر، یہی وجہ ہے کہ اس یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے ملک کے ہر گوشے میں مسلمانوں نے لاکھوں روپے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے قدموں پر نچھاور کرنا باعث فخر وسعادت سمجھا۔

خاص طور سے مبارکپور کے وہ خوش نصیب مسلمان جن کے مزاج کو حضور حافظ ملت نے سلف صالحین کے کردار میں ڈھال دیا تھا، حضور حافظ ملت کی اس پکار پر کہ

ہے کوئی جو اللہ کے لئے قرض حسن دے تو اللہ
اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے

جان ودل قربان کرنے کے لئے پروانہ وار ٹوٹ پڑے اور الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے لئے اپنا سب کچھ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، عینی شاہدین کا بیان ہے کہ کچھ لوگوں نے پیروی سنت فاروقی کی روشن مثال قائم کر دی اور کچھ ایسے بھی دیوانے نکل آئے جنہوں نے اسوۂ صدیقی کا نمونہ بن کر گھر کا پورا اثاثہ حضور حافظ ملت کے قدموں پر ڈالنا چاہا مگر حضور حافظ ملت نے اس حد تک قبول کرنے سے انکار کر دیا،

اس لئے مبارکپور کے لائق صد مبارکباد مسلمانوں کی مثال ہندوستان تو کیا آج پوری دنیا میں نہیں مل سکتی۔ یقیناً یہ فیضان تھا اس مرد حق آگاہ اور بوڑھے مجاہد کا جس کی

ایک پکار پر پورا ملک سمیٹ آیا تھا، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم
پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور
ہم ہوگئے بیدار پکارا جو انہوں نے
یہ سچ ہے کہ ہوتی ہے مجاہد کی اذاں اور

برادران ملت، یہ میری لفاظی نہیں، بلکہ حقیقت ہے کہ اس بوڑھے مجاہد کی اذان ایسی زود اثر ثابت ہوئی کہ چند سال کی قلیل مدت میں دیکھتے ہی دیکھتے مبارکپور کی مضافاتی سرزمین پر علم ودانش کا ایک شہرستان الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کی شکل میں آباد ہوگیا۔ یہ ہے حضور حافظ ملت کا ملک وملت کے لئے وہ عظیم کارنامہ جس نے ان کو رہتی دنیا تک ناقابل فراموش اور زندۂ جاوید بنادیا ہے۔

برادران اسلام! حضور حافظ ملت نے جہاں دین ودانش، علم وشعور اور عرفان و آگہی کے لازوال خزانوں سے اہل وطن کو مالا مال کیا، وہیں وطن کی بھی بے لوث خدمات انجام دیں، اور تازیست فرزندان اسلام کو وطن کی محبت، مصائب کے وقت ثبات قدمی اور صبر وضبط کا درس دیتے رہے۔

حضرات! مجھ ناچیز میں اتنی علمی صلاحیت نہیں کہ میں ان کی مکمل سیرت آپ کے سامنے بیان کرسکوں، بس آپ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ ایک مرد حق آگاہ، عارف باللہ، اور مومن کامل تھے، جو اسلام اور انسانیت کے ضروری تقاضوں کا جامع ہے۔ پروردگار عالم ہم سبھوں کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی رفیق رفیق بخشے۔ آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

۲۱ ویں تقریر

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ الرضوان

امام التارکین، سراج السالکین، مجاہد ملت،
حضرت علامہ شاہ الحاج حبیب الرحمن صاحب
عباسی قدس سرّہ

در حبیب سے بے فیض کون رہتا ہے؟
در حبیب امیدوں کا آستانہ ہے
یہ جس کو کہتے ہیں سب سرزمین دھام نگر
یہاں خلوص و محبت کا اک خزانہ ہے

مجاہد ملت علیہ الرحمہ

بے ریا تھے مجاہد ملت
با صفا تھے مجاہد ملت
در حقیقت سفینۂ دیں کے
ناخدا تھے مجاہد ملت
کیوں نہ کہہ دوں کہ راز فطرت
سے
آشنا تھے مجاہد ملت
دامن آلودۂ ہوس نہ ہوا
پارسا تھے مجاہد ملت
جادۂ حق سے وہ کبھی نہ ہٹے
باوفا تھے مجاہد ملت
پاکبازان حق کی نظروں میں
دل رُبا تھے مجاہد ملت
در حقیقت ہم اہل سنت کے
پیشوا تھے مجاہد ملت
جس کو نجدی کبھی بجھا نہ سکے
وہ دیا تھے مجاہد ملت

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ

الحمدلله کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ...... اما بعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون

صدق الله مولٰینا العظیم، و صدق رسوله النبی الکریم

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

حضرات گرامی! آج کی اس بزم محبت میں امام التارکین، سراج السالکین، عارف باللہ حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اعظم اڑیسہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کے کشف و کرامات سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، مگر اس سے پہلے مدینے کے تاجدار، نبیوں کے سردار، ہم غریبوں کے غمخوار، شفیع روز شمار، سید الابرار والاخیار، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے پڑھئے بآواز بلند درود شریف

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! آغاز گفتگو سے قبل منقبت کے چند اشعار حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان گرامی میں بتوجہ خاص سماعت فرماتے ہوئے چلئے۔

وقار اہل شریعت مجاہد ملت — بہار باغ طریقت مجاہد ملت
امین راز حقیقت مجاہد ملت — چراغ بزم ولایت مجاہد ملت
نہ آسکی کبھی پائے ثبات میں لغزش — بلا کی تھی تیری ہمت مجاہد ملت

کہاں سے لائیں گے اہل سخن بدل تیرا کہاں ملے گی وہ صحبت مجاہد ملت

مخالفوں کے لئے تیغ قاطع حجت منافقوں پہ قیامت مجاہد ملت

رقم ہے اوج یہ تاریخ سال رحلت کی شہید جادۂ الفت مجاہد ملت

۱۴۰۱ھ

حضرات گرامی! اگر آپ بنظر غائر دیکھیں گے تو حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان کی پوری زندگی کشف و کرامات سے بھرپور ملے گی، جن کا شمار مجھ ناچیز کے لئے بہت ہی دشوار ہے، صرف اکتساب فیض کے لئے چند کرامتوں کا تذکرہ کر رہا ہوں، آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں، خلوص و عقیدت کے ساتھ ایک مرتبہ اور درود پاک کا تحفہ پیش کیجئے تو سلسلۂ گفتگو آگے بڑھاؤں، پڑھئے باواز بلند درود شریف

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات محترم! پیروی شہ انبیاء کے نتیجہ میں اولیاء کرام سے جن خوارق کا ظہور ہوتا ہے وہ کرامات ہیں، بسا اوقات گم گشتگان منزل ان ہی واقعات سے متاثر ہو کر اپنی کجروی و گمرہی سے توبہ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ انہی وسیلوں سے انہیں ہدایت عطا فرماتا ہے۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اتقوا بفراسه المومن فانه ینظر بنور الله ۔ مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حضرات گرامی! اب آپ آیئے اور اس فرمان نبوی کی روشنی میں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی فراست ایمانی سماعت فرمایئے۔

① حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک مرتبہ کیندرہ پاڑہ تشریف لے گئے حسن اتفاق کہئے کہ انہیں دنوں میں جامع مسجد کے حوض کی تعمیر ہونے والی تھی، حضرت سے ذکر کیا گیا تو خود اس جگہ تشریف لے جا کر زمین کی پیمائش کرائی اور نشان لگوا دیا اس

کے بعد حضرت واپس چلے گئے۔ جب کیندرہ پاڑہ دوبارہ تشریف لائے تو حوض بن کر تیار ہو چکا تھا اور لوگوں نے اس سے وضو کرنا بھی شروع کر دیا تھا، حضرت کو جامع مسجد سے متصل ایک ایسے کمرے میں ٹھہرایا گیا تھا جہاں سے حوض نظر نہیں آتا، جب آپ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا تو اسی حوض سے لا کر خدمت میں پیش کیا گیا، پانی ہاتھ میں لیتے ہی فرمایا "کہاں سے لائے ہو"

کہا گیا، حوض سے...... آپ نے فرمایا، پانی ٹھیک نہیں ہے، مولوی صاحب! حوض چھوٹا ہے...... حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب امام وخطیب جامع مسجد کیندرہ پاڑہ نے عرض کیا، حضور آپ ہی کی موجودگی میں زمین ناپی گئی تھی بالکل اسی ناپ کے مطابق بنایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں، حوض چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ ناپ کر دیکھ لیا جائے اور جب ناپ کر دیکھا گیا تو حضرت کا فرمانا درست ثابت ہوا۔ لہٰذا حضرت نے تمام لوگوں کو اتنے دنوں کی نمازیں دہرانے کا حکم دیا جتنے دن اس حوض سے وضو کر کے نمازیں پڑھی گئی تھیں، سبحان اللہ، یہ ہے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایمانی فراست۔

حضرات! اسی طرح کا واقعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جب ایک نوجوان کوفہ کی جامع مسجد میں وضو کر رہا تھا، وضو کے اعضاء دھلتے وقت پانی کے ساتھ جو گناہ صغیرہ گر رہے تھے، حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فراست ایمانی سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور اس نوجوان سے کہہ رہے تھے، بیٹے! بدکاری سے بچو۔

حضرات گرامی! غور طلب بات یہ ہے کہ وضو کے اعضاء دھلتے وقت گناہوں کو پانی کے ساتھ گرتے دیکھ لینا اور پانی کو صاف وشفاف ہونے کے باوجود اس سے نجاست حکمیہ کا معلوم کر لینا یقیناً اسی مرد حق آگاہ اور عارف باللہ کا کام ہے جس کے بارے میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مومن فراست ایمانی سے دیکھتا ہے"۔ اسی فراست ایمانی کو عرف عام میں "کرامت" کہتے ہیں۔ پڑھئے

باآواز بلند درود شریف

اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم
و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

② حضرات گرامی! حرم محترم کی مقدس سرزمین ہے، حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان ایک غیر مقلد مناظر سے شرائط مناظرہ طے کرانے اس کے پاس پہونچے۔ شرائط مناظرہ طے ہونے کے بعد واپسی پر غیر مقلد مناظر نے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان سے کہا کہ اے حبیب الرحمٰن! جس طرح اس وقت میں تمہارا پیٹ دیکھ رہا ہوں ٹھیک اسی طرح کل میدان مناظر میں تمہاری پیٹھ دیکھوں گا...... اس کے جواب میں میرے مجاہد ملت نے فرمایا کہ کل تم میدان مناظرہ میں میری پیٹھ کیا دیکھو گے ارے کل میدان مناظرہ میں تمہارا منھ ہی میں نہیں دیکھوں گا۔

حضرات! تاریخ شاہد ہے کہ جس صبح کو مناظرہ تھا اسی کی رات کو غیر مقلد مناظر پر دل کا دورہ پڑا اور رات ہی کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وہ مرگیا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ رات ہی میں اس دنیا سے رخصت ہوگیا تو صبح میدان مناظرہ میں وہ کس طرح حاضر ہوتا اور پھر سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کہ ”کل میدان مناظرہ میں تمہارا منھ ہی میں نہیں دیکھوں گا“ غلط کس طرح ہوسکتی ہے، حضور مجاہد ملت بلاشبہ اللہ کے ولی تھے، خدائے تعالیٰ جس طرح نبوت کی دلیل کے لئے نبی کو معجزہ عنایت فرماتا ہے اسی طرح ولی کو ولایت کے ثبوت میں کرامت کی قوت سے نوازتا ہے، مولائے رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی اللہ کے ولی کی بات اللہ ہی کی بات ہوتی ہے اگر چہ وہ بات اللہ کے ولی کے حلقوم سے نکلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کسی صاحب نے کیا خوب کہا ہے۔

جو رات کہہ دیا دن کو، تو رات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

درود پاک پڑھئے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

③ حضرات گرامی! حضرت علامہ و مولانا شاہ عبد الرب صاحب علیہ الرحمۃ و الرضوان جو حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے خلیفہ اور عزیز نظر تھے، سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک کرامت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ماہنامہ اشرفیہ کے مجاہد ملت نمبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ایک روز مولانا مسعود الحسن صاحب کے یہاں (یعنی اکا) تشریف لے گئے ساتھ میں میں بھی تھا اور بھی دو طلبہ ساتھ تھے، مراد آباد سے اکا جاتے وقت راستہ میں ایک ندی پڑتی ہے اس کا نام ہے "ڈھیلا ندی" ویسے تو خشک رہتی ہے لیکن بارش ہو جائے تو اس کی باڑھ قابل دید ہوتی ہے، پہاڑ سے پانی آتا ہے، اور اتنی تیزی سے بہتا ہے کہ قدم ٹھیک سے جم بھی نہیں پاتے، بہر حال ہم لوگوں حضرت کے ساتھ اکا پہنچ گئے، اتفاق کی بات کہ رات کو اتنی بارش ہوگئی کہ جس کا حساب نہیں، صبح حضرت نے فرمایا، اب چلنے کی تیاری کی جائے، لوگوں نے کہا کہ حضور ڈھیلا ندی میں کافی پانی ہے، دو پہر تک پانی کم ہو جائے تو جانا بہتر ہے کیونکہ نہ تو یہاں کشتی مل سکتی ہے اور نہ ہی بغیر کشتی کے ندی عبور کر سکتے ہیں، کشتی اس لئے نہیں ہے کہ یہاں مستقل پانی نہیں رہتا، بارش ہوتی ہے ایک آدھ دن میں پانی بہہ جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے استاذ (حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب قدس سرہٗ) سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ صبح آجاؤں گا، اور شام کو مجھے اڑیسہ بھی جانا ہے، لوگوں نے کہا کہ اس وقت ندی پار کرنا تو ناممکن ہے، حضرت نے فرمایا چلو دیکھیں تو، ندی کتنی ہوئی ہے، کچھ لوگ حضرت کے ساتھ ندی کے کنارے آئے، کچھ بیٹھے رہے یہ سوچتے رہے کہ حضرت ابھی واپس تشریف لائیں گے، ندی دیکھنے کے بعد حضرت ہم سب لوگوں کے ساتھ کنارے

پہونچے، دیکھتے کیا ہیں کہ ندی اپنے شباب پر ہے، کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ کتنا پانی ہے، اور پانی اس قدر تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا کہ نیچے بالو بھی دوڑ رہا تھا۔ بہر حال کنارے کھڑے ہو گئے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شہر میں دودھ پہونچانے والا گوالا آیا اور اس کے پاس لکڑی میں بندھی ہوئی سوکھی ہوئی دو لوکیاں تھیں، وہ ان کے ذریعہ ہمارے سامنے ندی پار کر گیا، حضرت نے مجھ سے فرمایا، عبد الرب! ایک گاؤں میں رہنے والا معمولی گوالا ندی پار کر جائے، اور عبد الرب کنارے کھڑا رہے، یہ تو بڑی محرومی کی بات ہے میں نے کہا کہ اس کے پاس تو دو سوکھی لوکیاں تھیں جس کے ذریعہ وہ ندی پار کر گیا، ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، حضرت نے فرمایا میں کھڑے ہو کر تیرنا جانتا ہوں، چلو تم لوگ میرا ہاتھ پکڑ لو، میں آپ لوگوں کو کھینچ کر لے جاؤں گا، میں نے کہا کہ حضور! میں آپ ہی کا ہاتھ پکڑوں گا، حضرت نے فرمایا یہ زیادہ ٹھیک ہے، چلو میں اس کا ہاتھ پکڑتا ہوں، اور تم لوگ اس کا ہاتھ پکڑو، اسی طرح ہم تینوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑ لیا، اور حضرت پانی میں اتر گئے، پانی حضرت کی صرف کمر تک رہا اگرچہ ندی میں ہاتھی ڈوباؤ سے بھی زیادہ پانی تھا، ہم بھی لوگ سلامتی کے ساتھ پار اتر گئے۔ اور مدرسہ پہنچ گئے، مدرسہ حاضر ہوتے ہی حضرت فوراً صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب قدس سرہ کے کمرے میں پہونچے ساتھ میں میں بھی تھا۔ اب حضرت صدر الافاضل کی نظر دیکھئے مجھ کو دیکھتے ہی فرماتے ہیں، عبد الرب! ندیا کیسے پار کیا؟ میں نے کہا کہ حضور! آج تو بچ ہی گئے، آج تو ہمارے حضرت نے تیرا دیا، میں نے کیا دیکھا کہ حضرت صدر الافاضل کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپکنے لگے اور انہوں نے فرمایا کہ عبد الرب یہاں تو انہوں نے صرف تین کو تیرایا ہے، قیامت کے دن پتہ نہیں یہ کتنوں کو تیرائیں گے۔

درود شریف پڑھئے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

⑤ حضرات محترم! جناب حافظ محمد ہاشم صاحب صدیقی، ماہنامہ اشرفیہ کے مجاہد ملت نمبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فروری ۱۹۸۰ء کی بات ہے کہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، مدرسہ عالیہ وارثیہ مچھلی محال لکھنؤ تشریف لائے، میں ان دنوں مدرسہ فرقانیہ میں زیر تعلیم تھا۔ اور مدرسہ وارثیہ لکھنؤ میں قیام پذیر تھا۔

آقائے نعمت سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ہمراہ مجھ خادم کو حضرت شاہ مینا علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت نے فاتحہ پڑھی اور واپسی پر کانپور جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا، میں نے حضرت اور حضرت کے خادم خاص جناب عبدالغفار صاحب کو لکھنؤ چار باغ اسٹیشن پر پرائیویٹ بس پر بٹھا دیا، حضرت اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھتے ہی فوراً فرماتے ہیں، حافظ صاحب! آپ جائیے، میں نے اپنے دل میں یہ طے کرلیا تھا کہ گاڑی چھوٹنے کے بعد ہی میں جاؤں گا۔ مگر کچھ لمحے کے بعد حضرت پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

حافظ صاحب! آپ اپنے کام سے جائیے، آپ کا انتظار ہو رہا ہے، حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں فوراً لوٹ گیا اور پاسپورٹ آفس پہونچا، پاسپورٹ آفیسر آر، ایس، گوسائیں نے دیکھتے ہی برجستہ کہا، حافظ صاحب! میں آپ کا آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں، یہ لیجئے آپ کا پاسپورٹ تیار ہے۔

سبحان اللہ، اللہ والوں کی نگاہ معرفت اور چشم بصیرت کا کیا کہنا، دیکھتے سب ہیں، مگر کہاں ہمارا دیکھنا اور کہاں اللہ والوں کا دیکھنا؟ واللہ العظیم بڑا فرق اور بے انتہا تفاوت ہے، وہ بیٹھتے ہیں فرش پر مگر دیکھتے ہیں عرش، اسی لئے تو سرکار غوث اعظم اپنے قصیدۂ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعا
کخردلۃ علی حکم اتصال

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھ لیا جس طرح کوئی رائی کے دانے کو دیکھ لے اور میرا یہ مشاہدہ اور معائنہ صرف کبھی کبھی نہیں ہوتا بلکہ میں ہمیشہ اور لگاتار اسی طرح دیکھتا رہتا ہوں۔

میرے بزرگو اور دوستو! حضور مجاہد ملت بھی اللہ کے ان برگزیدہ اور مقبول بندوں میں سے تھے جن کی حق شناس اور حق بیں نگاہوں سے کوئی شی مخفی نہیں تھی بلکہ عالم اور جہاں بھر کے کوائف واحوال ان کے پیش نظر تھے اسی لئے تو جناب حافظ محمد ہاشم صاحب صدیقی کے احوال اور ان کے دلی ارادے آپ پر منکشف ہو گئے، اور فرمایا حافظ صاحب! آپ اپنے کام سے جائیے آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔

برادران اسلام! آپ مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے علم و ادراک اور بصارت وبصیرت عام انسانی حواس اور ان کے علم وادراک سے بالاتر ہیں، انہی بندگان خدا کے احوال ومقامات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک مومن کامل کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صید نظر افرشتہ و حور
کہ شاہین شہہ لولاک ہے تو

درود پاک پڑھئے اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

حضرات گرامی! وقت کی قلت کے پیش نظر سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان کی صرف ایک کرامت اور سن لیجئے پھر آئندہ اگر موقع ملا تو انشاء اللہ حضرت کی حیات طیبہ پر بھرپور روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔

⑤ جناب عطاء محی الدین حبیبی فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب قدس سرہٗ اڑیسہ ماہنامہ ''الحبیب'' کے مجاہد ملت نمبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''۱۹۷۰ء اگست کا مہینہ ہے، حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان دھام نگر شریف کے جلسۂ پاک میں شرکت فرما ہیں۔ اچانک دو آدمی حاضر خدمت ہو کر حضرت سے عرض کرنے لگے، کہ خدا نواز نامی ایک پیر صاحب جاجپور بالیسر سے ایک دیہی علاقے

میں ظاہر ہوئے ہیں جن کا فرمان ہے کہ جوان سے مرید ہوگا اسے ایک مرتبہ سجدہ کرنا ہوگا، جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نماز معاف ہوجائے گی اور نماز پڑھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، کیونکہ پیدا ہوتے وقت بندہ خدا کو سجدہ کرتا ہے، اور ایک مرتبہ پیر کی خدمت میں"...... یہ چند جملے حضور مجاہد ملت کے گوش گذار ہوتے ہی بے تاب ہوکر لاحول پڑھتے ہوئے جاجپور کے لئے ٹیکسی میں سوار ہوجاتے ہیں، ناچیز بندہ کی یہ خوش نصیبی اور حضور مجاہد ملت کا کرم کہ بالیسر سے حضور کے ہمراہ جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت قبلہ غلام کو اپنی خدمت کا شرف بخشتے ہوئے "ملبرا گوڈی" پہونچے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ جاجپور والے اپنے علاقوں کو جاچکے تھے، آواز دینے پر تقریباً آدھا گھنٹے کے بعد کشتی کے ساتھ حاضر ہوئے، حضرت جیسے ہی ٹیکسی سے باہر تشریف لائے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آسمان صاف تھا بارش کی ایک بوند بھی نہیں تھی، حضور مجاہد ملت کی ایک زندہ کرامت میں دیکھ رہا تھا، جب حضرت کشتی میں سوار ہوکر جاجپور پہنچے تو خدا نواز پیر صاحب غائب ہوگئے، اس کے بعد ہی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد "خدا نواز پیر" کے مریدوں کو توبہ و استغفار کرایا اور کلمہ پڑھا کر بے شمار مسلمانوں کو اپنے دامن کرم سے وابستہ کیا۔

حضرات! سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی سے اس طرح کے بہت سارے کرامات ظہور پذیر ہوئے جس کا تذکرہ انشاء اللہ پھر کسی موقع سے کروں گا، تنگی وقت کے پیش نظر اب میں اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتا اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم سبھوں کو سیدی حضور مجاہد ملت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

۲۲ ویں تقریر

حضرت سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان

شیخ المشائخ ، محبوب الاولیاء، حضور سرکار سرکانہی الحاج شاہ تیغ علی قدس سرہٗ

گلشن اسلام کے ہیں پھول کیا تیغ علی
یعنی دین مصطفےٰ کے آئینہ تیغ علی

کوئی میرے دل سے پوچھے مرتبہ تیغ علی
معرفت میں ہیں وہ درّ بے بہا تیغ علی

منقبت درشان

سرکار سرکانہی علیہ الرحمہ

گلشن اسلام کے ہیں پھول کیا تیغ علی	دین ختم المرسلیں کے رہنما تیغ علی
اہل سنت والجماعت کو ملاتم سے سکوں	تیرا فیض عام ہم پر دائما تیغ علی

علم وعرفاں کا سمندر کردیا تو نے عطا	منبع لطف و کرم، جود و سخا تیغ علی
صاحب لولاک نے بخشا ہے جن کو مرتبہ	تاجدار اصفیا ہیں باصفا تیغ علی

بے بصیرت کیا کوئی سمجھے نزاکت دین کی	اہل دل کو دے گئے پیغام کیا تیغ علی
لاج روز حشر رکھے گا بشیر راز کی	پیرو مرشد نائب غوث الوریٰ تیغ علی

سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان

الحمدلله کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

فقد قال الله تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لاهم یحزنون

صدق الله مولینا العظیم و صدق رسوله النبی الکریم

درود شریف پڑھئے اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

عظمت تیغ علی میں کیا بتاؤں آپ سے
عالم ارواح سے ہی بن کے آئے دستگیر

محترم حضرات! آج میری تقریر کا عنوان شیخ المشائخ محبوب الاولیاء، حضور سرکار سرکانہی الحاج شاہ تیغ علی قادری مظفر پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی ہے اگر چہ میں اس قابل نہیں کہ ان کی عظیم شخصیت پر کچھ لب کشائی کروں مگر پھر بھی اس امید پر حضرت کی بارگاہ فیض بخش میں عقیدت ومحبت کا پُر خلوص نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں کہ اگر حضرت نے شرف قبولیت سے نواز دیا تو ناچیز کا بیڑا پار ہو جائے گا، ایک مرتبہ اور درود شریف پڑھ لیجئے، تو سلسلہ گفتگو آگے بڑھاؤں، پڑھئے اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صلوا علیه صلاة و سلاما

علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! یہ حقیقت ہے کہ خلاق زمین وزماں اور صناع مکین ومکاں جل شانہ نے اس کائنات گیتی میں بے شمار چیزوں اور ان گنت مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ان کو طرح طرح کی خوبیوں اور کمالات سے آراستہ و پیراستہ فرمایا، مگر ان تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف المخلوقات اور افضل الموجودات بنایا پھر ان ہی اشرف المخلوقات میں سے ایسے قدسی صفات افراد کا انتخاب فرمایا جو دنیا میں رہ کر بھی لذت دنیا سے الگ تھلگ رہے، جن کی شان گرامی میں فرمان الٰہی نازل ہوا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو حکومت الہیہ کے پاسبان اور سلطنت ربانیہ کے تاجدار ہیں۔

یہی وہ خاصان خدا اور وارث علوم مصطفےٰ ہیں جو دنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں سے روپوش ہو کر خلوت نشینی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں، جن کے اوپر اسرار و رموز کے بند دروازے کھل جاتے ہیں، جو دیدار خداوندی کے متلاشی ہیں، انہیں اللہ کے برگزیدہ اور نیک بندوں میں شیخ المشائخ محبوب الاولیاء حضور سرکار سرکانبی الحاج شاہ محمد تیغ علی صاحب قادری مظفر پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات ہے، جن کی ولایت کی روشنی ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے، جن کے باوقار اور مخلص خلفاء کثیر تعداد میں ملک اور بیرون ملک کے ہر خطے میں دین وملت کی خدمات انجام دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

جن کے فیوض و برکات سے اپنے اور بیگانے بھی مالا مال ہو رہے ہیں، جن کے رشد و ہدایت سے دنیا بہرہ ور ہو رہی ہے، جن کی اعانت و دستگیری سبھوں کے لئے عام ہے، جن کی تعلیم و تربیت سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد گمراہی کے دلدل سے نکل کر علم وسلامتی کی ٹھنڈی چھاؤں میں آگئے، جن کے کشف و کرامات کا تذکرہ ہمیشہ ہمیشہ ہوتا رہے گا اور جن کے آستانے پر عقیدت شعاروں اور حاجت مندوں کا جمگھٹا ہمیشہ دیکھنے میں آتا ہے، جن کا فیضان کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری

رہے گا۔ درود پاک پڑھئے

اللهم صل علی سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم
و صلوا علیه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

حضرات گرامی! بلاشبہ حضرت سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان مادرزاد ولی تھے، آپ کو کشف وکرامات میں درجۂ کمال حاصل تھا، جس وقت آپ ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے اس وقت کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے استاد نے اردو کے چند جملے فارسی بنانے کے لئے دیئے، ان جملوں میں سے ایک جملہ یہ بھی تھا" ڈھنڈورہ شہر میں لڑکا بغل میں" آپ نے اس جملے کا جو ترجمہ کیا وہ یہ تھا،" خدا نزد است وی جوید بصحرا" یعنی خدا قریب ہے اور لوگ اسے جنگل میں ڈھونڈتے ہیں۔

حضرات گرامی! یہ صرف ترجمہ ہی نہیں تھا بلکہ آپ کی ولایت کی یہ کھلی ترجمانی بھی تھی...... اللہ، اللہ، کیا ہی آپ نے اس جملے کا ترجمہ فرمایا۔

استاذ محترم کی نگاہ کاپی پر پڑتے ہی روح جھوم اٹھی، اور زبان مبارک سے بے ساختہ یہ جملہ نکل پڑا، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لڑکا اپنے زمانے میں یکتائے روزگار اور دانائے اسرار ہوگا۔

نشاط و کیف سے معمور زندگی ہوگی
اسی سحر سے فضاؤں میں روشنی ہوگی

حضرات گرامی! سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنے وطن مالوف (گورپارہ) مظفر پور سے کلکتہ تشریف لائے، اور یہیں سے زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ مونگیر سے چل کر ایک خدارسیدہ بزرگ کلکتہ کی سرزمین پر پہونچے، حضرت شیخ المشائخ کو جیسے ہی خبر ملی عشق الٰہی کا جذبہ شوق لئے حضرت مولانا صوفی مسیح احمد صاحب مونگیری کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، شیخ کے روئے تاباں پر نظر پڑتے ہی دل کا عالم بدل گیا، شیخ نے بھی سعادت اور ارجمندی کے وہ سارے آثار جو لوح جبیں پر جگمگا رہے تھے اپنی فراست ایمانی سے معلوم کر لیا، نہایت ہی شفقت والتفات کے ساتھ

شیخ نے اپنے قریب بٹھایا، خیریت پوچھی، حالات دریافت کئے اور ایک نگاہ توجہ ڈال دی، شیخ کامل کے نگاہ توجہ ڈالتے ہی حضرت شیخ المشائخ کی حالت متغیر ہوگئی اور بے ساختہ منھ سے نکل گیا۔

مجھے بھی اپنی غلامی میں کیجئے داخل
حیات نو کا بھرا جام دیجئے کامل

بس اب کیا تھا، شیخ کامل نے رہ عشق کے مسافر کا ہاتھ پکڑا، آنکھیں بند کیں، اور دیر تک محویت کی کیفیت اور استغراق کا عالم طاری رہا، تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھلیں تو ایک طالب صادق کی روح کا رشتہ مشائخ کی ارواح طیبات سے مربوط ہو چکا تھا۔ کسے معلوم کہ اس اثناء میں کہاں کہاں کی سیر ہوئی اور ایک ہاتھ کتنے ہاتھوں سے گذرتا رہا، ہاں البتہ حاضرین نے صرف یہ مشاہدہ کیا کہ حضرت شیخ المشائخ جب اس مبارک مجلس سے اٹھے تو پورا سراپا دریائے کرم کی موجوں میں شرابور تھا۔ مرشد کی بارگاہ سے سرفراز و شاد کام ہو کر جب اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک مجذوب نے آپ کو دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

نرگس اندر باغ حیراں از نگاہ مست تو
چشم آہو در بیاباں از نگاہ مست تو

حضرات! اکیس سال کی لگاتار سخت مجاہدہ کے بعد مقامات سلوک اور روحانی مدارج کی تکمیل ہو چکی تو مسند ارشاد و تبلیغ پر جلوہ افروز ہوئے، مشرقی ہندوستان میں آپ کی ولایت و بزرگی کی شہرت پھیل گئی، تو ہر طرف سے لوگ آنے لگے، جدھر گذر جاتے چاہنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی، شیخ المشائخ کی نگاہ پڑتے ہی دلوں کی دنیا بدل جاتی، چشم زدن میں روح کی کثافت دور ہو جاتی، جو بھی انسان آپ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہوتا، فوراً ہی اس کی زندگی کی شام و سحر شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھل جاتی۔ جب چاہنے والوں کا ہجوم زیادہ بڑھنے لگا اور آپ کے آبائی وطن "کوریارہ" کا رہائشی مکان تنگ نظر آنے لگا، تو آپ ۱۲۹۵ھ میں "سرکانہی" ہجرت فرما کر آگئے، اور ایک وسیع رقبہ پر خانقاہ

کی بنیاد ڈال دی، اب اس ویرانے میں ایک چمن آباد ہے، حضرت شیخ المشائخ کا مزار اقدس بھی اسی سرزمین پر مرجع خاص وعام ہے۔

برادران اسلام! حضرت شیخ المشائخ نہایت ہی متقی، پرہیزگار، پابند شریعت اور متبع سنت بزرگ تھے، عبادات ہوں یا معاملات، زندگی کے تمام شعبوں میں سنت مصطفےٰ کا حد درجہ التزام فرماتے تھے، اور سب سے بڑی خوبی کی بات یہ تھی کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی، اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام اکثر پڑھوا کر سنتے اور گھنٹوں اشکبار رہتے، پروردگار عالم ہم اہل سنت کو بھی حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، درود شریف پڑھئے

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

حضرات گرامی! حضرت شیخ المشائخ شروع ہی سے حد درجہ راست گو، غریب پرور، منکسر المزاج، اور قناعت پسند تھے، سائل کے لئے ہر وقت آپ کا در فیض بخش وا رہتا تھا، غرباء و مساکین کا حد درجہ خیال فرماتے، بیماروں کی عیادت، یتیموں کی دلجوئی، اور بیواؤں کی خدمت آپ کی زندگی کا بہترین نصب العین تھا۔

حضرات! میں ناچیز آپ کے سامنے حضرت کی کون کونسی خوبی کا تذکرہ کروں، بس آپ یہ سمجھ لیجئے کہ حضرت ہر خوبی کے جامع تھے، اور جس طرح وہ ہر خوبی کے جامع تھے اسی طرح ان کے کرامات وتصرفات بھی بے شمار ہیں۔

آپ درود شریف سنائیے تو میں حضرت شیخ المشائخ کے بیشمار کرامات وتصرفات میں سے چند کرامات بیان کروں، پڑھئے درود شریف

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

① حضرات ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان دعوت میں "کچھیاں" جارہے تھے، حضرت ابھی راستہ ہی میں تھے کہ بڑے زور کی آندھی

اور بارش شروع ہوگئی، حضرت کی معیت میں چلنے والے حضرات تشویش میں پڑ گئے کہ سامان کے ساتھ ہم لوگ بھی بھیگ جائیں گے اور کتابیں بھی بھیگ جائیں گی، مگر حضرت بالکل مطمئن نظر آرہے تھے، اللہ کی شان دیکھئے کہ راستے کے ہر چہار طرف خوب زوروں کی بارش ہورہی تھی مگر راستہ کے متصل دائیں بائیں اور سامنے ایک بوند بھی گرتا نظر نہیں آرہا تھا، اس وقت کا ایک عجیب ہی منظر تھا، بادل گھر گھر کے آتا، خوب گرجتا مگر سامنے سے چھٹ جاتا، میلوں دور کا سفر طے کرنے کے بعد ایک جھونپڑی نظر آئی حضرت سرکار قبلہ کا ارشاد ہوا کہ اب گاڑی روک دی جائے، جب گاڑی روک دی گئی اور اسباب اتار کر اس جھونپڑی میں پناہ لی، تب موسلا دھار بارش ہونے لگی، کافی دیر بعد جب پانی برسنا بند ہوا تب وہاں سے پھر حضرت پکھیاں پہونچے، سبحان اللہ! یہ ہے اللہ والوں کی شان کہ خوب زوردار بارش ہوتی رہی، اور حضرت میلوں دور کا سفر طے کرتے رہے مگر راستے کے متصل دائیں بائیں اور سامنے ایک بوند بھی گرتا ہوا نظر نہیں آیا۔ درود شریف پڑھئے

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك و سلم

و صلوا علیه صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

⑦ حضرات! حضرت حافظ شاہ محمد حنیف صاحب کا بیان ہے کہ ان کے موضع بھسن گاواں (ضلع مظفر پور) میں آتشزدگی کی شکل میں ایک بلا نازل ہوگئی تھی جس کا سلسلہ قریب دو ماہ تک رہا، یعنی رات اور دن میں آٹھ دس مرتبہ روزانہ آگ لگا کرتی تھی، بستی کے لوگوں کا عالم یہ تھا کہ دن اور رات ہراساں اور خائف رہتے تھے، چین و سکون جاتا رہا، کاروبار بالکل بند ہوگئے تھے، بستی کا ہر فرد اپنے اپنے مال و اسباب کی حفاظت میں لگے رہتے تھے، حسن اتفاق کہ ان دنوں حافظ محمد حنیف صاحب اپنے گھر ہی پر مقیم تھے، بہت سی تدبیریں کی گئیں لیکن لاحاصل، آتش زدگی کی شکایت بڑھتی ہی گئی، اس وقت جناب حافظ شاہ محمد حنیف صاحب کے چچازاد بھائی، جناب محمد نعیم صاحب جو عمر میں ان سے چھوٹے تھے، اور گوریارہ کے قریب ہی کسی علاقہ میں معلمی

کر رہے تھے، ان کے پاس خط کے ذریعہ بستی کی ناگفتہ حالت کا اظہار کیا اور دریافت کیا کہ حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان ان دنوں کہاں تشریف فرما ہیں، ان سے مل کر حالات بیان کرتے ہوئے عرض کرنا کہ اب حضور دستگیری فرمائیں، ہم لوگ کافی پریشان ہیں، محمد نعیم صاحب خط پاتے ہی فوراً گوریا رہ گئے، اور سرکار قبلہ سے ساری باتیں عرض کیں، سرکار قبلہ نے فرمایا دو ماہ سے بھولے ہوئے تھے، اب یاد آیا ہے، خیر انہیں لکھ کر مطلع کر دو کہ تین روز سات آدمی مل کر ختم خواجگان پڑھ دیں، میں دعاء کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

جناب مولوی محمد نعیم صاحب نے خط کے جواب میں جناب حافظ شاہ محمد حنیف صاحب کو حضرت شیخ المشائخ کے فرمان کو لکھ کر بھیج دیا، خط ملتے ہی انہوں نے حسب فرمان تین روز سات آدمی مل کر ختم خواجگان پڑھا، بفضلہ تعالیٰ اسی دن آتشزدگی کی شکایت رفع ہوگئی، اور آج تک خدا کے فضل سے بستی اس بلا سے محفوظ و مامون ہے۔ درود شریف پڑھئے۔

اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و بارك و سلم
و صلوا عليه صلاة و سلاما عليك يا رسول الله

③ برادران اسلام! جناب طیب علی خاں صاحب جو سلسلۂ حنفیہ سے منسلک ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان جب بقید حیات ظاہر تھے، اس وقت میرے پیر میں ایک بہت ہی خطرناک قسم کا زخم ہوگیا تھا، پنڈلی کی ہڈیاں سڑ چکی تھیں، میں کلکتہ بغرض علاج پہونچا، اور چند ڈاکٹروں سے دکھلایا، سبھوں نے زخم کی حالت دیکھ کر یہی کہا کہ اس کا علاج ناممکن ہے، یہاں تک کہ ایک بہت بڑے ڈاکٹر (سرجن) نے تو یہ کہہ دیا کہ بے غیر پیر کاٹے یہ زخم اچھا ہوگا ہی نہیں، اور اگر جلد پیر نہ کاٹا گیا تو دو ماہ کے اندر یہ پیر خود سے کٹ کر گر جائے گا۔ اسی اثناء حضرت سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر موصول ہوئی، آپ کے عرس چہلم میں کلکتہ سے اور لوگوں کے ہمراہ میں بھی سرکانہی شریف پہونچا، رات کو جلسۂ چہلم کے

اختتام کے بعد کسی طرح نظر بچا کر مزار اقدس کی تھوڑی سی خاک حاصل کر لی اور اسے اپنے گھر لے کر چلا گیا، مکان پہنچ کر اسی خاک کو پانی میں ملا کر اسی خاک کو زخم پر لگانا شروع کر دیا، اللہ کی شان کہ چند ہی دنوں میں وہ زخم بھرنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ میں بالکل صحت یاب ہو گیا، بعد ازاں پھر جب کلکتہ پہونچا تو میڈیکل کالج کے ڈاکٹروں کو دکھلایا، سبھی ڈاکٹر متحیر ہو کر دریافت کرنے لگے کہ تم نے کونسی دوا کی جو یہ مہلک مرض کا خاتمہ ہو گیا، جب میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا تو وہ کہنے لگے کہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے آستانے سے انسان کو سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ عقیدہ درست ہو، اور اللہ والوں کے آستانے سے لینے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا\
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

حضرات! میں حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے کشف و کرامات کا کہاں تک تذکرہ کروں اور کن کن کرامات کو گناؤں، حضرت کی ذات تو سراپا کرامت تھی، صرف اکتساب فیض اور حصول برکت کی غرض سے حضرت کے بے شمار کرامات و تصرفات میں سے چند کرامتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اب میں آپ حضرات سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم سنی مسلمانوں کو سرکار سرکاں نمی علیہ الرحمۃ والرضوان کا سچا وفا شعار بنائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔\
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

رضوی کتاب گھر کی اہم مطبوعات

تفسیر روح البیان
(مکمل پندرہ جلدوں میں)
Rs.4500

قرآن پاک (کنز الایمان)
Rs.[illegible]

تفسیر الم نشرح مکمل
Rs.150/=

امام احمد رضا اور علم حدیث
(کئی حصوں میں)
Rs.450/=

تاریخ کربلا
Rs.110/=

سبع سنابل شریف
Rs.90/=

شرح الصدور اردو ترجمہ
Rs.60/=

احیاء العلوم مکمل چار جلدوں میں
Rs.1600/= (حضرت امام غزالی)

سیرۃ الرسول سات جلدوں میں
Rs.1500/=

سفینۂ نوح مکمل
Rs.50/=

مکاشفۃ القلوب اردو ترجمہ
Rs.100/= (حضرت امام غزالی)

سچی حکایت مکمل
Rs.160/=

کتاب الشفاء مکمل دو جلد
Rs.200/=

تاریخ نجد و حجاز
Rs.100/=

سنی بہشتی زیور
Rs.90/=

جذب القلوب اردو ترجمہ
Rs.60/=

امام پاک اور یزید پلید
Rs.50/=

افکار رضا
Rs.50/=

اصلاح فکر و اعتقاد
Rs.100/=

کھانے پینے کی سنتیں
Rs.60/=

خون کے آنسو مکمل جلد
Rs.75/=

حدائق بخشش تینوں حصے
Rs.60/=

کشف المحجوب اردو ترجمہ
Rs.100/=

سنت خیر الانام
Rs.60/=

خطبات غزالی اردو ترجمہ
Rs.60 (حضرت امام غزالی)

حصن حصین
Rs.50/=

امام احمد رضا اور رد بدعات
Rs.100/=

شمع شبستان رضا
Rs.80/=

شان حبیب الرحمٰن
Rs.50/=

بہار اسلام
Rs.50/=

اپنی مطبوعات کے علاوہ اہلسنت کی تقریباً سبھی کتابیں ہم سپلائی کرتے ہیں۔ [illegible] فہرست دیکھ کر [illegible] سے روانہ کریں۔



RA[illegible]HAR
425 [illegible] Delhi-6